UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222222

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP -880- 5-8-74 Checked 1975

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵ک۴۳۳ Accession No. U 1821

Author م ک کشن پرشاد شاد

Title مطلع خورشید

This book should be returned on or before the date last marked below.

ناول

نامیدہ بہ

مطلع خورشید

تصنیف منیف عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
پیشکار و وزیر فوج سرکار آصفی المتخلص بہ شاد تلمیذ حضرت اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ
مصنف باغ شاد۔ لطائف بے نظیر۔ باغ و بہار عجیب
سرمایہ سعادت چنچل نار۔ فسانہ مشیدا زیر طبع

سنہ ۱۳۱۵ھ

محبوب پریس علاقہ پیشکاری سے شائع ہوا

۲۷۱۸۲۱
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

پہلا برج

ابتدائے عشق

بغل مین تم نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کسکو
مقامِ صبر ہی دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے

شام کا سُہانا سماں ہی۔ آفتاب کی چمکتی دمکتی کرنون سے درختوں کی چوٹیان اور اونچے اونچے مکان جگمگائے ہوے ہین۔ طیور اپنے آشیانون کو بسیرا کرنے جا رہی ہین مسجدون سے اللہ اکبر کی صدائین بلند ہین ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤن کے جھونکون سے گلبدنون کی زلف عنبر بار گورے گورے گالون کی بلائین لے رہی ہی۔ گھنٹون کی

Checked 1975

جادوبھری صداؤن سے کچھہ دل فگار عاشقون کے دلپر ایسی چوٹ لگائی ہی اور جذب مقناطیس کا اثر پیدا کیا ہی کہ صنم پرست سنگین دلون کے سنگِ عشق کی چوٹ کھا ے ہوے زخمی دلون پر ہاتھہ رکھے ہوے کشان کشان کوے یار کی طرف یعنی شوالون کو جا رہے ہین - اب وہ وقت آگیا کہ سورج غروب ہو رہا ہی وہ کسیکا شیفتہ عاشق زار تلاش یار مین سرگردان ہوکر بہزار اندوہ وحرمان ظلمات کی راہ لے رہا ہی - کہ وہان بھی اپنے دلربا کی جستجو مین سرگردان رہے مغرب رویہ ایک مکان عالیشان جو پہاڑی کے مقابل مین واقع ہی اوسکی چھت پر ایک پریوش پری رُو جادو نگاہ قوس ابرو سرمست خوبی بصد انداز محبوبی مصروفِ خرامِ ناز ہی -

چرخ نیلی ہی بہت اپنی شفق پر نازان	لب بام آ کے تو بھی کفک پا دکھلا

صورت یاس کی بھری بیچاری کبھی آہ سرد بھرتی ہی کبھی دست تاسف
ملتی ہو جس سے ظاہر ہی کہ اسکا دل کسی دلربا کی چاہ مین ڈانوان ڈول ہی
یا کسیکی محبت نے زلف پریشان کی طرح پریشان کر رکھا ہی اور سیماب وار
بیقرار بنا رہا ہی۔ مگر ضبط کئی ہوے بہت ہی متانت اور سنجیدگی سی
مڑکر کسیکو آواز دی

بہار۔ او بہار

بہار حاضر ہوی۔

یہہ کنیزک شوخ و شنگ بناؤ چناؤ کرکے ٹھستے کے ساتھہ اٹھلاتی ہوی
بالاخانہ پر حاضر ہوی۔

پریوش۔ کچھہ دیر خاموش ہوکر بولی۔ ہاے آج میری دل کو کیا جانے
بیٹھی بٹھلای کیا ہوا کہ بیٹھا جاتا ہی۔ امڈ امڈ کی رونا آتا ہی۔

غیب سی کسی کی آواز ائی (کیون خدا خیر کرے)

پریوش۔ چونک کر کیا زینت النسا ہی۔

زینت النسا (اپنا چاند سا مکھڑا دکھلا کر) ہان باجی مین ہون۔

پریوش۔ کیون بہن۔ یہہ چپکی چپکی سے سُنّا کون سی بات تھی پاؤن کی آہٹ تک نہ سنائی دی۔

زینت النسا۔ جی نہین مینے چپکی سے نہین سنا۔ بلکہ زینہ پر چڑہ رہی تھی۔ کہ تمہاری اُمڈ اُمڈ کر رونے کی آواز میری کان تک پہونچی

پریوش۔ اک آہ سرد بھر کر۔ زینت النسا کی ہاتہہ مین ہاتہہ ملائی ہوئی بالاخانہ سے نیچی اُتری۔ یہہ مکان کی دوسری منزل ہی۔ جس کی صفت مین حضرت آتش نی یہ شعر برجستہ کہا تھا۔

یہ کس رشکِ مسیحا کا مکان ہے	زمین جس کی چہارم آسمان ہے

یہہ شعر اوسکے حسب حال تھا۔

پیشدالان مین دو مسہریان سجی سجائین۔ ایک مسہری پر پریوش آتے ہی دہم سے گر پڑی۔

سنبھل سنبھلکے بگڑتا ہی کچھہ دلِ بیتاب
الٰھی آج یہہ صدمہ ہی جان پر کیسا

ہای کہکر لیٹ رہی۔

زینت النسا۔ الٰھی خیر کیجو کھکر دہک سی رہگئی۔ اور اپنی پیاری بہن سے کہنے لگی۔ باجی تمہین میرے سر کی قسم سچ بتلاو یہہ دردِ سر نصیبِ اعدا کہان سے مول لیا۔ نیا رنگ لائی ہو اتنی بیقراری اور اضطرابی کا باعث تو معلوم ہو۔

پریوش آہستہ سی ایک آہِ سرد بہر کر۔ دل کا حال تمہین کیا

تبلاون دکسی نے آواز دی، خورشید آرا ہین - ۹

زینت النسا- ہان ہان ہین ادہر آئے -

خورشید آرا- نے بھی بہت ہی سست لہجہ سے کہا ہان آؤ

پیاری بیگم- کیون بہن خیریت ہے-

خورشید آرا- ہماری ناول کی ہیروین ہین جنکو ہمنے ابتک بیہوش کا خطاب دیا تھا-

پیاری بیگم- خورشید آرا کی پہپہری بہن ہین- مگر عمر مین چہوٹی- زینت النسا حقیقی بہن ہے- ان دونون کی یعنے زینت النسا اور پیاری بیگم کی کوئی دس بیس دن چہٹائی بڑائی تھی- اور خورشید آرا سے یہہ دونون بہنین ایک سال چہوٹی ہین- ان تینون کی آپسمین بہت میل جول ہے- اور ایک دوسرے کی رازدار اور جان نثار

ہین - پیاری بیگم نوجوان کوئی سترہ سال کی عمر نازک اندام گلفام رسیلی آنکہین قیمتی لباس پہنے ہوے جواہرات جڑے ہو د بصد کرشمہ وناز اٹھلاتی ہوی ہر قدم پر فتنہ بپا کرتی ادہر آئین -

خورشید آرا - کیون بہن آج تمنے مجھے نام لیکر پکارا - کیا تم بزرگی کا یہی ہے -

پیاری بیگم - سلام کرکے ہنستی ہوئی - بڑی تم کیسی ہو مین بڑی ہون

زینت النسا - واہ واہ خوب کہی اے لو مین سب سے بڑی ہے دونون اپنے آپ کو بڑی کہتی ہین -

خورشید آرا - ہان بیوی تم ہی بڑی ہو ہم تمہارے روبرو کی چہوکریان ہین -

زینت النسا - کیا شک ہے مین نے تمہین گو دون کہلایا ہی -

خورشید آرا۔ بس بس۔ اسوقت مزاج بدمزہ ہی نہ سر پکا۔

پیاری بیگم۔ کیون خیریت توہی۔ اب رنگ لائی گلہری۔

خورشید۔ اب تو بہت بڑہ کر باتین بنانی لگین۔ ابھی سی پاؤن سی پیٹ نکالے

اس فقرہ پر پیاری بیگم اور زینت النسا بیگم دونون کھلکھلا کر ہنس پڑین

زینت۔ ای باجی جان ہوش کی باتین کیجئے۔ پیٹ سے پاؤن

نکالے کہ پاؤن سے پیٹ نکالے۔

پیاری۔ دہنے ہاتہہ سے زینت النسا کا منہہ بند کرکے۔ ای ہی۔

ابھی سے کاہیکو کھدیا بڑی جلد باز ہو۔

خورشید۔ (جہینپتے ہوسے ہنسکر) ای کہہ تو دیا کہ نگوڑی حواس اسوقت بجا نہین

پیاری۔ یہہ ہی کیا آج ایسی سست کیون پڑی ہو کچہہ تو ہمسے بتلاؤ

سر سے کھیلو۔ منہہ سے بولو۔ کچہہ دل کا حال تو کہو۔ لمؤلفہ

ہم بھی تو سُنین کہ حال کیا ہی
کیون رنج ہی اور ملال کیا ہی

خورشید۔ بس بس۔ اب ہمین نہ ستاؤ۔ سونے دو۔ دل کہان ہی

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر بیداد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

زینت۔ سونے کی ایک ہی کہی۔

ای سیم بدن ذنکو بتا تجھکو مین کیا دون
رات آئی دی نسخہ تجھے سونیکا بتا دون

پیاری۔ ای ہان ابھی تو رات کی آٹھہ بھی نہین بجے۔ یہہ سونا کیسا۔

خورشید۔ میری حق مین یہہ رات قیامت کی رات ہی۔ مجھپر یہہ رات بھاری ہی۔

پیاری نے کہا اوی آپا - آج تو نئی نئی باتین کرتی ہو - خدا کی قسم میرا جی دہلتا ہی - خدا جانے کیا سبب ہی - کچھ بہید نہین کھلتا ہمسے کیئون چھپاتی ہو کیا ہم تمہارے دشمن ہین - زینت بولی کیون بیشک ہم آپا کی دشمن ہین - مگر آخرش آپکے دلکو بیٹھے بٹھلای یہ بیکلی کیون ہونی لگی - ای اُٹھہ بیٹھو - ہنسو - بولو -

خورشید - ٹھنڈی سانس بھرکر - کیا کہون - اگر گویم زبان سوزد کا معاملہ ہے یہان تو ہمارا دل رو رہا ہی - اور وہان ان کو ہنسی سوجھتی ہی -

پیاری - اے بہن - ہنستے ہی گھر بستے ہین -

پیاری - اور یہہ فقرہ آپ نے کیا کہا کہ آجکی رات بھاری ہے ہمتو یون سنا کرتے تھی -

آج دنیا مین جو کنواری ہی	تخت کی رات او سپہ بھاری ہے

ہم کو تو بہن تخت کی رات وات نہین معلوم۔ اور نہ اتنک پاون بھاری ہوا۔ ہمنے تو چوہے کا باپ بھی چیاون چیاون کرتے کہین سے آتی نہین دیکھا۔ بس اس گرما گرم فقرے پر زینت النسا کھل کھلا کر ہنس پڑین اور خورشید آرا بھی۔

پیاری ع وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکرائی ہو۔

یہہ باتین ہو رہی تہین کہ یہہ معلوم ہوا۔ جیسے کوئی دہم سے کودا۔ دیکھا تو بلی۔

خورشید آرا بیگم نے ایک چھوکری کو آواز دی۔ مہتاب مہتاب او مہتاب۔ ارے کیا بہری ہے۔ دیکھو تو اسکی ڈھٹائی۔ کیا مرگئی وہ نیند کی ماتی بھلا سنتی کب تھی۔ اسکی نیند بھاری تھی۔ کوئی ڈنکا کیا معنے اگر دہونسا بھی بجاتا کب اٹھنے والی تھی۔

خورشید آرا نے جھلّا کر اوسکے ایک لات رسید کی - مگر وہ خبر ندہ باشد -
صرف اتنا اثر اوس لات کا ہوا کہ اس کروٹ سے اوس کروٹ ہولی -
کروٹ کی اس اُدلا بُدلی سے خورشید آرا اور بھی جھلائی -

زینت - جھوٹے پکڑ کر اوٹھاؤ بہن -

پیاری بیگم - مُردون سے شرط باندھ کر سوئی ہے -

زینت - ہنسکر - واہ بہن شریاّ کی ایک ہی کہی - کیا فصاحت ہے -

پیاری - ایک دن مین نے ماما سے کہا کہ دو رکیبیون مین الگ الگ آلو کا سالن لاؤ - بس انکو موقع ملگیا - بہت بنانے لگی - اتنے مین بیوی سمجھا کہ رکابی کہتے ہین - رکابیان کہنا چاہئے - یہہ رکیبیان کیا معنی مین بگڑ گئی - مین نے کہا ع اک ذری ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو انھون نے سو آدمیون سے پوچھا - سب نے یہی کہا کہ زنان خانہ کی

یہی زبان ہی۔ دس اشرفیان جیپوری مجھے دین۔

پیاری۔ اوی بہن۔ ہماری لے دے نکر د۔ مین ان پڑد تم ملانی

زینت نے کہا۔ خیر ہو۔ مین ملانی کیون ہونے لگی۔ کیا موے

کوئی ملا سے میرا بیاہ ہوا۔ یہہ کہکر خورشید آرا سے کہا۔ ہان بہن

ایک دو لاتین مردار کو اور کس کے لگا دونا۔ اتنے مین خورشید آرا نے

ہاتہہ پکڑ کر اٹھایا۔ وہ آنکہہ ملتی اٹھی۔ کہا سونے نہین دیتی ہین بی دیا

کچی نیند جگا دیا لیکے۔ یہہ کہکر پھر جا کر دوسری جگہہ دراز ہوئی ہی کو

تھی۔ کہ خورشید آرا دوڑی۔ اور مہتاب اوٹھہ بیٹھی۔

مہتاب۔ اٹھی اٹھی۔ بی بی۔ اٹھی۔ حکم۔

خورشید۔ وہ دیکھہ تیری خالا آئی ہی نکٹی

مہتاب۔ بل بل۔ اس موئی چت کبری بلی نے تو میری ناک مین

دم کر دیا - نوچندی کے دن بی بی نے مجھے ملائی کا پیالہ دیا - مین لیکر سلام کرنے جھکی - اِسی اِتنے ہی مین کسی نے ایک نکوڑا مارا - پہلے تو مین ڈر گئی - کہ اللہ یہہ بلا کہان سے آئی دیکھا تو نکٹی - اُس وقت (وقت) جو کہین ملتی تو ٹانگین ہی چیر کے دھر دیتی - اب اس نگوڑی سے اور بھی دشمناگی ہو گئی -

زینت - یہہ کاہے سے -

مہتاب - اے بی بی لاتین پڑوائین موئی چڑیل نے - ٹھہر تو جا اتنے مین - زینے کی جانب سے آواز آئی (ہوشیار) اور ویسی ہی ایک بڈھی خاتون چھت پر آئین - گالون پر جھریان ہاتھون پر جھریان گویا خیاطِ پیری نے جامۂ اصلی کو چنا تھا - گو مالکِ دیرینہ روز تھی - مگر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا کہ جوانی مین پری ہو گی - اور شکل و صورت

زبان حال سے خورشید آرا کی طرف مخاطب ہوکر کہتی تھی۔

مرا ہمچنین چہرہ گلفام بود	بلوریم از خوبی اندام بود

ہاتی دانت کی جریب ٹیکتی ہوی تشریف لائین۔

خورشید آرا۔ زینت النسا۔ پیاری بیگم سے سروقد تعظیم کی۔ یہہ بڑی بیگم تہین۔ خورشید آرا کی والدۂ معظمہ سرکار کہلاتی تہین۔

سرکار۔ لڑکیون یہہ مہتاب نے اسوقت کیا بے ادبی کی تہی کیون ری لونڈی بچی اتنا دم داعیہ تجہکو ہوا کہ ہماری صاحبزادیون شہزادیون سی برابری کا دعوی کرے۔ رینڈکی چلی مدار کو سچ کہتے ہین غلام بیوفا ہوتا ہی۔ اور لونڈی سے ہمیشہ آدمی دہوکا کہا ہی جاتا ہی۔ قحط مین مول لیا پالا پروسا۔ بچون کی طرح دیکہا۔ اتنا بڑا کیا۔ کیا اسیواسطے سرشام ہی لمبی تان کے سورہنا۔ کیا معنی ابہی چراغ مین بتی بہی نہین پڑی

اور یہہ سورہی - کوئی بیگم ہے - صدقے گیا تھا بیگمون کی ایڑی چوٹی پر
تم آرام کرو اور ہمارے ننہے صاحبزادیان اوٹہہ اوٹہہ کر نکٹی کو
ہکائین - کو اہنکی کہین کی مردار کیا جانے یہہ اپنی سسرال مین
کیون کر رہے گی -

زینت - اللہ کرے کسی جلاد کے پالے پڑے -

پیاری - اے میان کو بھی تگنی کا ناچ نچاے گی -

خورشید - سرہی پیٹیگا اپنا -

بڑی بیگم تشریف لیگئین - اور جاتے جاتے کہہ گئین کہ
لڑکیو - آو - دستر خوان بچھا ہی - آٹہہ کا گجر بجگیا - مہتاب جو دبک
رہی تھی - آہستہ آہستہ آئی - اور کہا کہ سرکار سدہار ین ؟ مین تو
لٹھیا کی کھٹ کھٹ سنتے ہی بھاگی - اور دبک کر کھمبے سے

لگ کی کہڑی ہوگئی - یہ جو آپ نے کہا کہ کسی جلّاد کے پالے پڑیگی - یہہ خیر صلاح ہی - مین اپنے میان سے پاؤن نہ دبواون تو سہی جہان سے آیا ہی - وہین پہونچا دون - جو ذرا ٹیڑہی بات کرے -

پیاری - شاباش اچہی نکبخت ملی - وہ بھی اپنے کیے کو پچتاے گا - کہیگا یہہ کس ڈائن سے کام پڑا ہی -

زینت - اے یون کیون نہین کہتین کہ اگر حیادار ہی تو اسکو جھونٹے پکڑکر ماریگا - طلاق دیدیگا -

خورشید - پھر کیا کرے گا - سونے کی چھری ہو تو کیا پیٹ مین رکھے گا -

پیاری - ہان آپا سچ کہا میری سسرال مین بھی ایک چھوکری ایسی ہی لڑاکا تھی - خاوند اُس سے ہمیشہ بیزار رہتا تھا - آخر اُس نے

طلاق دیا - ابھی کوئی دو برس ہوے -

خورشید - ہان مین خوب جانتی ہون - وہی نا گلاب گلاب -

زینت - اسے تو کیا مین واقف نہین - جیسے ہم بیوقوف ہین کچھہ جانتی ہی نہین - یا پیدا ہی نہین ہوے تھے -

پیاری - اوی بہن - یہہ کس نے کہا - تم پیدا نہین ہوی تھین - ماشاءاللہ تم تو گود ون کھلائی ہو -

خورشید - (پیاری سے) ہان بہن - اسوقت تو مجھے زینت سے بالکل اتفاق ہے - وہ تو خیر جانتی ہو گی - اور عمر مین بھی چھوٹی ہی مگر تمنے میرے سامنے بھی ایسا بیان کیا - جیسے مین پہلی جانتی نہ تھی -

پیاری - لو دونو بہنین ایک ہو گئین نا - آدمی بشر ہی منہ سے بات نکل ہی جاتی ہے

اس عرصہ مین مہری سے آنکر کہا۔ دستر خوان چنا گیا ہی سرکار یاد کرتی ہین۔

خورشید۔ ٹھنڈی سانس بھر کر ہمین تو بھوک نہین ہی۔

زینت۔ پیاری بہن تم نہ کھاؤگی تو ہم بھی نہ کہائین گے۔

خورشید۔ نہین نہین۔ تم دونو جاؤ ہمین بھوک ہوگی تو آئینگے۔

زینت۔ نہین حضرت عباس کی قسم یہہ ہرگز نہ ہوگا کہکر دونون نے ہاتھہ پکڑ کر قسمین دے دیکر اوٹھایا۔ اور کھانا کھانیکو لے چلین

خورشید آرا زینت النسا پیاری بیگم سے اگر کوئی پوچھتا کہ تم چھت پر چاندنی مین کہانا کہانا چاہتی ہو۔ یا نیچے بڑی بیگم صاحب کے ساتھہ۔ تو وہ چھوٹتے ہی کہتین چھت پر چھت پر۔ بڑی بیگم صاحب کے ساتھہ کھانے مین بے تکلفی کجا۔ مگر جانا پڑا۔ گئین۔ مہری نے

نعمت خانۂ مبارک مین فرش پر دسترخوان بچھایا۔ سفید جیسے بگلے کا پر۔ دسترخوان کے اردگرد سب بیٹھین۔ مہریان سلفچی لائین۔ سب نے ہاتھ دہوکر اور بسم اللہ کہکر کھانا شروع کیا۔ خورشید آرا بیگم جس کے دلمین کسی کی محبت کا تخم بویا ہوا ہی۔ اور ابھی تک سرمخفی کی طرح بہت ہی استقلال اور ضبط سے اپنی گنجینۂ دل مین اُس رازکو چھپا رکھا ہی۔ اوہمین گرسنگی اور تشنگی کہان ہونے دیتا تھا کسیکی یاد غذا تھی۔ اور تصور چہرۂ روشن آب حیات کا کام دیتا تھا۔ بہزار دقت دو چار نوالے کھاکر ہاتھ کھینچ لیا۔

بڑی بیگم - کیون بیٹا خورشید آرا یہہ کیا کھانا ہی۔ آج خلافِ عادت دو چار نوالے کھائے اور اوٹھہ کھڑی ہوئین۔

خورشید - امی جان آج کچھہ طبیعت بدمزہ ہے۔ بھوک تو

نام کو نہین آپ کی تعیل حکم کے لیے حاضر ہوئی۔

بڑی بیگم۔ خدانخواستہ کیا ہوا بیٹا۔ کہو نا۔ حکیم صفدر حسین کو بلوا کر نبض دکھاؤ۔

پیاری اور زینت دونون اپنے دل ہی دل مین کہنے لگین کہ اسوقت تک ہمپر تو کوئی راز نہ کھُلا کہ شکایت کیا ہی۔ یہہ بڈھیا حکیم کو بلا کر کیا کریگی خدا جانے کونسا اور کس کا روگ لگا ہوا ہی۔ اور کیا درد ہی۔

آگاہ نئی تپ درون را	نشتر چہ زنی رگ جنون را

خورشید آرا نے بہت ہی ادب سے بہت اچھا جو حکم ہو کہکر ہاتھ دہوئے اور بالاخانہ پر آکر خاصدان سے گلوریان کہا کر مسہری پر بصد انداز ہاتھہ پیشانی پر رکھے ہوے شب ماہ مین لیٹ گئی۔

اوسوقت اوسکی تنہائی نے اوس کی دلکی لگی کو اوربہڑکادیا۔ انواع واقسام کے خیالات دل مین پیدا ہوے۔ اور آنکھون مین اشک بھرلاکر بصد آہ سرد ورنگ زرد یون کہنے لگی۔ ؎

کسی کو دیکے دل کوئی نواسنج فغان کیون ہو
نہو جب دل ہی سینہ مین تو پہر منہہ مین زبان کیون ہو

اب اسکے دو تین لمحون کے بعد ہی زینت النسا اور پیاری بیگم جلد کہانے سے فارغ ہوکر آہستہ دبے پاؤن بالاخانہ پر آئین۔ اور مسہری کے پاس خورشید آرا کے سرہانے کہڑی ہوکر اوسکی اس اضطرابی اور بیقراری کو بغور دیکہا۔ جو راز ابہی تک بالکل کنج مخفی مین نہان تہا۔ اس شعر کی بدولت وہ راز اونپر عیان ہوا۔ تاڑگئین کہ یہہ کچہہ اور ہی معاملہ ہی۔ یہہ وہ درد ہی جسکا درمان نہین۔

سوائے وصل کے اس زخم کا اندمال ہونا محال ہی۔ دونوں بہنوں نے آگے بڑھ کے سلام کیا۔ اور کہا آپا۔ اب ہم سے نہ چھپائیے ہم سمجھ گئے۔ ہم پر ظاہر ہوگیا۔ بس اب جلد بتلاؤ کہ کیا ہی۔

خورشید نے اوسی دم برجستہ یہہ شعر پڑہا۔ ؎

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو
نہ لاوی تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو

پیاری بیگم۔ بس آپا۔ اب بہت شاعری نہ کرو۔ خدا کی قسم طبیعت ہماری تمسے زیادہ پریشان ہی جلد کہو۔ کہ اس کی کچھہ تدبیر بتلائیں۔ اپنی جان اگر تمہارے کام آتی ہے تو صدقہ کردیں۔ ہیں تو ہم تمسے چہوٹے۔ مگر رازدار سمجھکر شریک حال کرو۔

زینت۔ میری پیاری اچھی بہن۔ تمہارے ایک ایک لفظ سے

مجھے اتفاق ہے -

خورشید - دیکھو بہن تم مجھے دق نہ کرو - آخر کیا کہون - کونسی بات ہی جو بتلاؤن - انسان ہون - کبھی فکر ہی - کبھی خوشی - خواہ مخواہ اسکی لئے سمجھنا کہ کوئی ضرور فکر ہوگی - اسکے کیا معنی -

زینت - واہ آپا - ہمنے اسقدر تم سے لجاجت کی دست بستہ عرض کیا - مگر تمنے اوسکا ٹکا سا جواب دیا - اور روکھی باتین کین بس - یہہ کہکر اوس پریوش نے اپنی صورت کو بہت ہی رنجیدہ بنایا -

پیاری نے بھی زینت کے ساتھہ اتفاق کیا -

خورشید - (ایک آہ بھر کر) آلہی کیا کرون - کس سے کہون اپنے دل کا حال اوسے سناؤن جو مسیحا ہو - اور اس درد کی

دوا جانتا ہو۔ اس زخم کا مرہم وہی دے جو جراح ہو۔ ہاے

مین کونسی بری گھڑی۔ بالاخانہ پر چڑہی تھی۔ تماشا دیکہتے دیکہتے

خود تماشا بنگئی۔

زینت۔ ہان آپا یہہ سچ کہا کہ تمکو تماشا دیکہنے سے کیا غرض تھی

ای تماشا گاہ عالم روے تو
توکجا بہر تماشا می روی

خورشید نے کچہہ اس شعر پر مسکرا کر گردن تکیہ سے نیچے کر کے

بہت ہی آہستہ سے کہا۔ ہان بیوی اب مجھے تم نہ بناؤگی تو

تمہارے پیارے پیارے بچے بنائین گے۔

زینت۔ بظاہر بگڑ کر۔ بس آپا۔ ایسی باتین ہمین نہ کہا کرو۔

یہہ کیا کسیکو ناحق گالی دینا ہم خود بچے ہین۔ ہمکو کہانسے بچے ہونگے

پیاری - اوی بہن چشم بد دور - ابھی کب تک بچی رہوگی -
دولھا کی گود مین سوکر بھی اناجی کا دودھ پیوگی -

خورشید - (پیاری کی طرف دیکھکر) معلوم تو کچھہ ایسا ہی ہوتا ہی

زینت - اوٹھ کھڑی ہوی - اور بہت ہی بگڑکر کہا - بس اب ہم
جاتے ہین پھر نہ آئینگے -

خورشید دوپٹا پکڑکر - میرا لھو پئے جو جاے - بھلا دیکھون تو
کیونکر جاتی ہو -

ابر رحمت ہی تجھے اسدم لگا دے تو جھڑی
کہتی ہین وہ جائینگے دیکھین تو کیونکر جائینگے

زینت - ہنسکر - خورشید کو گدگداتی ہوی - پھر کہنا - کیا بات ہی
وہ ٹھنڈی سانس بھر رہی ہو - نہ کہے تو ہمارا ہی لھو پئے - اور

جنازہ دیکھے۔

خورشید۔ ہائین ہائین۔ یہہ ہوا کیا ہے۔

زینت۔ ایسی باتین مت کرو۔ دور پار۔ خدا تیرے دشمنون کو وہ دن نصیب کرے۔ واہ واہ

زینت بیٹھہ گئین۔

یہہ چلما دیکر خورشید آرا بیگم نے بات ٹالی۔

خورشید۔ شامی کباب تو ٹھنڈے ہو گئے تھے۔ مگر جو گرما گرم سیخ کے کباب آئے تھے وہ اچھے تھے ۔

زینت۔ اے بہن تمہین کچھہ ہوش بھی ہی۔ اچھا یہہ بتاؤ کہ آج کے کہانے مین کون چیز سب مین اچھی پکی تھی۔

پیاری۔ ہان۔ بس مین بھی یہی پوچھنے کو تھی۔

خورشید - ہمکو تو سیخ کے کباب سب سے اچھے معلوم ہوے -

زینت - یہہ سیم کے بیج جو قیمے مین پکے تھے - پلاو کو مات کرتی تھی -
اور باجی جان کو سیم کے بیج قیمے مین اور مرغ کا دو پیازہ مرغوب ہی -

خورشید - ہان اور کیا - اکثر مین یہی پکواتی ہون (مگر اُف کہکر
خموش نقش دیوار ہوگئی)

پیاری - کیون آپا باتین کرتے کرتے یہہ اُف چہ معنی -

زینت - باجی تمہین ہمارے سر کی قسم اب تو مین نہ چھوڑون گی -
تم ہزار داؤ دو گی بات ٹالو گی مگر مین ایک نہ مانون گی - خدا کے لیئے
سچ سچ بتلا دو یہہ کیا حال ہے -

خورشید - یہ قسمین کام کی نہین - مین نے تو کہدیا کہ ضرور کہونگی
اب اصرار کیون کرتی ہو - خواہی نخواہی کسیکو دق کرنا کیا معنی -

زینت - پہر کہدونا - کیا بات ہی -

خورشید - ہائے کیا کہون - مین نگوڑی ماری چہت پر گئی ہی کیون تھی - میری قسمت مین یہ دُکھ بدا تہا - اسے ہی اوپر جانا جان کا کال ہوگیا - خدا جانے وہ کونسی بُری گھڑی تھی - کسی کی پیاری پیاری حسرت کی نظر میرے دلمین کُھپ گئی - یہہ کہکر زار زار رونا شروع کردیا - ٥

	ترا کیا کام اس دل مین غمِ جانانہ آتا ہی نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحبخانہ آتا ہی	

پیاری اور زینت ان دونون نے آنسو پوچھے - منہہ دہلانے کے بعد کہنے لگین وہ کون تہا - کیا تہا - کہہ تو دو -

خورشید - وہ پیاری صورت اور بانکی چتون اللہ ری تیری

تیکھی چتون کلیجہ سے پار ہوگئی۔

پیاری۔ باجی وہ کون تھا جس نے یہہ گت بنائی۔ خدا جانے کیا جادو کر دیا جو اسقدر فریفتہ ہوگئین۔ نہین معلوم بیاہا ہوا ہی یا کنوارا۔ کوئی غریب ہی۔ یا فقیر۔ یہین کا ہی۔ یا پردیسی۔

خورشید۔ صورت۔ اور سیرت۔ مزاج امیرانہ۔ انداز دلربایانہ ضرور وہ یہین سے ہین۔ مجھے یقین کلی ہی۔ ہاے بغلی گھونسا جان کا دشمن ہے۔ قاتل بیرحم جفا کار۔ ستمگار سے ہونمین کوئی شبہہ نہین۔ نسخہ من مصنف

بتون سے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

پیاری۔ ہائین آپا۔ بغلی گھونسہ کے لفظ سے مین کھٹک گئی

کچھہ دیر سوچ کرمین سمجھہ گئی - ہان ہان - ضرور وہی ہوگا کچھہ مسکرا کر

حضرت عباس کی قسم وہی نہو تو جو کہو ہارون - بیشک جو کہو سو ہارون

زینت - ای ہی تو بہن کچھہ کہوگی بھی - خدا کی قسم طبیعت اولجھہ گئی

کوئی پہیلی بجھواتی ہو - یا چیستان - خدا جانے کیا ہی کچھہ تو

کہدو (گلے مین ہاتہہ ڈالکر) میری پیاری بہن - میرے سر کی

قسم کہو - وہ ایسا کون ہی جسپر تم لٹو ہو -

خورشید آرا سمجھی کہ پیاری ضرور تاڑ گئی - بس دل ہی دلمین

کچھہ تو خوش ہوئی کہ راز کھلا - اور انتہاے عشق کو سوچکر مغموم ہوئی

کہ خدا جانے کیا ہوگا - ٥

ابتداے عشق ہی روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہی کیا

پیاری - کیون باجی خود کہدونا - وہ کون ہی -

زینت - ہان بہن جو تمہاری مرضی مین آوے کہدو - روک ٹوک کس کی ہے -

پیاری - اوہی آپا - روک ٹوک کون کرے گا - مین سچ کہتی ہون کہ تاڑ گئی -

زینت - اری بہن کہونا -

پیاری - بغلی گہونسا - وہ تو نہو - جو ہمارے پروس مین جہان بانکی تمبولن رہتی ہی -

خورشید - بس بس - اب یاد نہ دلاؤ بہن - کلیجا چہلنی ہوا جاتا ہی

پیاری - او چہلکر - وہ تاڑ گئی (زینت کے رخسار کا بوسہ لیکر) کیون بہن کیا بہانپ لیا مین نے سچ کہو - ع

خط کا مضمون بھانپ لیتی ہین لفافہ دیکھکر

زینت - خدا کی قسم مین قائل ہون تمہاری عقل کی - مگر تمہاری ہان کب آئے تھے - دولہا بھائی کی صحبت کا اثر ہے -

پیاری ناز سے آہستہ سے مار کر اپنے دولہا بھائی کو کہو منہ بنا کر آئین -

زینت - خیر مطلب تو کھل گیا - مین بھی سمجھہ گئی - ہائے اُس کا کیا پوچھنا - وہ تو ماشاءاللہ ہزارون مین ایک اپنی مثل اس شہر مین نہین رکھتے -

پیاری - بھلا وہ کون نام تو بتلاؤ -

زینت - کیا دوگی - کچھہ بدونا -

پیاری - پانچ پانچ اشرفیان -

زینت - کہدون - لے اب کہے دون -

پیاری - ہان - دیر کیا ہے -

زینت - دیکہو بہن - پانچ اشرفیان لون گی - اور ضرور لونگی -

پیاری - نہین کس نے کہا - ابہی دون گی -

زینت - خورشید کی طرف دیکہکر آپا - تم شاہد رہو - یہہ نکل جائیگی تو مین ان کا زیور اوتار لون گی -

خورشید - وہ جانے تم جانو -

زینت - ہائین یہہ کیا بات ہی (شوخی سے) پہر تو ہم اپنے دولہا بہائی کا نام بہی نہ بتائین گے -

خورشید - کچہہ مسکرا کر - بے ساختہ اوٹہہ بیٹہی - اور بظاہر غصہ کی صورت بنا کر - کیون زینت ابہی کیا ہوگیا - لولگین چڑہانے -

پیاری - بے شک - خدا وہ دن لائے کہ ہم دولہا بہائی کہین ج اور خدا ایسا ہی کرے گا - بیساختہ زینت کے مُنہ سے دولہا بہائی کا لفظ نکلا - یہہ تفاول نیک ہی - آواز غیب ہی -

خورشید - جہپکر - بس بس - زیادہ نہ بڑہو - جب زینت کے منہ سے دولہا بہائی کا لفظ نکلا - ہماری ہیروین خورشید آرا بیگم دام عفتہا کا چہرہ اور بہی سرخ ہوگیا - معلوم ہوتا تھا کہ لاکہون مل گئے -

پیاری - ہان زینت بہن - نام تو بتلاؤ -

زینت - اب اور کیا کہون - نام تو پہر بتلا دون گی - مگر ان کا تخلص کہدیتی ہون پہچان لو -

پیاری - وہ کیا -

زینت - مخمور -

پیاری۔ [پیٹ کے] ہان تخلص تو بتلایا۔ مگر شرط یہ نہین۔ مخمور دو ہین۔ ایک دہلی کے بھی شاعر ہین۔ نام ضرور بتلانا ہوگا۔ ورنہ اشرفیان نہ ملین گی۔

زینت۔ بس دیکھی۔ ابھی اقرار کیا اور نکل گئین۔

پیاری۔ نکلی نا کیا معنے۔ مگر نام پر شرط بدی تھی۔ یہ تو تخلص کہدیا۔

زینت۔ اچھا ادہر اشرفیان دہرو تو نام بتائین گے۔ یہہ بہک نام کا نیک۔ ای ایسے نیک لینے کی مین ہی قابل ہون۔

پیاری۔ کیا ہسنم نہین۔

زینت۔ نا۔

خورشید۔ جھنجلا کر۔ ان دونون نے مغز پکا دیا۔ خدا جانے کیا سوجھا ہی۔ کچھہ اپنے سے باہر ہوگئی ہین۔ واہی تباہی جو جی مین

آیا کہتی جاتی ہین - یہہ کہکر ڈوپٹا منہ سے تان کر کروٹ بدلی ؎

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہرسو بدلتی ہین
جو جل جاتا ہی یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتی ہین

لے اب ہمین نہ جگانا - بس کہدیا - دیکھو یاد رکھنا -

زینت - دیکھو باجی تمہین ہمارے سر کی قسم ادہر منہ پہیرو -
اشرفیان تو اون سے لینے دو - سا اچہا سہی -

پیاری زینت سے - بس انہین اب نہ چہیڑو - نام تبلا دو - مین
صدقے - مین واری بہن - میری اچہی بہن - پہر تمہین دیدیگی اشر
فیان لین گے

زینت - وہی نام مرزا مخمور - کیون اب تو دوگی اشرفیان کہ نہین

پیاری - ہان بہن - اب تو ضرور دونگی - یہہ کہکر اپنے پاس سے

پانچ گن کر دین -

زینت - چلو بہن اچھی گھڑی تھی - اور نام بھی کیسا نیک ہے مجھے اشرفیان مل گئین -

پیاری - خورشید کی طرف مخاطب ہوکر - ہان باجی - اب تو کہو انکو تم نے کیسے دیکھہ لیا - اور وہ یہان کب آئے - کوئی آٹھہ سال سے وہ امتحان دینے ولایت گئے تھے -

زینت - ہان ہمنے بھی سنا تھا کہ وہ امتحان دینے کے بعد بہت دور دور کا سفر کرینگے -

خورشید - ہائے کیا کہون - خدا جانے کیا ہوا - مگر ظالم نے میرا تو خاتمہ ہی کر دیا -

زینت - اے خدا نکرے بہن - یہہ کیا واہی تباہی باتین

منہ سے نکالتی ہو۔ ع مزن فال بد کا ورد حال بد۔

پیاری۔ اور تو کوئی نہو۔ ذرا دریافت تو کرلین۔

زینت۔ کس سے کہو گی۔ اگر کوئی پوچھے کیون دریافت کرتی ہیو تو پھر اسکا جواب۔

پیاری۔ مین آج اپنے مکان تو جاتی ہون۔ دولہن بیگم سی (یہہ پیاری کی حقیقی چھوٹی بہن ہین) آئی ہین۔ کہا سے کر وقت دریافت کرون گی۔

زینت۔ کہین بہن ایسا نہو کہ لوگ تاڑ جائین۔

خورشید۔ ہان بہن دیکھو۔ اول ہی ستم رسیدہ۔ دلدادہ۔ والہ و شیدا آسمان ٹوٹا ہوا ہی۔ ایسا نہو کہ میری مٹی برباد ہو جاوے۔

زینت۔ اے اللہ نکرے بہن۔ کیا باتین موہنہ سی نکالتی ہو۔

پہر پہر سکے وہی۔

پیاری۔ باجی دیکہو تو خدا کو کیا منظور ہی۔ اگر وہی ہی تو انشاءاللہ مرزا نوشہ کو تہوڑے دنون مین نوشہ بنتے ہوی دیکہین گے۔

زینت۔ آمین۔

خورشید۔ ارے میرے کہان نصیب۔ خدا جانے جب تک مین رہون یا نہ رہون۔ اور کیا کیا گذرے۔ کچہہ معلوم نہین ہوتا۔

زینت اور **پیاری**۔ ای ہی دور پار۔ وہ دن تمہارے دشمن کو نصیب ہو۔ بلکہ ساتوین دشمن کو بہی نصیب نہو۔

سب بہنین سو رہین۔ پیاری اور زینت نی آرام کیا۔ مگر خورشید آرا کو آرام کجا۔ ذرا آنکہہ لگتی تھی۔ اور پہر ادہہ بیٹھی تھی۔ امیر

ہای کس بیدرد کو پا پے پڑے

دل چلا جب کوچہ گیسو کی سمت

کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست

ہر جگہہ لاکہون مین متوالے پڑے

دوسرا برج

جوش جنون عشق

جنون کی جوش مین یکجا نہین دم بہر قرار آیا
کبہی گلشن سی صحرا مین کبہی صحرا سی گلشن مین

ابہی ابہی صبح کی وردی بجی - نونہالان چمن نے اپنی دوکان حسن سجی - بہار کا موسم ہی - ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا چل رہی ہی - باد بہاری پہولون کا پنکہا جہل رہی ہی - معلوم ہوتا ہی کہ بہشت برین اور خلد علیین سے ہوا کے جہونکے کشمیر جنت نظیر ہوتے ہوی آرہی ہین - جو عشاق بامراد بادل شاد اپنے اپنے معشوق پریزاد کی بغل گرما رہی ہین

اون سکے جگر تک کو خنکی پہونچا رہی ہین۔ مرغان سحر اپنے اپنے آشیانون سے صحرا نوردی کی دُھن مین اوڑے جا رہے ہین۔ موتیے کی مہک سے دماغ طبلۂ عطار بنا ہی۔ جو جو شب وصل کے جاگے ہوے اور مصیبتین جھیل جھیل کر اپنی مراد پائی ہے۔ اور بغل گرمائی ہی۔ ایسے سُہانے وقت مین مسہری پر ایک روح دو قالب تو کیا بلکہ ایک روح اور ایک قالب کی طرح باہین ڈالے نشۂ عشق مین مست و سرشار بےخبر سو رہی ہین آج

فرق است میان آنکه یارش در بر	یا آنکه دو چشم انتظارش بر در

وہ لوگ جن کے زخمہاے دل ابھی مرہم وصال سے اندمال ہونا تو کجا۔ نمک بر جراحت پاشیدن کا نقشہ ہی۔ اور کسی کی یاد اور تصور مین نرگس کی طرح شب بیداری اور فراق یار مین اختر شماری مین بسر کی۔ اور ہر وقت کسی کی پیاری پیاری یاد دل مین چٹکیان

لیتی ہے۔ حواس باختہ جنون کی ساختہ وپرداختہ ؎

بیجا نہین خزان مین یہ نالی ہزار کے
مظلوم دادخواہ ہین خون بہار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہ کن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

باآہ سوزان وشور ونالہ دفغان پڑے پڑے کروٹین بدل رہی ہین وہ کون ہماری پیاری ہیرون خورشید آرا بیگم دام عفتہا کی عاشق زار دل فگار۔ دلدادہ نواب مرزا نوشہ دام کیفہ اپنی مسہری پر باہ سرد رنگ زرد پڑے ہوے کروٹین بدل رہی ہین ؎

مشکل آسان نہوی تیرے گنہگارون کی
حیف منہ موڑگئی باڑہ بھی تلوارون کی

اب کوئی صبح کے چھہ بجے - اور خورشید جہان تاب مطلع فلک سے

طلوع ہوکر اپنا سنہرا رنگ دکھا دکھا کر - عاشقان زار کو اور بھی پریشان

حال کر رہا ہے - اس سے اوسکا مقصود یہہ ہے کہ ہننے بھی کسی کے

عشق مین یہہ صورت بنائی - اور یہہ رنگت پائی -

کسی نے حجرہ کے باہر سے آواز دی - حضور کی عمر و اقبال مین

ترقی ہو صبح کے چھہ بجے ہین -

نواب - کیا فیض ہے -

فیض - ہان حضور باندی ہے -

نواب - بادِ سرد - افسوس - دن بھی نکل آیا - خیر ادہر تو آؤ بی فیضن

فیضن - دروازہ کہولکر حاضر ہوئی - اور اپنے اوبہرے جوبن

اور اوٹھتی جوانی کی تصویر سے ہمارے نواب مخمور کو گرویدہ کرنا چاہا

یہ بہی پری صورت نازک اندام دس میں مین ایک ملاحت سے حسن دوبالا ہو گیا تہا۔ جھک کر ادب سی مجرا عرض کیا۔

نواب نے آنکہون کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا وضو کے لئے پانی لے آو۔ فیض وضو کی لئے پانی لائی۔ نواب مخمور صاحب نی وضو کیا نماز پڑہی۔ دوسری نازک بدن سیم تن چار کی کشتی لے آئی۔ اور روبرو میز پر رکھکر ادب سے مجرا عرض کیا۔ سلام کا جواب دیکر۔ بآہ سرد روشن سے کہا کہ آج ہم چار نہین پینگے مزاج بدمزہ ہی۔ اپنی کشتی لیتی جاؤ۔

روشن۔ ادب سے نصیب اعدا آج کچہ حضور کا مزاج بدمزہ سا معلوم ہوتا ہی۔ اگر خدانخواستہ کچہ بدمزگی ہی تو بڑی بیگم صاحب سے عرض کردن۔

نواب - چین بجبین ہوکر۔ ہنین ہنین - یہہ کہکر اوٹھے - اور دربار عام مین جلوہ افروز ہوے - حاضرین دربار نے مجرا عرض کیا - اور اپنی اپنی حاجتین عرض کرکے سب چلدئے - دو صاحب حاضر رہے ایک **مرزا فرخ** مصاحب خاص - دوسرے میان کبڑے یہ اوس نام سے اسلئے مشہور تھے کہ مان کے پیٹ ہی سے کمرخمیدہ دنیا کی سیر کرنے تشریف لاآئے - ابتو ماشاءاللہ پچاس سال کے قریب عمر بہی ہے - پشت دوتا نے فلک کی مدد سے اور بہی عاجزی اختیار کی - مگر قوم کے خان زی پٹہان - نیلی پگڑی برسر - انگرکھا - اور نیم آستین دربر - اور ایک پرانی تلوار بغل مین - چڑہاؤ جوتا پاؤن مین - مزاج کے تیکھے - اور خوش مزاج ایسے کہ روتے ہوے کو ہنسانا اون کے بائین ہاتہہ کا کرتب تہا - مدک - افیون

شراب سیندہی گھٹی مین پڑی ہوئی۔ ہمارے نواب کی مقرب ایسی کہ
کبھی کبھی غلط سلط کچھہ بڑبڑ کر بھی کہہ جائین تو مروت اور حاکمانہ کرمست سی
پیش آکر چشم پوشی کرجاتے تھے۔ غرض یہہ دونون حاضر ہین۔ اگرچہ
دونون مصاحب خاص اور خوردسالی سے صحبت مین رہی ہوے
مگر ایاز قدر خودشناس ان دونون کا ماٹو تہا۔ دیکھا کہ آج نصیب اعدا
نواب صاحب کا مزاج درہم برہم ہی۔ میان کبڑے کو تشویش ہوی
کہ الٰہی آج صبح ہی صبح بُھنی اچھی نہین ہوی۔ ہمنے تو خواب دیکھا تہا
کہ مکان پر اشرفیون کا مینہہ برس رہا ہی۔ یقین تہا کہ آج سرکڑہائی
مین ہوگا۔ اور ہات گرہائین گے۔ مگر یہان تو خواب کی تعبیر اولٹی
ہوی۔ یہہ سوچکر بہت جرأت سے عرض کی۔ میان قربانت شوم
امروز جناب سرکار را چہ فکر شدند۔

فرخ- ہنسکر- لاحول ولاقوۃ- کیا فارسی کی مٹی پلید کی ہی-

نواب- گو افسردہ دل تھے- مگر اس بے ہنگام فقرہ نے کسیقدر غم غلط کر دیا- اور ضبط نہ کر سکے مُسکرا کر فرمایا کہ افسوس کیا فکر کرن اور کونسی فکر پوچھتے ہو- سراپا تصویر فکر- اور پیکر غم ہون-

کُبڑے- اُنھر روز ایک نہ ایک تازہ فکر کردن کار دانایانِ فرنگ نیست-

اسپر تو نواب اور مرزا فرخ دونون نے بے تحاشا قہقہہ لگایا-

نواب- کبڑے سے اری میان کُبڑے اسقدر نہ ہنساؤ- واللہ ہنسی سے بُرا حال ہی- افوہ کیا فارسی گو ہین- اسے کمبخت تجھے خدا کی سنوار- پیٹ مین درد ہونے لگا- بل پڑ پڑ گئے-

فرخ- حضور یہہ دوغلا سا معلوم ہوتا ہے-

کبڑے۔ بگڑ کر۔ اور تیوری بدلکر۔ دوغلا تیرا کوئی ہوگا۔

فرخ۔ درست بجا ارشاد ہوا۔ حضور انصاف کرین کہ کون ہی۔

نواب۔ بھئی ہمین ان باتون سے غرض نہین۔۔ آج ہمارا دل بیٹھا جاتا ہے۔

فرخ۔ کیون حضور کیا وجہ ہی۔ نصیب اعدا۔ بندہ بھی دیکھہ رہا ہی۔ کہ حضور کا رنگ آج متغیر ہے۔ حلقے آنکھون کے سیاہ ہوگئی ہین۔

کُبڑے۔ ابے گاؤدی حلقے سیاہ ہم ایک ہفتہ سی دیکھہ رہتی ہین اللہ جانے کیا سبب ہی۔ مگر آج کچہہ کچہہ فہمیدن می شود۔

نواب۔ کُبڑے سے۔ بھئی اب ہمارا ارادہ ہی کہ کایا پلٹ کرین

کُبڑے۔ کایا پلٹ کیا۔

نواب (ٹھنڈی سانس بھر کر) جی چاہتا ہی کہ کسیطرف نکل جائین

جو بات ہم چاہتے ہین وہ ہونا مشکل ہی۔ اور جسکو ہم چاہتے ہین وہ ہمسے زیادہ تیرِ عشق کے گھائل۔ مگر بجوگ ایسے ایسے پڑے ہین کہ الامان سہ

اے نشترِ غم ہولا کہہ تن خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہے

اب مین نہین کہہ سکتا کہ مین عاشق ہون یا معشوق۔ اور وہ معشوق ہی یا عاشق۔ غرضکہ سہ

دونون طرف ہی آگ برابر لگی ہوی

کُبڑے۔ اللہ اِس لگی کو بجھاے۔ اور آن زن را دربغلِ حضور نشستن گرداند۔

فرخ مرزا کو بڑی ہنسی آئی۔ مگر نواب مخمور کی پریشانی اور حیرانی

دیکھکر ضبط خندہ کیا - اور نواب صاحب نے فرمایا کہ میان کوزہ پشت صاحب اب ذرا فارسی بیچاری کی ٹانگ نہ توڑیے - اس ہرزہ درائی سے منہ موڑیے - اردو مین گفتگو کیجئے جو آپ کی مادری زبان ہی - کبیرٹے - نانا - نانا - حضور نا - اردو زبان مادر من کہ زوجہ مکرمہ پدر بزرگ من بودندے - ہندوستانی نبودن می شود - ایرانی می شود شما بہ بیند کہ گال او درین اوقاتہا سے پیری اسقدر لال بہبوکا است کہ از بوٹ نزی استر شما بہتر و سرخ تر می شود - نام زوجہ من - نانا غلط گفتم - نام زوجہ پدر ما (بیر بہوٹی نست) آن والدہ من است نہ زوجہ من - کہ از غلط گفتم -

نواب مخمور از معشوقہ حور مہجور - بڑے ملول و مغموم تھے - مگر میان کوزہ پشت صاحب سے فارسیت کی جو لی - اور اپنی والدہ جان کو

کبھی اپنی اور کبھی باپ کی زوجہ منکوحہ مطبوعہ جو بنایا تو نواب اور

فرخ مرزا دونون خوب ہنسے۔

فرخ۔ بس انتہا ہوگئی۔ فارسی ایسی تو انسان بولے کہ مان آور

جورو مین فرق نہ رہے۔

نواب (مسکرا کر) بھئی تم اور بھی ہنسانے لگے۔

فرخ۔ ہان کبڑے صاحب۔ کیا فرمایا۔ زوجہ پدر جو آپ کی ہین

وہ آپ کی کون ہوئین۔

کبڑے۔ جی آپکے باپ کی جورو یعنی والدہ ہوئین (بہت غصہ ہوکر) کمزور

ہار کھانے کی نشانی مردود۔ ذرا چھوڑ دینا مجھکو۔ ذرا چھوڑ تو دینا۔

خون پی لون گا۔

اسپر اور بھی زور سے قہقہہ پڑا۔ نواب بھی کھل کھلا کر ہنس دئے۔

فرخ مرزا کا مارے ہنسی کے برا حال تھا۔

فیض۔ گلوریاں لائی تھی۔ غل کی آواز سنکر دوڑی آئی تو دیکھا۔ میاں کبڑے دل لگی مین بگڑے ہین۔

فیض۔ (ہنسکر) اے واہ بڑے ہو۔ ابا جان کو ادہر ادہر چرائی کو بہیج رہے ہو۔ جیتے رہو برخوردار۔ اچھی سُبہہ گھڑی مان کے پیٹ سے نکلے تھے۔ تمہاری اماں سُنین تو بڑی خوش ہون۔

کبڑے۔ (بگڑکر) برخوردار کہتی ہو۔ ابا جان نہین کہتی ہو۔

فیض۔ اچھا ابا جان سلام تمہارے داماد نے یاد کیا ہے کہا کئی دن ہوے بڑی سالی کو نہین دیکھا۔ سلہج کو نہین دیکھا۔

روشن۔ اے بڑے ہو۔ تمہین زبان سے بھی لمنا نہین ہو ہمارے ابا بنتے ہو تو ہمارا میان تمہارا داماد ہوا کہ نہین۔

اتنے مین پہرے والے نے عرض کی - سرکار کوئی آیا ہے ذرا یہان آکے سن لیجئے -

نواب صاحب نے فرمایا گول بنگلے مین بہیجو - گول بنگلہ مین ایک مہری آئی - جہک کر سلام کیا - نواب کو پیغام سننے سے رونا آگیا مہری نے سلیقے کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر عرض کیا - حضور ناحق بن ناحق ہلکان ہوتے ہین - وہ تو آپکا جامہ پہنے ہوے ہین - مگر جب زیادہ رنج ہوتا ہے مجھسے کہتی ہین - لونڈی ہی گھر مین ایک رازدان ہے - مجھسے فرماتی ہین کہ (مہری دیکھو اللہ نے چاہا تو وہی ہوگا جو ہم چاہتے ہین - وہ فکرین کی ہین کہ پٹ پڑ نہی نہین سکتین) لونڈی کو بہیجا ہی کہ تم اون سے جاکے کہو کہ ہماری جون سے جو ذرا رنج کرے - یون تو ے

	ہوتا ہی وہی خدا جو چاہے مختار ہے جسطرح بنائے	

مگر دل کو ذرا ڈہارس دینی چاہئے۔ مین کل کی چہوکری عورت ذات اور دل کو سنبہالرہتی ہون۔ اور آپ یہہ مرد ہے کیسی بنی ہین تنکو چاہئے مجہے تسلی دو۔ نہ کہ اولٹا مین تمہین تسلی دون۔

نواب اس تقریر کو سنکر اوس نوخیز محبوبہ کی فراست پر عش عش کرنے لگے۔ اور مہری کو دس روپے دیکر رخصت کیا۔ اور کہلا بہیجا کہ تم میری طرف سے خاطر جمع رکہو۔ مین نے دل اور کلیجے پر پتہر رکھہ لیا ہی۔ مصاحبون سے دو گھڑی دل بہلاتا ہون۔ غم کچہہ غلط ہو ہی جاتا ہی۔ مہری نے پہر سمجہایا۔ اور رخصت ہوئی۔ نواب صاحب نے جوش جنون مین مصاحبون کو

کہلا بہیجا کہ اب مین ذرا آرام کرون گا - آپ باغ مین بیٹھے - یہہ کہکر مسہری پر آرام کیا - مگر آرام کجا - دل مضطر کو آرام کہان -

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دل نخچیر سے
خوب روئین حسرتین دل کی لپٹکر تیر سے

ذرا آنکھہ لگ گئی -

تیسرا برج

دلکی کچہ قدر کرتے رہنا تم	یہ ہمارا بھی ناز پرور تہا

مغرب کا وقت یون تو ہمیشہ فرحت خیز اور مسرت انگیز ہوا ہی کرتا ہی۔ مگر اسوقت میر عالم کے تالاب کے خوشنما میدان مین آفتاب کی ڈہلتی ہوئی روشنی پتے پتے پر غضب کی حیرت بہری اور پُر امید نظر ڈال رہی ہے۔ جسکے باعث بوٹے بوٹے پر قیامت کا نکہار ہی یہان ایک املاک عالیشان لبِ تالاب مشرق رو سجی سجائی کھڑی ہوئی ہے۔ اور یہ حیدر آباد کے کسی امیر ذیشان

سکے ملاپ سے نامزد ہی چمن ہین موتیا۔ سیوتی چنبیلی۔ جوہی کی خوشبو
اور خوشنما ہوا کی لپٹ سے دل و دماغ معطر ہوا جاتا ہے صحن مکان
مین بہت ہی عمدہ فرش فرنیچر سے سجا ہوا۔ دیوارین قطعات۔ اور
عمدہ عمدہ فوٹو پینٹنگ سے بھرپور ایک کونے مین ہارمونیم باجا رکھا ہے
ہندوستانی گت بج رہی ہو ؎

جبتک کہ نہ دلکی بیکلی جاوے	اور دائرے والے گت چلی جاوے

اور اسکے آگے دو خوبصورت خوشوضع چھوٹے چھوٹے گلدستہ
رکھے ہوے ہین۔ خوب ہی سجے سجاے۔ وسط دالان مین ایک
گول میز ہی جسپر عمدہ گلدان اور اوسکے اردگرد آلبم بائین طرف حجرہ مین
مسہری پڑی ہے اور اوسکے قریب ایک اور میز ہے جسپر شطرنج گنجفہ۔
چوسر قاعدہ سے رکھے ہوے ہین۔ اور خوردنوش کا

سامان مہیا۔ عمدہ عمدہ جام۔ اور ہوسکی شری برانڈی سوڈا
برف سب موجود۔ یہ مقام گلزار محل ولی ارمان نکالنے کا مقام
مقرر کیا گیا ہے۔ مگر بالکل پرائیوٹ اور اوس مکانین وہ
نازنین پری پیکر جادو نظر۔ غیرت وہ یوسف۔ سرو قامت کشیدہ
قد قوس ابرو دہانی رنگ کی مخمل کی کرتی زیب تن۔ عمدہ قیمتی
چینی اطلس کا پائجامہ۔ اور بیش بہا دوپٹا جسکے وزن سے
ہر قدم پر بوقت خرام کمر لچکتی اور سیکڑون بل کھاتی تھی۔ کسی
کے انتظار مین بیٹھی ہے اور ہر وقت یہ کہتی جاتی ہے ؎

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

امید وصال پر چہرہ کا رنگ سُرخ اور خوشی کے باعث شادمرگ
ہونے کا خوف ہی۔ اور بعض وقت۔ وقت نکلجانیکی وجہ سے

بہت دلگیر ہوکر ٹھنڈی سانس بھرتی ہی۔ اور چمن کی طرف نظر ڈالکر کسی شاخ گل پر بلبل کا نشیمن دیکھکر کہتی ہی کہ او بلبل شیدا تو ہمسے خوش قسمت ہی۔ کہ پہلوے یار مین ہزاران ناز دلکی آرزونکو پورا کرتے ہوے مزے لوٹ رہا ہے۔ اور ہم بدبخت واژگون طالع جیسے کے ویسے ہی رہے۔ افسوس ع۔

آمد نماز شام و نہ آمد نگار من

اور پھر گل و بلبل پر عجب حسرت کی نظر سے دیکھتی تھی اور زبان حال سے کہتی تھی ؎

سب پہول لیکے آئی ہم داغ لیکے آئے ۔۔۔ ہمسے تو کوئی پوچھے ہم کیون گئے چمن مین

یہ کہکر دہم سے گر پڑی۔ مہر نگار نے۔ ای ہے چنپا۔ گلشبو۔ ذرا ادہر آنا سب دوڑی آئین۔ اور سنبہال کر اوٹھایا۔ اور سنبہال سنبہول کر

مسہری پر لاکر لٹا دیا کسی نے منہ دہلایا کسی نے لخلخہ سنگھایا کوئی
دو چار منٹ کے بعد ہوش مین آئی پوچہا کہ لوگو مین یہان کیسی آئی
اور مسہری پر کس طرح سوئی سبھون نے کل حالت ظاہر کی
مہر نگار نے جو ہمیشہ سے کسیقدر گستاخ تھی۔ دست بستہ عرض
کی۔ مین قربان جاؤن۔ ابتو خدا نے چاہا تو جنگل مین منگل
ہونے والا ہے آجکی رات معراج ہی پہر بھی ناامیدی۔ اور
مایوسی نصیب اعدا کس سبب سے ہی۔

خورشید۔ آہ سرد بھر کر ع۔

	وعدهٔ وصل چون شود نزدیک	

کہکر چپ ہو رہی جسکا نام مہرنگار ہے کہنے لگی۔ دوسرا مصرع
پورا کر دیجئے کیون نہین فرماتین۔

	آتش شوق تیز تر گردد۔	

خورشید۔ سچ ہے سچ ہے سچ ہی افسوس اے مہرنگار آج بھی ہماری بدقسمتی نے ہمکو کہین کا نہ رکھا افسوس ہزار افسوس سچ ہی ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل		کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

مہرنگار۔ نہین حضور۔ اسقدر مایوس ہونیکا کوئی موقع نہین ایکدم مین غنچۂ امید شگفتہ ہونے والا ہی۔

کسی نے آواز دی کوئی مہری ہی۔ مہری ہی۔

مہرنگار۔ چونک کر۔ ارے جاؤ۔ دوڑو۔ دیکھو کوئی پکار رہا ہی۔ مہریان دوڑین اور باغ کا دروازہ کھولکر دیکھا تو پشت توسن پر ایک آفتاب کا ٹکڑا ایسا جلوہ فگن ہے جیسا کہ برج حمل مین شرف آفتاب۔ دیکھتے ہی پچھلے پانون دوڑین اور عرض کیا کہ سواری آئی ہی

اسکے سنتے ہی خورشید آرا بیگم کو شادی مرگ ہونیکے قریب تھا۔
سنبھل کر اُٹھہ بیٹھی اور کہا بلالو۔
مہری۔ دوڑ کر بلانا چاہتی تھی۔کہ وہ صحن مکانمین پہونچ ہی گئی
جب رشک دہ یوسف کی صورت کو خورشید آرا بیگم نے دیکھا تو
بس غضب ہی ہو گیا۔چہرہ کا رنگ فق۔اور بے حس وحرکت
حجاب سے عرق آلود گویا بدنمین جان ہی نہین۔
میان۔نے چپرکھٹ کے قریب حجرہ مین جاکر ایک کرسی
گھسیٹی اور برابر ہو بیٹھا۔اور سر پر ہاتہہ رکھکر بے اختیار رونے
لگا۔بیگم کو بھی رقت ہوئی اور بجز رقت اسقدر جوش مین آیا کہ اپنے
استقلال اور شرم وحیا کا کوئی پاس نہ رہا۔بے تحاشا گلے لپٹکر
زار زار رونے لگی۔بہت دنون کی امیدون نے آج یہ شبہہ گھڑی

سُبھ دن دکھلایا مگر ع

ور پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

غرض دونوں خوب جی کھولکر روئے اور پھر اپنی اپنی جگھہ بیٹھہ گئی خواصین پانی لائین دونوں نے مُنہ دھویا اور پھر سنبھل کر مسہری پر بیٹھہ گئے۔ مگر اب کسی قدر حجاب بے پردگی کا مانع ہوا تو خورشید آرا نے جھٹ سے رُخ پر آنچل کو ڈال لیا۔ ہمارے مرزا نوشہ سے نہ رہا گیا۔ جوان طبع۔ شوخ مزاج تو تھے ہی تڑ سے ایک شعر پڑہ دیا

وہ شوخ چشم آپکی وہ شرمگین نگاہ	چھپتی ہی کب چھپاؤ جو لاکھوں نقاب مین
نکھریگا آب و تاب سی جوبن گھاہی چاند	چمکیگا جب گھن سی نکل کر سحاب مین

نوشہ۔ اے میری مہ لقا۔ رشک وہ زلیخا اس سے بڑھکر میری لئے اور کون سی سُبھ گھڑی ہو گی۔ جو اسوقت پہلو مین سترہ برس

کی دوشیزہ جسکو انگریزی مین (سویٹ سیونٹین) کہتے ہین۔ اور پھر برق تمثال زہرہ خصال جادو جمال عنبرین خال۔ لب لعل یمانی جواب یاقوت رمانی۔ گورے گورے گال حسن ملیح اسیر صباحت جیسے سونے پر سہاگا نوشہ کی پیاری بیٹی ہو اور یہ تمہارا جان نثار تمہارے جمال جہان آرا۔ عالم افروز حسن گلوسوز کے دیکھنے سے محروم رہے۔

خورشید۔ [دبی زبان] سے۔ جی ہان۔ ہمین آپ بنانے بھی لگے یہ سب کچھ صفتین آپ ہی مین ہین مین بچاری اور میرا حسن کیا ؎

تم داہی ہو یہ خیال کیا ہے	مین کیا ہون مرا جمال کیا ہے
سودائی ہوی ہو فصد کھلواؤ	مجنو ہو بنے یہ حال کیا ہے

پوچھو نہ کہ حال میرا کیا ہے		جو کچھہ لکھا برا بھلا ہے

ہائے کیا کرون دل بیٹھا جاتا ہے۔

	بھگتینگے جو حکم ہو خدا کا مقسوم کسی کا کیا گلا ہے	

نوشہ۔ الحمد للہ مین تمہاری نظرون مین منظور ہوا مگر مجنون کی اچھّی کہی۔ تم لیلی ہین مجنون۔

خورشید مین بیچاری منظور کرنے والی کون۔

نوشہ۔ کیون نہین۔ سچ پوچھو تو۔ درم ناخریدہ غلام تو ام۔

خورشید۔ (انداز دلربایانہ سے) یہ مصرع میرے حسب حال ہی۔

نوشہ۔ نے چاہا۔ کہ لپٹ کے چھیان لے لے۔ع۔

	گال گورے سے چومتا جائے	

مگر حیا مانع ہوئی ضبط کرکے کہا۔

اب تکلف برطرف ہو۔ دو گال ہنس بول لو۔

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی

خورشید۔ ایک آہ سرد بھر کر۔ افسوس یہ جدائی معلوم نہین کیا کیا کرتی ہی۔ لے تمھین خاتون جنت کی قسم اب اس لفظ کو نہ دہرانا (آبدیدہ ہوکر) ؎

نیستم دیوانہ مخفی لیکن از سودای عشق
خویش را در زیر سنگ دکان گم کردہ ام

نوشہ۔ ہائے اس جدائی کا خانہ خراب ہو اسی نے تو یہانتک نوبت پہونچا دی۔

خورشید۔ کیون صاحب آپ تو بڑے سفاک نکلے۔ ہائے

کسی کی دلکی لگی کا حال کسی کو کیا معلوم خدا جانے ہمپر کیا حالت گذر رہی۔ اور ہم کیسے رہے آپنے خبر تک بھی نہ لی ع۔

وای بیدردی کوئی تا لی کسیکا گھر چلے

مین تو ہجر کی راتین یہ شعر پڑھکر تڑپ تڑپکر کاٹتی تھی ؎

بجرم عشق توام میکشند غوغا ئیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

نوشہ۔ میری پیاری یہ تو میری زبان ہے۔

خورشید۔ کون پیاری کسکی پیاری۔

نوشہ۔ میری پیاری۔ میری پیاری۔ میری جانکی پیاری جی چاہتا ہے جان قربان کردون ہاے تمہاری ایک ایک ادا پر دل نچھاور۔

خورشید - جی ہان - اب آپنے بنانا بھی شروع کیا -

نوشہ - کیا اب بھی مین یہی سمجھون - کہ تم میری ہی ہو مگر یاد رکھو

کہ لگی بڑی ہوتی ہی -

خورشید - [انگوٹھا دکہا کر] اوئی - ا - کیا مجھے اپنا سمجھے ہو

آپنے جو دل لگی مین دو ایک باتین کہدین - تو آپ مجکو اپنا عاشق

سمجھ بیٹھے اس عقل پر کالا دانا جلاؤ - اللہ آپ بھی اتنے ہوئے

نوشہ - نے کہا افوہ - اے تیری ڈھٹائی اب بھی ہماری جان نثاری

کا تمہین یقین نہین - کہو تو نذر کردین اگر دریغ ہو تو بس - یہہ

کہکر سروہی سامنے رکھدی -

خورشید نے سروہی اپنے نازک ہاتھ سے جلد اوٹھا کر انگنائی

کیطرف پہینکدی اور کہا بس بس اب آپ تو پورے

جان کے گاہک ہو گئے ۔

نوشہ۔ اچھا یہ بتلاؤ کہ ہمسے تمکو بدگمانی کیا ہی۔

خورشید۔ سچ سچ مت کہواؤ۔

نوشہ۔ آئین این گل دیگر شگفت سچ سچ کہو تمہین ہمارے سر کی قسم ہمارا لہو پئے جو سچ نہ کہے ۔

خورشید۔ کیا بتلاؤن۔ باعثِ رنج ہوگا۔

نوشہ۔ رنج کیا معنی ۔

خورشید۔ الحق مرّ ۔

نوشہ۔ اخاّہ تم تو کسی مولوی کی لڑکی معلوم ہوتی ہو۔ اچھا سچ سچ بتادو ہم تو تمہارے ہو گئے۔ اب خواہ تم سمجھو یا نہ سمجھو تم کسکی ہو۔

خورشید۔ مین کسکی ہون دیہ کہکر ہنستے ہوے منہ پھیر لیا

اور کہا تمہارا دل ہی جانتا ہی کہ مین کسکی ہون - ہرجای کوئی مالزادیان

ہوتی ہونگی - شعر

عشق کا حال بیسوا جانین	ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

نوشہ - تمتو میری ہو مین نے پہلے ہی کہدیا کہ تم میری پیاری ہو

اللہ جانتا ہی اگر انسان کا سجدہ شرع محمدی کی روسے جائز ہوتا

تو مین تمکو سجدہ کرتا -

خورشید - ارے رے رے ! دانتون کے تلے انگلی

دبا کر اور گورے گورے ہاتھون سے بہت آہستہ سے

نوشہ کے ملائم گالون پر آہستہ سے ہاتھ لگا کر آئین یہ کفر کا کلمہ !!

بس پیاری نہ کہو -

نوشہ - خیر بتلا دو - وہ کیا بات ہی جو سچ سچ کہنے سے رنج ہوگا -

خورشید - لو اب کہتی ہون پیاری مین کیون ہوئی - پیاری تمہاری بہار افزا بیگم ہین جیسے تو ہوگے بیچیا کی بلا دور - کہدو

[شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید -

راوی - ناظرین کو تعجب ہوگا - کہ یہ بہار افزا بیگم کون ہی یہ مرزا نوشہ کی پھپیری بہن ہین - مرزا نوشہ کے والد کی خواہش تھی - کہ گھر کا گھر ہی مین بیاہ ہوجاے - مگر خورشید آرا بیگم نے مرزا نوشہ کے لیے اپنے حسن وناز وادا کی فوج سے ایسی فتح پائی کہ مرزا نوشہ کو پرستان کی پری ملے تو کنکھیون سے بھی نہ دیکھین بلکہ رسیان توڑ کر بھاگ جائین -

نوشہ - ہان پیاری سچ کہا مین اور بہار افزا - افسوس یہ دل سواے تمہارے اگر اور کسی کو چاہے تو خانہ خراب ہو -

خورشید کچہہ کہنے کو تہی کہ مہری دوڑی ہوی آی - کہا بیوی بیوی منجہلے صاحب آ گئے - خدا کے لیے آپ باہر آ جائے -

خورشید آرا - افسوس فلک کو دو گہڑی ہنسنے بولنے کی بہی بُری معلوم ہوی - خیر کہکر بہت ہی یاس کے ساتہہ نوشہ کی طرف دیکہکر کہا لو خدا حافظ جیتے ہین تو پہر ملین گے -

میرزا نوشہ - ہم تو نہ جانے دین گے - جان جائے ہار ہے -

خورشید آرا - خدا کے لیے اسوقت کی جہالت کس کام کی زندگی ہی تو پہر ملون گی - اسوقت مصلحت یہی ہی کہ تم چلے جاو - مگر یہہ خیال رہے کہ

	دلکی کچہہ قدر کرتے رہنا تم یہہ ہمارا ابہی ناز پرور تہا	

یہہ کہکر باہر آئی - اور دوسرے راستے سے میرزا نوشہ روانہ ہوئے

راوی - ناظرین کو معلوم ہو کہ منجھلی میان خورشید آرا کے بڑے بھائی ہین - مرزا ناصر اونسے بڑے اور ایک بھائی تھے - وہ خدا میان کے پاس چلدئے - اللہ گنج - محلہ خدانگر - منجھلے وَن سے سیدھے پہونچ ہی گئے - وصل کے یہہ سب سامان دیکھکر متحیر - خورشیدی سے کہا کیون خورشید آرا یہہ سب سامان کیا ہے -

خورشید - مین امان جان کی اجازت حاصل کرکے یہان آئی ہون - دلارا بیگم اور امراو بیگم انکی دعوت تھی - اسلئے یہہ سب سامان مہیا ہے -

منجھلے - کیا ابھی یہہ دونون نہین آئین - اور تم یہان تہنا -

(مہری اور چھوکریون کی طرف دیکھکر) ان چڑیلون کے ساتھہ بیخوف بیٹھی ہوی دل لگی کر رہی ہو۔

خورشید۔ خاموش۔

منجھلی۔ اچھا معلوم ہوا۔ مجھے سب کیفیت معلوم ہوی۔ چلو تو مکان کو تمہارا کیا حال کرتا ہون۔ ایسی نالایق کاش پیدا ہوتی نہ ہمارے خاندان کا نام بد ہوتا۔

خورشید۔ ہان اگر کوئی قصور ہوا ہے تو سزا کی لایق ہون

منجھلی۔ بس بس۔ اوچھوکری ابھی اور ٹراتی بھی ہے۔

چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد

یہہ باہر جو گھوڑا ہے کسکا ہے۔

خورشید۔ اسے مین کیا جانون کسکا موا نگوڑا گھوڑا ہے۔

خدا کی خدائی ہے۔ کوئی گھوڑے پر آتا ہی کوئی پیادہ پا۔ مین کوئی خدائی فوجدار۔ تمکو تو بھائی کیا جا ئیے اسوقت کیا ہوا ہی منجھلی نے کہا ہان بہتر ہے۔ چلو سوار ہو۔ یہہ کہکر بہت ہی غصے سے دہمکی دی۔ اور گاڑی مین سوار کرا کے آپ گھوڑی پر ساتہہ ہو لیے خورشید آرا نے اپنے دلمین کہا کہ راز طشت از بام ہوا اب مین زندہ نہ رہون گی۔ یا تو خودکشی کرلون گی۔ یا یہہ مجھو زندہ نہ چھوڑین گے۔

چوتھا برج

غصہ کی بڑ

بھہ گیا خون جگر آنکھہ سے دریا ہوکر
جان بھی تن سی ہوا ہو گئی فرقت میں تری

اُفوہ ۔ اس مرزا نوشہ لونڈے نی تو ہمین چکما دیا ۔ اسکا خون ہی نہ پیون تو مرزا بہادر نام نہین ۔ آئین دیکھو تو اس شہدے نی کہان ٹکی جمائی ۔ واللہ غضب کیا پاجی نے ۔ ٹہلتے ہوے اور دست افسوس ملتے ہوے بہیا اسوقت رنبیر سنگہ نہوی ورنہ پہر تو اسکا سر قلم سا اوڑا دیا تہا ۔ کیا کرون مجبور رہون

میرا وطن نہ ہوا - پہر تو دیکہتے کیا کچہہ گزرتا - ہای رے پری سی صورت اور ہماری دلبر اور دلدادہ والۂ و شیفتہ - اور ہم بھی سو جان سے فدا - ایک لونڈے بدمعاش کو چاہی - اور اوسکا ہی گانا گاے - ہمکو ہولجاے گیدی کہین کا - کوٹ پتلون پہنکر کچہہ گڈ بڈ کہکر - اوس پری صورت زیبا سیرت کو اپنا کرنا چاہتا ہی اگر اوسکو مین نے جہنم رسید نکیا ہو تو سہی ایک باپ کا نہین کچہہ اور کہنا چاہتے تہی کہ کسی نے آواز دی بس بہادر بس آگے نہ بڑہو -

بہادر - چونک کر - کون ہو بہئی -

رنبیر سنگہ نمودار ہوے -

بہادر گلے سے لپٹ کر - بہائی یادش بخیر - تم بڑے دلی آدمی ہو

ابھی ابھی مین نے یاد کیا تھا۔ واللہ تمھاری بڑی عمر ہے۔

رنبیر۔ کیون صاحب یہہ کیا زٹ ہی۔ ہم سنا کئے۔ نہ سر کی نہ پاؤن کی خیر کچھہ تو کہو۔ ہی کیا ماملہ (معاملہ)

بہادر۔ ارے بھئی کیا کہین۔ اسوقت پاؤن سے سر تک آگ لگی ہی۔ برق بنا ہوا ہون۔ جی تو چاہتا ہی کہ اوس موذی کے خرمن ہستی کو جلا دون۔ مگر بھیّا مجبوری ہی۔ نہ وطن اپنا نہ کوئی دوست نہ یار نہ غمخوار۔ پھر کیا کرین۔ قہر درویش برجان درویش کا حال ہی مگر شریف جب ہی ہون کہ جب اوس گیدی کو جہنم رسید کردون اور اوس دغا باز فسون گر۔ عیار خورشید آرا شیطان کی خالہ کو اسکی آنکھون سے اوسکا جنازہ دکھلاؤن۔

رنبیر۔ آئین کیا کہا۔ خورشید آرا۔ خورشید آرا کون کیسی؟

اوسکا چاہنے والا کون ۔

بہادر ۔ بہائی ہان ۔ خورشید آرا جو میری خلیری بہن ہے ۔ اور جس سے بڑی بیگم ہمارا عقد کرانا چاہتی ہین ۔ وہ کسی اور کو سا تہہ لگو کر یا سنے کو مستعد ہے کیا ہو سکیگا ۔

رشید ۔ نہین جی تم کیا پاگل سے پنے کی باتین کرتے ہو ۔ وہ ایسی شریف اور نجیب ۔ وہ معشوقہ اور پری اور تمہارا سا عاشق ہو ۔ پہر کسی دوسرے پر تاکہے ۔ ہمتو نہ مانین گے ۔

بہادر ۔ بہائی واللہ سچ کہتا ہون ۔

رشید ۔ بہئی بہادر جب یون ہی ہے تو پہر ہم تمہارے دوست کیسے جو دیکہکر چپ رہین ۔ بتلاو تو وہ کون مائی کا پوت ہے جو ایسی سونیکی چڑیا اڑا لیجائے ۔ اور تم ہمارے دوست یون ہی

متشکت رہےہو۔

بہادر۔ ہان نہیر دوستی کا وہی معینا ہے

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوستتا
در پریشان و درماندگی ...

راوی۔ واہ جناب سبحان اللہ افوہ آپ کی اس فصاحت نے تو ہمکو لٹا دیا۔ واللہ ہنسی سے پیٹ مین بل پڑ گیا۔ واللہ معینا (معنی) کی ایک ہی کہی۔ موزونی طبع کے قربان دوسرا مصرع کسقدر تُلا ہوا کہ پاسنگ مین بھی فرق نہین۔ در پریشان و درماندگی۔ واللہ اچھی سوجھی شعر کی اچھی مٹی پلید کی۔ ارے میان مُنہ بنواو۔ اِس صورت مین اور ایسے گدھے پن سے خورشید آرا دام عصمتہا سے بیاہنے کا عشق چرایا ہے۔ ہائے ایسی پری

جس کی شان مین مولانا خسرو کہہ گئے ہین - ؎

توازپری چابکتری وزبرگِ گل نازک تری
وزہرچہ گویم برتری حقا عجائب دلبری

ایسی جادوجمال - اور لایق معشوقہ - اور ایسا گیدی خر - بلکہ خربیدم اوسکے پہلو مین نوشہ بن بیٹھے - تف ہی -

ناظرین کو حیرت ہوگی کہ مصنف نے کیا بے تکی ہانک لگائی - کہ جس کی ابتدا، نہ انتہا - ضرور سمجھنا چاہئے - مگر ہمنے پہلے ہی عنوان مین لکھدیا کہ غصہ کی بڑ - غصہ مین انسان کو آو سونجھے نہ تاؤ - بک بک کرنے سے مطلب ہی - اب سنئے کہ یہہ مرزا بہادر خورشید آرا کے خلیرے بہائی ہین - بڑی بیگم جو خورشید آرا کی والدۂ معظمہ ہین اون کے شوہر یعنے خورشید آرا کے والد میرزا فیروز مرزا وقت

وصیت کر گئے تھے۔ کہ مرزا بہادر سے خورشید آرا کی شادی
ہو جاے۔ چنانچہ ابھی تک یہہ اوس گھر مین خورشید آرا کے
دولھا سمجھے جاتے ہین۔ انھون نے منجھلے میان خورشید آرا کی
بھائی جو عقل سے پورے بیوقوف۔ جن کے پاس عقل چھو ہی نہ گئی تھی
اور عقل کے پیچھے موٹا سا ڈنڈا لیکے دوڑتے تھے۔ ان کی زبانی
کہین سن پایا کہ خورشید آرا، مرزا نوشہ کی دولھن بنین گی واہ رے
بہائی ایسا بہائی بھی نہ دیکھا جو اپنی بہن کا راز یون افشا کرے۔
اور دوسرون کو منہ دکھائے۔ اور اُف ری بیحیائی۔ ع

	این کار از تو آید و مردان چنین کنند	

رنبیر۔ ہان میان بہادر بس جرا صبر کرو۔ دیکھو۔ کھدا کی کدرت
راوی۔ رنبیر سنگہ عمر کا ادہیڑ ذات کا راجپوت جن کا لوہا

مانا جاتا ہی۔ ہاتھہ پانون کا اچھا کرارا قطع و برزق سے جہوٹ ظاہر
پرلے درجہ کا شریر ڈاکوپن۔ لُچاپن۔ صورت پر برستا ہوا۔ قانوچی
دغا باز۔ فسونساز اگر بس چلے تو چلتے چلتے چہیڑ دین۔ اور جان
لے لین۔ بیعزت کر ڈالنا تو ان کے بائین ہاتھہ کا کرتب تہا۔
آٹہہ آنہ دیجئے۔ جسپر کہئے جوتے پڑوادین۔ دو روپے کو
کسی شریف کی ناک لا دینے مین دریغ نہین۔ بغیر پانچ چار
پگڑیان چُرا لائے۔ کہانا کہانا حرام۔ کئی بار گرفتار ہوی۔ پانچ
چار برس جیل مین رہے۔ بیحیا کی بلا دور۔ الآن کما کان۔
ذات شریف ایک ہی چھنٹے ہوے۔ گٹھہ کٹے۔ چور۔ جعلئے
بے ایمان۔ بدمعاش شرابی۔ چنڈو باز۔ مدکیے۔ بہنگیری
الغرض باہمہ صفت موصوف۔ سب گن پورے انہین کون کہے

اڈہور سے - پرلے سرے کے افیونی - اوس میرزا بہادر سے کہ ایسوں کی صحبت مین کہ نکھے قدم بقدم بلکہ مرید - یا فرزند ارجمند کہئے تو زیبا ہی ان سے دوستی تھی - اور دونون مین بڑا یارانہ میل جول اور ہمراز

رنبیر سنگہ - بہائی صاحب ہمین اوسکا ناون (نام) بتلا دو - اور اسکا پتا - آج بتلائیے - اور کل اسکا جناجہ (جنازہ) میرے دائرے مین موجود نہو تو کان کاٹ لیجئے -

بہادر - اچہا آج شب مین ضرور آنا - ہم تم ملکر چلین گے - اور ہم مکان دور سے بتلا دین گے -

رنبیر سنگہ - تم شریک نہو - ہم آپ دیکہہ لین گے - تیر کمان کو بھی ساتہہ لے لیا ہی وہ بھی بڑا جیالا ہے -

بہادر - ہان مین خوب جانتا ہون - ضرور لو -

رنبیر۔ بس ہوچکا۔ مگر یار دون کو کیا دو گے۔ اگر ارہو جاے

بہادر۔ جو مانگو سو۔

رنبیر۔ پانسو روپیہ۔

بہادر۔ پانچ کیا۔ جس روز خورشید آرا گھر آئین گی۔ اوس روز

اور پانچہزار دون گا۔

رنبیر۔ دلمین سوچے کہ آج اچھی بوہنی ہوی۔ سوچکر رخصت ہوے

پانچوان برج

تصویر جانان در بغل

جھلکا جھلکا سپیدۂ صبح
نوبت رنگت جما رہی ہی
بھینی بھینی مہک گلون کی
دریا کی طرف چلے نہانی
مرغان چمن بہ نکتہ رانی

ہلکا ہلکا سپیدۂ صبح
شہنائی مزا دکھا رہی ہی
اور نغمہ زنی وہ بلبلون کی
غٹ پریونکے زنانخانی
چون برہمنان بہ بیدخوانی

صبح کا سما بھی کیا پیارا سما ہی جس شے کو دیکھو مثل لطف مہوشان

عبیر آگین اور عنبر فشان ہی۔ باغ مین نسیم سحری کی سواری باد بہاری آئی اور گل چٹک گئے۔ عنادل نے منقار سے بلائین لین۔ زبان حال وقال سے دعائین دین۔ مرغ سحر کو گلستان کا سبق ازبر ہی۔ بوستان زبان پر فرفر ہی۔ توپخانون سے صبح کی معمولی توپین دغ رہی ہین۔ دنادن شوالون دیولون سے گھنٹون کی آوازین آرہی ہین۔ ٹھنا ٹھن۔

مساجد مین موذن اللہ اکبر کی بانگ سے خفتگان سحر کو جگا رہی ہین رندان در میکدہ کو صبوحی کی تلاش ہی۔ سے

صبحست ساقیا قدحے پر شراب کن	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن
زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب	ما را بجام بادۂ گلگون خراب کن
ما مرد زہد و توبہ وطامات نیستیم	با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن

جو بیچارے مصیبت کے مارے تمام شب کہرّی چارپائی پر اکیلے (اسکے دکے کی خیر) پڑے تھے ع

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جو جل جاتا ہی یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

مگر ع

فرق است میان آنکہ یارش دربر | با آنکہ دو چشم انتظارش بردر

جو خوش نصیب فرخندہ طالع بغل گرما چکے ہین صحبت جانان کا لطف پا چکے ہین ۔ بوس وکنار کا حظ اوٹھا چکے ہین ع

ملگیا جبکہ گلابی سے وہ شیشہ کا گلا
لب نازک سے صدا آئی لگی بس بس کی

بس شادبس ۔ یہہ تو مجذوب کی بڑتھی ۔ سالک بیچارہ ع

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

اب سنئے کہ جس صبحکا ہمنے سما باندہا ہے - اس صبحکو کیا کیفیت ہوئی - اُس منزل کے قریب ایک اور عالیشان مکان تہا

یہہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
زمین جس کی چہارم آسمان ہے

سر بہ فلک کشیدہ از سما تا بہ سمک رسیدہ - لب بام ایک ناظورہ طاوس خرام گلپوش گلبدن گلفام ہزاران ہزار ناز محبوبی و جملہ انداز خوبی و خوش اسلوبی سے مصروف خرام ناز ہے

از کجا می آئی ای سرمست خوبی مو بناز
عطر آگین تا بہ دامن عنبر افشان تا کمر

مگر چہرۂ مہر آسا سے روشن تہا کہ طائر دل چوٹ کہایا ہوا ہے

اللہ کہلائیگا تو چار وا، سب چیزین اچھی معلوم ہون گی۔

استنے مین ایک کوّا محل کی تیسری منزل کی چہت سے بولنے لگا

خورشید آرا نے کہا۔ بہار فال تو نیک ہی۔ کاگا جا کے اونکا

پیام تو لا۔ تیری چونچ سونے سے مڑہ دون گی۔ اور روز دودہ

بہات کہلاؤن گی۔ اب حسن اتفاق ملاحظہ فرمائے کہ ادہر

خورشید آرا بیگم یہہ کہہ ہی رہی تہی کہ نواب مرزا نوشہ کی ایک

خواص موجود۔

خورشید آرا نے نہین دیکہا۔ مگر دلبہار کی نظر پہلے پڑی۔

کہا یہہ لیجئے بی بی وہ آگئین۔

خورشید آرا نے دیکہکر کہا۔ تمہاری بڑی عمر ہو گی۔ اللہ چاہتا ہے

بڑی عمر ہو گی۔

خواص - اے حضور یہہ آپ کی لونڈی مرنے کی لئی نہین پیدا ہوی تھی - مینے اللہ میان کے فرشتون سے شرط کرلی ہی - کہ مین مرون ورون گی نہین - اونہون نے کہا بہلا یہہ کیونکر ہوسکتا ہی - جو پیدا ہوا ہی اوسکے لئے مرنا دہرا ہوا ہی - کوی آگے کوئی پیچھے - مین نے جواب دیا - یہہ سچ مگر ایسا ہو کہ لوگ مجہپر مرین چلو چھٹی ہوی - یہ جتنے مردوی ہین یہہ مجہپر مرنے لگین -

خورشید - بہار ان کی ڈولی کا کرایہ دلوادو - اور کہارون کو چار چار آنے انعام کے الگ دو -

خواص - اے نہین حضور اسی ڈولی پر چلی جاؤن گی - کرایہ کی کون بات ہی - وہین ڈیوڑہی سے ملجائیگا -

خورشید - ہم بے کہانا کہلائے نہین جانے دین گے -

تمکو دیکھا - جان مین جان آگئی -

خواص - اے حضور لونڈی کے دیکھنے سے بیشک آپ خوش ہوی ہون گی - مگر وہ چیز لائی ہون کہ اوسپر سے مین اور میری ایسی لکھو کھا خواصین نچھاور ہوجائین - (یہ لیجیے) دیکھتے ہی وہ ماہ لقا پھڑک اوٹھی - اوس چیز کا بوسہ لیکر آنکھون سے اور کلیجے سے لگاکر یہہ شعر پڑہا ؎

اک پھول ہی گلاب کا آج اونکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہی کہ کسیکا جگر نہ ہو

اسکے بعد یہہ شعر پڑہا ؎

کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

حضرات ناظرین فرمائے وہ کون شے تھی جسکو دیکھکر خورشید آرا بیگم کا غم غلط ہوگیا۔ اور چہرے کی زردی فوراً سرخی سے بدلگئی اور پہر وہی اصلی اور بیمثل رعنائی رخسارون پر نمودار ہوئی۔ یہہ خورشید آرا کی عاشق زار اور معشوق طرحدار نواب مخمور کا فوٹو تہا۔ اہو ہو ہو جب ہی تو خورشید آرا کا کلیجا ہاتہہ بہرکا ہوگیا۔ نواب کے ہاتہہ مین ایک پہول تہا گلاب کا سہ

اک پہول ہی گلاب کا آج اوسکے ہاتہہ مین
دہڑکا مجہے یہہ ہی کہ کسیکا جگر نہ ہو

میز پر شاہین کا ایک گلاس رکھا تہا۔ اسی جام بلورین کو دیکھکر اس عروس پستہ دہن گلبدن نے یہ شعر پڑہا۔

کہتے ہین رندمست سودائی ... خوب ہمکو خطاب ہوتی ہین

اس تصویر نے خورشید آرا کے دل کے ساتھہ وہ کیا جو بہوکون کے ساتھہ شلجم پختہ اور مفلس کے ساتھہ نقرۂ خام کرتا ہے۔ بار بار اس فوٹو کو دیکھتی تھی۔ اور ہر بار کی نظارہ بازی سے معلوم ہوتا تہا کہ کروڑون روپیہ ملگئے۔ جیسے دو دن کے پیاسے کو میٹہا میٹہا ٹھنڈا پانی ہو گویا اہل کنعان نے یوسفِ گم گشتہ پایا۔

اتنے مین پہاڑی کوّا آکے چھجے پر بیٹہا۔ خورشید آرا بیگم نے فرمایا بہار ہمکو توچا، لادو نیچے سے اور پہلے اسکو دودہ جلدی سے پلادو۔ ایسا نہو اُڑ جاے۔ دلبہار نے ایک کٹورے مین کوئی ادہ سیر دودہ رکھدیا۔ اور چینی ملادی۔ اور دور کھڑی ہوگئی۔ کوّے کو کیا معلوم کہ کس خدمت کے صلہ مین دودہ اور چینی ملی۔ مگر سویرے سویرے بہنی اچھی ہوی۔ اس صبحکو خدا جانے کسکا مُنہ دیکھکر

اوٹھا تھا اور اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اس کالے کوتے کی کیا
ہو سکتی تھی کہ راتب مقرر ہو گیا۔ یعنے بہار کو حکم ہوا کہ روز تڑکے
اسیقدر دودھ دیا جاسے اسمین فرق نہ آسے۔ اگر کسی روز
بھول جائیگی تو یاد رکھہ سزا پائیگی۔ یہہ کہکر پھر تصویر کو دیکھا۔

خورشید۔ کیا بانکا گبھرو ہی (چومکر) آج مین دن بھر چوما ہی
کرون گی۔

خواص۔ اللہ وہ دن جلد دکھاسے کہ نقل چھوڑکر اصل چومیئے۔

خورشید۔ مین بھی اسوقت کیسی بیحیا ہو گئی۔

خواص۔ اسے نہین حضور۔ اسمین بیحیائی کاہیکی اور وہ ہی
کیا۔ تصویر ہے نا۔ پھر کاغذ کے چومنے مین ہرج ہی کیا ہے
اور وہ خود ہمارے سرکار کو چومئے تو کیا۔ ہم اور خوش ہی ہونگے

ہم خوش - ہمارا خدا خوش -

بہار - اللہ وہ دن تو دکھاے - مین بھی جان پر کھیل کر ایکدفعہ
اون کے گالون کی بلائین لے لون گی چٹ چٹ -

خورشید - ارے کون ا - اے اس بھروسے نرہنا کہین
اگر اللہ نے وہ دن دکھایا (خواص نے کہا آمین) تو سایہ تو
تیرا وہ دیکھنے نہ پائین گے -

خواص - (ہنستی ہوی) ای حضور وہ اس قسم کے آدمی ہی نہین ہین
بہار - واہ سرکار واہ - ہم لونڈیون سے یہ بدگمانی - اے
بی بی اگر وزیر بادشاہ بھی بدنیتی سے آنکھہ اُٹھا کر دیکھین تو
لونڈی ہاتھہ جوڑ کے کھڑی ہو جاے اور عرض کرون کہ حضور
جان بخشی ہو تو لونڈی عرض کرے - ہم لونڈیان سرکار کے

غلامون کے قابل ہین نہ کہ سرکار کے۔ اور یون حضور مالک ہین

ہمین عذر کیا ہوسکتا ہی۔

خورشید۔ (بہت ہنسکر) اہا ہا۔ تو تو بات بنگئی۔ بس صاف صاف

کہدیا کہ حضور مالک ہین۔ لونڈی کو عذر کیا۔ چلو چھٹی ہوئی۔

خواص۔ (ہنستی ہوئی) جو ایسی جوان جہان گوری چٹّی عورت کسی

رئیس سے یہ کہے نا تو جھٹ سے محل مین داخل ہو جائے۔

دہر گھسیٹ۔ مگر ہان شرط یہ ہی کہ رئیس رسیّا ہون۔ روکھے پھیکے

مولوی نہ ہون۔

خورشید۔ وہ مثل ہی نا۔ دمڑی کی ہانڈی گئی کُتّے کی ذات

پہچان لی۔ اس سے رہا نہ گیا۔ پہلے تو بڑی نیک پارسا بنین پھر

کُھل ہی کھیلی کہ یون حضور مالک ہین۔ لونڈی کو کیا عذر اچھا یاد رکھنا

بہار جو چہاؤں بھی دکہاؤں -

بہار - حضور جو ضد کرین گی نا توسات پردون مین چاہی بند کیجئے لونڈی گہس پیٹھہ کے پہونچ ہی جائے گی -

خورشید - اچھا تو ہمارا کیا ہرج ہی - مگر وہ دن تو خدا دکھائے وہ شبھہ گھڑی تو آئے -

بہار - اللہ نے چاہا تو بہت جلد - اے حضور مجھہ ایسی باندیون سے وہ بات توکرین نہین - کہان آپسی پری چاند کا ٹکڑا - کہا مین کہر گنجی

اب سنئے کہ ایکروز زینت النسا اور پری بیگم نے تخلئے مین خورشید آرا بیگم کی نسبت باتین کین - صرف دلبہار رازدار تھی - خورشید ی کی حالت زار سے گہر بہر کو کہٹکا تھا کہ کہین مرض عشق رنگ نہ لائے - کوئی نیا گل نہ کہلائے - کہین راز طشت از بام نہ ہوجائے -

اوسکے چچا اور گھر کے مرد جلاد۔ناک پر مکھی نہین بیٹھنے دیتے تھے گو یہ زیادہ تر جاگیر مین رہتے تھے مگر ڈر تو تھا کہ اگر کھل گیا تو بس غضب ہی ہو جائیگا۔ظاہر ہی کہ سب سے زیادہ فکر زینت النسا اور پری بیگم کو تھی۔بہنون مین انکو۔اور ملازمون مین بہار کو۔

جب خورشید آرا کے دل کی بیکلی دیکھی تو ان دونون نے صلاح کی کہ خورشید آرا کو کبھی باغ۔دریا۔تالاب جنگل صحرا بیابان کی ہوا کھلانے لیجائین۔کچھہ تو دل بہلے گا۔

چار دیواری مین بیٹھے بیٹھے اوسکا جی گھبراتا ہی۔سوچین کہ بڑی بیگم صرف ہوا کھانیکا بہانہ کرو۔اور تالاب یا باغ چلو۔

زینت۔سرکار سے یہہ بہانہ کرینگے کہ ذری ہوا کھانے جاتے ہین۔پھر مزے مزے چل کے تالاب کی سیر کرین گے۔

پری - اور کیا انکو خبر نہونے کی -

زینت - نہین جی - کانون کان تو خبر ہو نہین -

پری - جس دن ذرا مینہہ برسے یا بدلی ہی ہو اوس دن چلین

زینت - دو گھڑی بہن کا دل تو بہلے -

پری - کھانا ساتہہ لیتے چلین گے -

بہار - یہہ موا حبشی آکے سرکار سے جڑ دیگا - یہہ بڈہا بڑا پاجی ہی

اور میرا تو بڑا جانی دشمن - مجکو پاتا ہی تو چہری نہین پاتا - چہری

پاتا ہے تو مجکو نہین پاتا -

مین نے ایکدفعہ چہت کی کہڑکی سے اسپر چاولون کی پیچ

پہینکدی تہی - جب سے بہت جلتا ہی -

پری - وہ موا کیا کرسکتا ہی - دو ایک روپے دیدین گے - چلو

بس چہٹی ہوی - روپیہ عجب چیز ہے -

زینت - مجہی خورشید آرا بیگم کی حالت دیکھکر ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہین کچہ اور نہو جاوے - اللہ نکرے - چہرہ کیسا زرد ہوگیا ہی منہ تو ہتی کا سا نکل آیا - کہانا آدہا رہ گیا - یہہ بہت ضبط کرتی ہین تسپر یہہ حال ہی - نہین تو اللہ خیر کرے کیا جانے کیا دلپر گزرتی ہی یہہ بیٹھے بٹہلائے کیا روگ لگا یا - ہاے ہاے جو یہہ کہین خبر مشہور ہو تو بڑی بیگم زہر ہی کہا لین - یہہ بہو بیٹیون شریف زادیون کی باتین نہین ہین -

پری - بہن بہلا تمہین بتاؤ کہ ابتک کونسی ایسی بات ہوی جس سے عصمت مین فرق آئے -

زینت النسا - نئی بات تو ہے -

اتفاق سے بڑی بیگم آگئین -

زینت النسا - ایک عرض کرون مانیے گا -

بیگم - کیا پہیلی بجہواتی ہو بیٹا -

پری - یہہ کہد تجے کہ مان لون گی -

بیگم - اے توکچہہ معلوم بھی توہو -

زینت - ہوا کہانے نہین گئے بہت دن سے -

بیگم - توبہ پھر اسمین چوری کاہے کی ہی -

پری - ذری بہن کا دل بہلائین گے -

بیگم - اچھا - انا - کیا جانے اسکے دشمنون کو کیا روگ لگا ہی

ہان تمکو یہ اچھی سوجھی - اوس سے یہہ کہنا کہ بہن تیری مزاج

مین وحشت ہی - مجھسے پوچھنا - مین پہلے منظور نہ کرون گی پہر

اجازت دیدون گی۔

اس خاتون ضعیفہ کو یہہ خبر نہ تھی کہ باغ یا تالاب کی سیر کو لڑکیون کی طبیعت لھراتی ہے۔

چھٹا برج

پرستان

آدمی زاد ہین دنیا کے حسین لیکن امیر
یار لوگون نے پریزاد بنا رکھا ہے

پریزاد تو پرانے وہمی جغرافئے کی بستی ہین کوئی عجیب الخلقت لوگ بستے ہونگے۔ ہمنے آنکھون نہین دیکھے۔ ہان کانون ضرور سُنے۔ اگر کوگرد احمر اور سیمرغ کے انڈون اور کیمیا

اوریاجوج ماجوج کیطرح پریزادبھی مفقود ہین تو ہمارے آپکے
کس کام کے۔ اوراگر ملکہ کلیوپیٹرا اورزیب النسا اورنورجہان بیگم
اوریدماولی کی سی نسترن بناگوش خاتونان زرین کمر سے مراد
ہو تو ہمارا ابھی صاد ہے اور اِس کا تو اللہ ہی جانے کہ جنت مین
حورین ملین گی۔

اپنا قول تو یہ ہے

نقد سے کہ ہزار نسیہ بہتر باشد

جنّت کی حورین سب بوڑھی ڈھڈّہو۔ بھلا وہ ہمارے کس مصرف
کی کسی جنتی نے خوب کہا ہے۔

کہین کیا کیون جنائین ہلکے ہم گھبرائی جاتے ہین
منس حورین جوان ہم اُنکے غمزے کسکو بھاتے ہین

ہم جنت کی حورون سے درگذرے دور ہی سے سلام۔

دنیا کی پریان ہم آغوش ہون تو لطف ہی۔ جنت والیان زاہد

ناحق پرست کو مبارک۔ یہان تو یہ وُہن ہے ؎

وصل ہو جائے یہین حشر مین کیا رکھا ہے

آجکی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے

پریان اصل پریان سچ مچ کی پریان یہ ہین جنکا ذکر زبان قلم سے

لاتے ہین۔ قلم خود لوحہ الون کے مزاج کی طرح بل کر رہا ہی۔

جب جزرو مہمی کے اشتعال اور طبیعت کے اضمحلال سے اس

زہرہ جبین مشتری خصال یعنے خورشید آرا بیگم کی طبیعت

درجۂ اعتدال سے متجاوز ہو لی۔

ورد اکہ راز نہان خواہد شد آشکارا

کا پورا چیرہ کھچ گیا اور نوبت باینجا رسید کہ رنگ روز بروز زرد ہوتا چلا۔ نہ وہ شوخی نہ وہ چابکی نہ وہ رعنائی و برنائی۔ ہر دم آہ سرد لب پر۔ اگر کھل کے ٹھنڈی سانس لیتی تو دل کا بخار کچھ چھنٹ جاتا مگر ضبط کرنے سے اندر ہی اندر دم گھٹتا تھا اور ترجمان دل بنجاتا تھا۔

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

ایک روز شام کے چار بجے ابر سیاہ محیط آسمان ہوا شروع برسات کا سمان پہلے ہلکی ہلکی پھوار پڑنے لگی۔ اسکے بعد رُم جُھم مینہ برسنے لگا۔ آج اتفاق سے خورشید آرا کے ہاں اُن لوگوں کا جُھرمٹ تھا۔ جو تھی بانکی سجیلی۔ نکیلی۔ رنگیلی۔ پوشاکین مختلف نیلی پیلی دھانی آسمانی۔ فالسائی۔ زعفرانی۔ سب کم سن کھیل کود کے دن۔ اس مینہ کے برسنے سے ہر شئے زندہ ہوگئی افسردہ دلو نکے

دل تنگ سب سے بڑھکر افسردہ دل اِس بستی مین کون تھا -
خورشید آرا بیگم بیچاری خورشیدی - بھلا فراق محبوب مین کہین
دلکی کلی کھلی ہے -
اِسکی بہن پیاری نے آکے کانمین ہنستے ہوے کچھ کہا -

خورشیدی - ای بہن ہٹو بھی - دل جلے کا دل کاہیکو
خواہی نخواہی جلاتی ہو -

پیاری - اللہ جانتا ہے جو جھوٹ ہو تو جو چور کی سزا وہ
ہماری سزا -

زینت - [نیچے سے تیزی کے ساتھ آئی] اے بہن چلو
اماجان سے جا کے اجازت لین -

خورشیدی کو اب پورا پورا یقین ہو گیا کہ معاملہ لیس ہے

مگر کچھ کہہ نہین سکتی تھی۔ دولہن بیگم ہاتھو نمین مہندی لگائے بیٹھی اور بہار اوسکو آب خاصہ پلا رہی تھی۔ پکار کر کہا بہن یہ گھس پھس کیا باتین ہو رہی ہین۔ بہنون نے اسکا جواب دیا اور پیاری نے منڈیر کے پاس کھڑی ہو کر چھت ہی پر سے بڑی بیگم سے کہا۔ آج جیٹھہ جیٹھہ برس بھر ہوتا ہے کہ ہم نے دریا کی صورت نہین دیکھی۔ گلاب شاہ کے صندل کے دن ہم کوکا کے ساتھہ تالاب گئے تھے۔ مین نئی نئی وطن سے آئی تھی۔ آج جی بہت گھبراتا ہے چار دواری ہین بند رہنی کے لئے تو ہم پیدا ہوے ہی ہین مگر برسوین چھٹے چھہ ماہے ذری اگر ادہر اودہر جائین تو کیا ہرج ہے] زینت النسا بیگم نے بھی اسکی تائید کی۔ بڑی بیگم نے کہا۔ نا بیٹا۔ پانی بوندکین

بھلا تم چھوکریون بچونکو مین تالاب والاب نہ بھیجنے کی۔ سائین

کے سوکھیل۔ خدا نکرے کوئی نیچ اونچ دور از حال ہو مین تو

جیتے مر ہی جاؤن۔] اسپر پیاری اور زینت دونون سنے

کہا [اللہ نہ کرے۔]

اور بیگم نے سلسلہ یون جاری کیا۔

[اور لوگ طعنے دین کہ مرنے کے دن آئے۔ اِس بُڑھیا

نے اتنی دنیا دیکھی کیا اوس نے دھوپ مین چونڈا سفید

کیا ہے۔ اندھیری رات پانی کا واسطہ۔ نا بیٹا۔ مین نہ جانے

دینے کی]۔

[الغرض بڑی دقتون کے بعد بیگم راضی ہوئین کہ ہوا کھا کے

جلد واپس آو۔

اب سنئے کہ بڑی بیگم نے خود خورشیدی کی بہنون سے کہا تہا کہ تم اسکو لیجا کر بند گاڑی مین ہوا کہلوا لاؤ۔ مگر خورشیدی پر ظاہر نکرو کہ مین نے تمسے یہ کہا ہے۔ پہلے مین انکار کرونگی تم نہ ماننا۔

الغرض زنانی گاڑیون کو حکم ہوا اور بوڑہے حبشی بیراک کو ساتہ جانے کا حکم دیا گیا۔ دو سپاہی ہمراہ ہوے اور دو خواصین ایک گاردن اور بہار۔ ان بیگم زادیون نے چپکے سے ایک خواص کو انعام کی طمع سے اس بات پر راضی کیا کہ میر کیڑا بیراک کو جو خورشید کے نانا کے وقت کا تہا اور بیرنے کا مشہور استاد۔ اوسکو ساتہ لیچلو۔

گاردن ہندو تھی اور بیراک۔ یہ ایک بڑے بیراک کی لڑکی تھی

اسکے باپ نے اسکو کاپنو رمین پیرنا سکھایا تھا۔ یہ قافلہ روانہ ہوا اور بیگم نے [اللہ کو سونپا] کہکر انکو رخصت کیا۔

گاڑیان بڑی اور کشادہ تھین۔ گھوڑیان ویلی۔ جوان رانکو ٹاپونکی آواز کوسون کی خبر لائے۔ کنوتیان بدلتی چلین۔ کوچمین نے کبھی چابک ساتھہ ہی نہین رکھا ع

تصویر لکھی اسکی مصور تو بڑی دہوم
سرعت قدم توسن تصویر کو لوچوم
کوڑا ئے تعزیر جو چاہی کری مرقوم
ارگ آئنین تصویر کا سب رنگ ہو معدوم

نقاش کا دل نقش پہ آمادہ ہی رہجاے
بس ہاتہہ مین اوسکے ورق سادہ ہی رہجاے

کے مفہوم کا مصداق۔

اب سنئے کہ یہ جوڑیان بعد مغرب میر عالم کے تالاب پر پہونچین

اور جھلملیان گرادی گئین۔

ابھی تک ناظرین کو یہ نہین معلوم ہوا کہ یہ سب سامان کیون ہورہا ہے اور یہ تیاریان کاہے کی ہین۔

واضح ہو کہ زینت النسا اور پیاری بیگم اور دولھن بیگم اِن تینون نے مشورہ کیا تہا کہ جبسر وزمنہ برسے او سروز خورشید آرا کو اونکی بوڑہی مان کی چوری سے تالاب کی سیر کرانے جائین تاکہ اونکا دل ذرا بہلے اور کلفت دور ہو۔ اِس درد کی یہ بھی ایک مسکّن دوا ہے۔ خورشیدی کی والدہ کو یہ نہین معلوم تہا کہ یہان چہوکریون مین کیا ہنڈیا پک رہی ہے یہ سب ابھی کم سن بالکل کل کی لڑکیان۔ مگر پوتڑون کی رئیس زادیان وہ پیش بندی کی کہ اچھون اچھون سے نہوتی۔ پہلے تو اپنے

ایک پچاس کے نام سے ایک نواب نامدار کے اسٹیمر کا بندوبست کیا۔ یہ انتظام پہلے ہی سے ہو چکا تھا کہ جس دن منہ برسے اوس دن اسٹیمر لیا جاوے انکے چچا جاگیر پر گئے تھے انکو اس کارروائی کی کیا خبر۔ اسکے علاوہ ایک پرانا خرانٹ پیراک ساتھ تھا کہ اگر خدانخواستہ کوئی واردات ہو تو وہ مدد دے اور واردات ہونے ہی کیوں لگی تھی۔ اتنا بڑا اسٹیمر سمندر تک مین تھوڑی دور تک جا سکتا تھا میر عالم کے تالاب کی کون حقیقت ہے۔ مگر پھر بھی احتیاط شرط تھی۔ اسکے علاوہ ایک پیراک گارڈن بھی ساتھ تھی۔ سپاہی بھی ہمراہ۔ گاڑیان بند۔ رات کا وقت تالاب پر سناٹا۔ منہ تھم گیا تھا اور چاندنی خوب نکھری ہوئی تھی۔ چاند تمام عالم کے معشوقون کو شرماتا تھا۔

ملگرجہان غیرتِ ماہ غیرتِ بدر۔ نواب خورشیدی بیگم نے رخ پُرنور کی جھلک دکھائی بس شرماکے جلباب ابر مین منہ چھپا لیتا تھا اور ظاہر ہے کہ آفتاب کے مقابل مین چاند کیا مال ہی۔

جب یہ سواری منزلِ مقصود کو پہونچی تو اسٹیمر قریب لایا گیا پردہ ہوا۔ کوچبین۔ سائیس۔ سپاہی۔ پیراک۔ ہمراہی دور کھڑے ہوئے اور اُن مہوشان قوس ابرو نے اسٹیمر کو غیرت پرستان بنایا۔

پری بیگم۔ اصل پری بنی ہوئی کشیدہ قامت تنی ہوئی۔ سینے کے اُبھار پر جانِ عاشق نثار طُرّۂ طرار مشکبار۔ ادائین ایسی دلربا کہ سنورنے سے زیادہ بگڑنے مین لطف۔

دل جُدا جان جُدا مال جُدا لیتی ہین	اپنے سب کام بگڑ کے وہ بنا لیتے ہین

دولہن بیگم - نوخیز و نوخاستہ - بالکل کمسن - کان حسن - جان حسن - مگر الڑہ - ابھی گڑیون سے کہیلنے کے دن تھے ؎

خدا اترابتِ نادان درازسن تو کرے
ستم کے تو بھی قابل خداد دن تو کرے

زینت دیکھی نہ سنی ہر ادا مین سوسو انداز اور ہر انداز مین سوسو ادا - ہر بن مو مین ساتہہ ہی اسکے شوخی - حیا اور شوخی مین چولی دامن کا ساتہہ - لنگوٹئے یارون کی طرح ہاتہہ مین ہاتہہ ؎

شرمائی ہوئی چتونون پراسکی نہ جانا
شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوی حیا مین

انکے ہاتہون پانؤن مین مہندی کا چہچہاتا ہوا رنگ بہت رچتا تھا

رُپہلے لچکے کاموباف ہردم منہ پر پڑا رہتا تہا۔ اِس سے اِن کو
بہت شوق تہا۔ اور نقاب سے ۔
چاہے مرد ہو چاہے نہو ۔ اَفضل ۔

نقاب اُس بت کے چہرے پر پڑی ہی
قیامت آڑ مین جسکی کھڑی ہے

خورشیدی ۔ پرستان کی پریون کو شرمانے والی
اور زبان حال سے کہتی تھی ؎

عالم فریبیان جو ہی ہین حجاب مین
معلوم فتح باب کشود نقاب مین

حورون کو ادا سکہانے والی ۔ اندر کے اکہاڑے کی پریان
اسکی باج گذار ۔ شیرین و لیلی دمن و عذرا اسیر سو جان سے

نثار۔ نازنینی ادا آفرینی اسکی دو لونڈیون کا نام تہا اسکی رفتار
ناز کا نام محشر خرام تہا۔
زندے مردہ مردے زندہ ہو چلے حشر برپا کر چلی رفتار ناز
سیم بر سیم غبغب عالم فریبی اسکے بائین ہاتہہ کا کرتب
بدن چھریرا۔ دُہرا نہ تہا۔ مگر کمر نزاکت سے دُہری ہوئی جاتی
تھی۔ زلف سیاہ وقیر آگین شاہ حبش سے خراج پاتی تھی
چہرہ مہر آسا والی ختن وتاتار تہا سراپا رشک سراپاے خوبان
فرخار تہا باغمین گلگشت کے لئے آئی تو سبزۂ خوابیدہ کا
بخت خفتہ بیدار ہو جاے۔ جہان جاتی تھی شوخی حیا ہمراہ
رکاب۔ بقول امیر ؎

شمیم گل ہین ہم بھی تم اگر باد بہاری ہو

جدہر چلتے ہو چلتے ہین جہان ٹہیرو ٹہرتے ہین

مگر با این ہمہ حسن و جمال - با این ہمہ زیبائی و رعنائی - با این ہمہ جادو طرازی و معجز پردازی - دل اُداس - نہ سیر چشمہ سار خوش آتی تھی - نہ پہولونکی بو باس - تالاب کے ارد گرد جو پہولے ہوسے گملے رکھے تھے اور ادہر اُدہر کے باغون سے جو بوے خوش آتی تھی اور دماغ جان کو طبلۂ عطّار بناتی تھی وہ سبکو خوش آتی تھی - مست کرجاتی تھی مگر اس افسردہ دل کو ذرا نہین بہاتی تھی - ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا کے جہونکے روحلی کلی کو کھلاتے تھے - غنچے چٹک کے پہول بنجاتے تھے - مگر اسکے دل کی کلی کچہ ایسی مرجھائی ہوئی تھی کہ نہ کہلی نہ کہلی -

پری بیگم نے کہا اے بہن کچہ سر سے کہیلو۔ منہ سے بولو یہاں آن کے بھی وہی بت بنی بیٹھی ہو۔ واہ یہ بھی کوئی بات ہے ع۔

آدمی ہی بُت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے

دیکھو تو کیسی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ خورشید ی نے یہ سُنکر ایک آہ سرد بھری اور بصد حسرت انشاءاللہ خان کے اس شعر کو ترجمانِ دل کیا ؎

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

یہ کہکر دل بھر آیا اور آپ ہی آپ گنگنانے لگی۔

چین آتا نہیں دم بھر کسی پہلو مجکو

اتنی تکلیف تو ای درد نہ دے تو مجکو

زینت النسا نے کہا ہاں بس یہ مانا۔ یہان دو گھڑی ہنسنے بولنے دل بہلانے آئے ہین کہ دشمنون کی جانکو رونے۔

اتنے مین دلبہار نے جو واقف راز تھی کہا اے ذرا چُپ تو رہیئے دیکھئے سامنے سے وہ بوٹ کیسا آتا ہے وہ اُتّر کیطرف سے۔ پردہ گوشہ ہو جائے۔

زینت۔ ہان سچ تو ہے وہ کیا آرہا ہے۔

پری۔ دیکھو ن ہمین تو بوٹ د وٹ موا کچہ بھی نہین سوجتا۔

دوطھن۔ اے باجی اندہیر کرتی ہو۔ یہ بھی کوئی مولی سوئی ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ دن کو اونٹ اُجیا رہی رات

کو آسمان اور اندھیری رات کو تارے نہین سوجھتے -

خورشید- اوہ وہ کیا آرہا ہی -

پری - اے تم بھی انھین سب کی طرحسے دوانی ہو گئی ہو- بوٹ بھی کوئی ناخن برابر چیز ہوتی ہو کہ اس چاندنی رات مین نہ سوجھے - یا مین کوئی اندھی ہون -

خورشید- اندھے تمھارے دشمن - مگر باتین تو اندھیپن ہی کی کر رہی ہو - وہ پاس آن پہونچا -

پری - ہان اور اُسمین تمھارے نواب بھی ہین - تمکو ڈھونڈھنے نکلے ہین -

دو لھن - کیا کوئی تعجب کی بات ہی -

پری - چلو بس جھوٹی باتین نہ بناؤ بہت -

استنے مین بوٹ پاس آیا اور زینت النسا بیگم نے کہا۔

پری بیگم اب بتاؤ کون اندھا ہے۔ ہم کہ تم۔ اب بوٹ یہ نہین تو کیا بلبلہ ہے سب ادھر اُدھر دیکھنے لگین۔

زینت۔ یا اللہ یہ کس کا بوٹ ہے۔

پری۔ ایک ہی آدمی معلوم ہوتا ہے۔

دولھن۔ بھلا شکر ہے کہ بوٹ تو دکھائی دیا۔

زینت۔ اور اب دور کی کوڑی لائین کہ اس بوٹ مین ایک ہی آدمی ہے۔

بہار۔ سچ کہتی ہین حضور سچ مچ ایک ہی ہے۔

زینت۔ ہان ایک ہی ہے۔ بہٹیل۔

پری بیگم نے خورشیدی بیگم کو طعنہ دیا تھا کہ ہان ہان

بوٹ آتا ہی۔ تمہاری نواب گہورنے نکلے ہین] لو وہی بات ہوئی
زینت النسا۔ نے ذرا چہرۂ انور سے نقاب زرین اوٹھائی
اور اپنی چاند سی صورت دکھائی مگر نامحرم کو دیکھکر پھر نقاب
سے مُنہ ڈہانپ لیا۔ بوٹ سے آواز آئی ۔

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی
نہ پتلی سے پتلی مقابل ہوئی

خورشید۔ ارے یہ کون ہے بھئی ۔
زینت ۔ جیسے ہی مین نے نقاب اُلٹی ویسے ہی چار آنکھین
ہوئین اور جھوٹا کہتا ہے نہ پتلی سے پتلی مقابل ہوئی ۔
دولھن ۔[ڈرکر] چلو بہن یہان سے چلین ۔ کیا جانین
کون ہے کہین مردون مین کوئی سن لے تو لینے کے دینے پڑین

زینت - اے بہن - کیا شہر شملہ ہے - یہ بھی کوئی دل لگی ہی -
میر محبوب علی خان بہادر کا راج ہے - شیر کی عملداری -
جنگل مین اندہیری رات کو سونا اُچھالتے جاؤ تو ڈر نہین -
شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پئین - یہ ایک مردہنگا سا کیا
کر سکتا ہے - اسکی ہستی ہی کیا ہے - چہ پدی وچہ پدی کا شوربا
استنے مین اُس بوٹ سے اک گلدستہ اسٹیمر پر آیا - ابتو
یہ سب کی سب گھبرائین -

زینت - یا اللہ رحم کر -

پری - ارے مانجھی ذرا ڈانٹ کے پوچھہ تو کہ آپ کون ہین
مانجھی - اجی آپ کون ہین - تقصیر یہان پردہ ہے -
بوٹ سے آواز آئی ہ -

وہ بیکس ہون نہین ہی کوئی میری غمگسار نہین
فقط اک دل ہی سو وہ بھی تمہاری جان نثار نہین

خورشید کے بیگم کا غنچۂ دل کھلگیا۔ کیا جانئے کیا مل گیا۔ چہرے پر جو زردی مفارقت سے چھا گئی تھی وہ رعنائی سی مُبدل ہوئی۔ بہار نے خوش ہو کر کہا نواب پری بیگم کا کہنا فالِ نیک نکلا۔ یہ سُنتے ہی سب کی سب سمجھہ گئین کہ نواب محجوبی ہین۔ سوائے بہار کے اور کسی کو ان سے ملنے یا بات کرنے کا موقع نہین ملا تھا۔ پھر آواز آئی ہ

جگر روتا ہی دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے
یہ اُسکے سوگوار و نہین وہ اسکے سوگوار نہین

آب تو خورشید سے بھی نہ رہا گیا۔

دونون طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

رہا کیونکر جاتا انھون نے گاتے ہوے کہا ۔

ادہر دل لوٹتا ہے اُسطرف بجلی تڑپتی ہے
الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرار دنمین

بس یہ سُننا تہا کہ نواب کے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگے ۔ ہای دو بیقرارون کے لفظ نے جان ڈالدی ادہر دل لوٹ رہا ہے اُدہر بجلی تڑپ رہی ہے ۔ دونون بیقرارون مین لڑائی پڑی ہے دیکھین پالا کس کے ہاتھ رہتا ہے ۔ دونون پرلے سرے کے بیقرار ۔

نواب صاحب نے تلنگی زبان مین مانجھی سے کہا اسٹیمر روک خورشید ی نے زور سے مانجھی کو ڈانٹ بتائی ۔ خبردار

چلا چل۔

نواب نے پہر تلنگی مین کہا۔ مانجھی تو جو تنخواہ پاتا ہے اُسکی دس گُنی ابھی اِسی دم نقد دونگا۔ روک لے۔

بہار تلنگی زبان کا ترجمہ مغلئی یعنے اُردو زبان مین بتا تی جاتی تھی۔

زینت النسا نے بہار سے کہا اری تو چُپکے سے تلنگی زبان مین مانجھی سے کہدے کہ روک لے مگر آہستہ سی کہنا۔ اِسنے کہا [نوا رٹا نیلا بیٹ ٹو] یہ سُنتے ہی اسٹیمر مین ایک قہقہہ پڑا اور سب مارے ہنسی کے لوٹ گئے مانجھی نے اسٹیمر کو روکا اور بہار نے اپنی بیگم کے حکم سے ڈانٹ کے مانجھی سے کہا [ایمرا انیڈ کو نیلا بیٹناو۔ جیتی انیکی انو] یعنے حکم نہین مانتا۔

کشتی کیون روکی۔

اِتنے مین نواب صاحب دہم سے کشتی کے اندر موجود ۔ ؎

کودا کوئی یون گھر مین ترے دہم سے نہوگا
جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہوگا

خورشید کی بیگم کے سوا اور سب نے آنچل سے مُنہ ڈہانپ لیا۔ بہار تو نوکر تھی وہ پردہ کیا کرتی۔

خورشید۔ اے کون نامحرم یہان دہنس آیا۔ یا کوتوال کا نام نہین سُنا۔ ابھی اُتر جا اپنی ٹُٹی ڈونگی مین۔

نواب۔ سرکار ہم فقیر لوگ ہین ع

چیزے بدہ درویش را چیزے مگو درویش را

خورشید۔ آخاہ آپ فقیر ہین۔ فقیر ہو تو جا کے تکیے مین بیٹھو

مسافرون کو چلین پلاؤ۔ اکے دکے کی خیر مناو۔ اور اگر کامل درویش ہو خدا رسیدہ تو ہم جوان جوان چھوکریون مین کیا کام ہے۔ فقیر بنے ہین۔ لے اب بوریا بدہنا اوٹھائیے۔

نواب۔ اسے تو حضور خفا کیون ہوتی ہین۔ فقیر کی صورت سوال ہے۔

خورشیدی۔ پہر وہی ٹھنڈی گرمیان دکھانے لگے بڑی مطلبی آدمی ہو۔ فقیر یہ سونے کی گھڑی لگاتے ہین۔ یہ شیروانی پہنتے ہین دو ہزار کی۔ یہ عطر حنا دس روپیہ تولے والا ملتے ہین۔

نواب۔ اسے تو سرکار مین کچھ طالب زر نہین۔ طالب زر گہر نہین۔ غلام کا سوال تو کچھ اور ہی ہے۔

خورشید - وہ کیا حقے کا پانی ؟

اسپر سب کی سب ہنس پڑین -

پری - کوئی دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے -

زینت - اسے سپاہیون کو بلاؤ -

نواب - سپاہیونکو کیون بلوائیے -

مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ کالے ناگون سے ہمکو

ڈسواؤ عاشق کی سزا تو یہ ہے -

خورشید [انگوٹھا دکھا کر] اسے نواب رنگ لالی گلہری

آپ اس اُجڑی صورت پر کسی کے عاشق بھی ہوئی ہین اخاہ!

مُنہ بنوا جا کے مُردے سے بس اب تشریف کا ٹوکرا اُٹھا ئیے

تو پہونچا دیتے ہی ہاتھ پکڑ لیا -

نواب۔ اگر ہمسے دو دو باتین نہ کین تو ہم اس گھڑی تالاب
مین ڈوب مرینگے۔ دو ہاتھی پانی ڈباؤ ہے۔

خورشید۔ دو ہاتھی ڈباؤ۔ ارے نادان۔ بےغیرتونکو
دس ہاتھی بہی کم ہے۔ غیرت دار کے لئے ایک چلو کافی ہے۔

نواب۔ فقیر ایک بوسے کا طالب ہے۔ سو وہ بھی زکاۃ حسن

خورشید۔ معاف کیجئے۔ ہم ایسے لچے فقیرون کو زکاۃ نہین
دیتے۔ لے اب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے۔

زینت۔ اے انکی وہ ڈونگی کہان رہگئی۔

نواب۔ یہ آواز یہ پیاری آواز کس ناہید نغمہ کی ہے۔
اے حضور سرکار ہی ہماری سفارش کرین۔

زینت۔ ہمین غرض مطلب۔ ہم کیون کسی کی سفارش

کرنے لگے۔

نواب۔ آپ کو ہم فقیر دعا دینگے۔

زینت۔ رہنے دیجئے۔ اپنی دعا رہنے دیجئے۔

پری۔ ارے کوئی سپاہیون کو تو بلاؤ۔ آواز دو جلدی آئین

نواب۔ بلوائے بلوائے حضور بلائین نا۔ ہم بھی کہین گے

لمصنفہ

کیون ستاتا ہی فقیرونکو پڑا رہنے دے
ای شہ حسن کے دربان ترا کیا لیتے ہین

غرضکہ اسی طرح ایک گھنٹہ رمز و کنایہ کی باتین رہین اسکے بعد نواب نے کہا آپ کو ہم فیاض اور شاہِ حسن سمجھکر آئی تھے مگر آپ بخیل نکلین۔ دو بوسون پر دو گھنٹے تک تکرار

سے لے میرا دل مجھے واپس دیجیئے۔ ہم کوئی اور گاہک پیدا کرینگے ؎

بوسہ دیتے نہین پھر دینے سی حاصل مجکو
پھیر دو پھیر دو ایجان مرا دل مجکو

بڑی منت و سماجت کے بعد اس پری رو عنبر مو نے ذرا علحدہ بیٹھکر نواب قمر کاب سے کچھ دیر باتین کین ہا ے یہ راز و نیاز کی باتین بڑے خوش نصیبون کو نصیب ہوتی ہین۔ یہ عشق و حسن کی لڑائی مریض کے ساتھہ عیسےٰ کا کام کرتی ہے۔ جیسے مار گزیدہ کے لئے تریاق تشنہ لب کے لئے آبِ شیرین۔ تھکے ماندے مسافر کے لئے خواب نوشین۔ زینت۔ ذری چونچ سنبھالو سائین۔

پیاری ۔ تمہاری پیاری کہن گلاب فالودہ بیچتی ہونگی واہ واہ ۔ بڑے فقیر بن کے آئے ہین ۔ اچھے شاہ جی ہین ۔

گلاب فالودے کے گرما گرم فقرے پر سب لوٹ ہوگئین ۔ شاہ جی کے جواب مین نواب نے کہا اچھا صاحب ہم بھی شاہ جی سہی ؎

ایک بوسہ ہمنے مانگا رادِ مولا واہ جی
پھٹے منہ سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی

اِسپر بھی قہقہہ پڑا ۔ آخر کار جلسہ برخاست ۔ دانہ نہ گھانس ۔

نواب ۔ بادلِ سرد اپنی ڈونگی مین اور یہ سب گاڑیون پر روانہ باشد راستے مین باہم باتین ہونے لگین ۔

پری ۔ اے ہے جو کہین گھر کے مرد سُن اپین تو بوٹیان

چیلون کو دو نکو دین -

زینت (کانپ کر) اللہ نکرے - جہان کی ہمن وہین پہونچا دین

پری - یہ معلوم کیونکر انکو ہوگا -

دودھن - وہ گھڑی اچھی دل لگی رہی -

خورشید ی بیگم نے پوچھا ملاح کو کیا دے گئے - بہار ذ

تلنگی مین پوچھا - اور کہا سرکار ایک اشرفی دیگئے - گاڑیان

روک کر اپنے ہمراہی نوکرون کو انعام دیا اور تاکید کردی

کہ خبردار کسی کو کانون کان خبر نہو - اونہون نے قسم کھائی

کہ اگر ذرا زبان سے نکلے تو قتل کا حکم دیجئے -

گاڑیان تہوڑی دیر کے بعد ڈیوڑہی پر پہونچین - اب

دل لگی دیکھئے - پہاٹک نہین کھلتا - جل جلالہ - [آرے

پھاٹک کھولو۔ پہرے والا کہاں ہے۔ ارے کوئی ہے ؟

[جواب ندارد کمند سے ہوا۔

[پھاٹک کو دھم دھماکر] ارے پھاٹک کھولو]

چوکیدار نے کہا [تقصیر حکم میرے کو نہیں ہوا کیا ؟ کس کا حکم نہیں ہے)

[ہو۔ بیگم صاحب کا حکم نہیں ہے] اب ان سب کی یہ کیفیت کہ ع۔

کاٹو تو لہو نہیں بدن میں

ساتوان برج

آج تو خوب گلچھرے اڑ رہے ہین

صبح دولت مید مد کو جام ہمچون آفتاب ‌ ‌ فرصتے زین بہ کجا باشد بدہ جام شراب

خانہ بی اغیار و مطرب یار و ساقی نکتہ گو-

موسم عیش است و دور ساغر و عہد شباب

آج نواب نوشہ مخمور کا مکان دار السرور بنا ہوا ہے- اسٹیم
پر تن تنہا اپنی معشوقہ جمیلہ کے جمال مبین سے آنکھین سینکنا

اور کھل کھل کر باتین کرنا یہ باتین بڑے خوش نصیبونکو نصیب ہوتی ہین۔ اور زینت النسا ایسی بانکی جادو نگاہ سے دو گال ہنسنا بولنا گھاتے ہین۔ عاشق معشوق ہین کیا باتین ہوئین اسکا حال خدا ہی جانے مگر چہرے کی بشاشت اس بات پر دال تھی کہ دونون خوش ہین سوز و گداز کی باتون میں دونون کو فتحیابی ہوئی۔

نواب مخمور نے منت مانی تھی کہ اگر خورشید سے ملنے کی کوئی عمدہ سبیل نکلے گی تو حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ الشریف کی گیارھوین کرون گا۔ شب کو تالاب سے واپس آتے ہی فرخ مرزا کو لپٹ گئے اور کہا لو مرزا فتح۔ مرزا نے کہا مبارک مبارک۔ مگر بتایئے تو

یہان وحشت ہو رہی ہے۔ مرزا نے مختصر طور پر حال سُنکر کہا حضور غلام کی تو راے ہے کہ گیارہوین کل ہی ہو۔ طائفون کا بندوبست فدوی کے تعلق فرمائیے فرش اور روشنی کا انتظام داروغہ فراش خانہ کرین اور کھانے کا انتظام حضوری خاص پز برہان صاحب نعمت جنگ کی زیر نگرانی ہو۔

نواب صاحب نے منظور کیا اور اوسی وقت سے بندوبست کے لئے ہرکارے دوڑائے گئے۔

نواب۔ ارے میان یہ مسخرہ کبڑا کہان ہے۔

مرزا۔ پڑے ہونگے کہین افیم کی پینک مین۔

اتنے مین ایک آواز آئی [ایسی تیسی شما۔ من در پینک افیم

سرشما۔ این فرخ مرزا را از من لاگ ڈانٹ است ۔

نواب۔ ارے یہہ کہان سے سُن رہا تہا کفن پہاڑ کے نکل پڑا۔

فرخ۔ معلوم ہوتا ہے قبر شق ہوگئی اور یہ رسّیان توڑا کے بہاگا۔ ابے وہان افیم کہان سے لایا تہا۔

کُبڑے۔ اجی منکر نکیر دونون سے یارانہ کرلیا تہا۔ بس وہ صبحکو افیون لاکے گہول کے پلا دیتے تہے اور شام کو چنڈو کے چہینٹے اُڑاتا تہا۔ فرخ مرزا کی بڑی پکار رہے۔ کل گیارہوین دیکھکے پرسون مزے مزے تمہارا جنازہ لیجائینگے

مرزا۔ تیرا ہی نکلے تو سہی۔

کبڑے۔ ابے ہم مرنے کے لئے پیدا ہی نہین ہوی ہین

ہمتو اسلئے پیدا ہوے ہین کہ تم ایسے مُردون کی کھیپ لا لا دو کے لیجائین۔

اتنے مین خواص جو پردے کے پاس سے سُن رہی تھی آئی اور جھکتی ہوئی بولی اے یہ کیا واہیات باتین کر رہے ہو یہ موا مسخرا ابو بک تو دیوانہ سری سودائی ہے ہی۔

یہ مرزاجی کو کیا ہو مُردون کا یہان کیا ذکر ہے۔ آج ہنسنے بولنے کا دن ہی۔ گانا بجانا ہو مُردے اور قبر اور یہ اور وہ رٹ لگادی۔ سُنتے سُنتے نہ رہا گیا مسخرے نے اپنے گالون پر اپنے ہاتھون سے تھپڑ لگائے اور کہا سچ کہتی ہو بی خواص مگر ذرا پردے کے باہر آکر جھگڑا دکھا جاؤ۔

خواص نواب کی منہ چڑھی۔ آگ ہی تو ہو گئی۔ کہا تو مجھ سے

بہت مسخراپن نہ کیا کر۔ مونڈی کاٹا۔

مسخرے صاحب نے پہر اپنے گالون پر ایک دو تھپڑ لگایا اسپر خواص جہلا کر باہر نکل آئی اور مسخرے کے منہ پر اس زور سے تھپڑ لگائے کہ ایک منہ کے دو منہ ہو گئے۔ کہا اپنے ہاتہون سے کیا رسان رسان لگاتا تہا۔ تہپڑ کہانے کا مزا ہے تو یون کہا۔

مسخرہ۔ دہائی ہے سرکار کی۔ اللہ جانتا ہے تمام چہرے بہر مین سوزش اور جہنجہناہٹ ہے۔ اُف معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے منون مرچین پیس کے لگا دین۔

مرزا۔ ارے پاگل ہر ان گورے گورے ہاتہون کی مار نصیب کہان کیسی بجلی کی طرح چمکتی ہوئی آئی۔

خواص [آڑین سے] اخاہ! مرزا صاحب بھی چہکنے لگے اے تیری کریمی کے صدقے۔ بےزبانون کو بھی ہمارے لئے زبان آئی۔

مرزا صاحب نے بھی پیٹ سے پاؤن نکالے۔

فرخ مرزا۔ بہت جھینپے۔

نواب صاحب۔ مسکرائے مسخرا اسوقت فرخ مرزا کو بہت چھیڑتا مگر لینے کے دینے پڑے تھے کہ جھلایا ہوا تھا۔

اب ناظرین متحیر ہونگے کہ یا الٰہی یہ تالاب مین نواب کہان سے کود پڑے۔

واضح ہو کہ نواب صاحب کی خواص نے یہ سب جوڑ توڑ لگایا تھا دل بہار سے گٹھ گئی تھی اور نواب سے اوسکو

برابر روپئے دو پیٹے مٹھائی میوہ ولواتی جاتی تھی اور بہار رتّی رتّی حال کہدیتی تھی۔ دل بہار نے خواص کو چپکے سے کہلا بھیجا کہ آج سواریان تالاب کو جاتی ہین۔ چپ چپاتے نواب کو بھیجدو۔ اپنے ڈونگے پر آئین مگر اکیلے۔ بالکل تنہا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ خیر شبکو نواب صاحب نے ارام کیا صبح اوٹھتے ہی منہ دہوکر اصلاح بنوائی منہ ہاتھ دہویا حمّام کیا۔ وضو کرکے نماز پڑہی۔ وظیفہ پڑہا۔ لباس بدلا۔ آج روز سے ذرا قیمتی جوڑا پہنا عـــہ۵ تولہ والا عطر موتیا ملا جسکی خوشبو سے ڈیوڑہی بہر مہک گئی۔ دیوان خاص مین تشریف لائے سلام ہوا۔

نواب۔ فرخ مرزا کہو بہئی انتظام لیس ہے۔

مرزا۔ خداوند سب سرکار کے اقبال سے لیس ہے۔ سرکار یہ عطر ہے یا ہیجان باہ کی دوا۔ ایک پھاہا فدوی کو بھی عطا ہو۔

نواب۔ کوئی ہے۔ توشک خانے سے چھہ ماشہ موتیے اور چھہ ماشہ حنا مرزا صاحب کو لاکر دو۔

خدمتگار۔ بہت خوب۔

نواب۔ بہت خوب نہین۔ ابھی لاؤ۔ سو کام چھوڑ کر لاؤ اور میرے سامنے دو۔ تم لوگ انعام کی طمع سے ٹال دیتے ہو۔ آج دونگا اور کل دونگا۔ کنجی نور علی کے پاس ہے اور صندوق کی کنجیون کا گچھا جمال صاحب لے گئے ہین۔ ابھی لاؤ۔

خدمتگار نے دو شیشیو نمین لا کر فرخ مرزا کو دیا وہ سات بار آداب بجا لائے۔

نواب۔بھئی سچ کہنا یہ کسکے ملوگے اور کہان پر ملوگے۔

مسخرہ[یعنے وہی کُبڑا] غلام عرض کرے خداوند۔یہ اپنی والدہ کے سینہ پر ملین گے۔اونسے انکو بڑی محبت ہی وہی پی پی کے تو اتنے سنڈے ہوسے۔

نواب صاحب کا تو مارے ہنسی کے بُرا حال تہا۔خدمتگار چوبدار بھی علحدہ ہٹکر لوٹنے لگے۔

فیضن۔اسی وقت چا،لائی تھی۔چا،رکھکر ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے اور فرخ مرزا فورا مسخرے کو مارنے دوڑے۔وہ چا یہ جا۔خیر یہ دل لگی ہو چکی تو سب نے

مثلر جا ر پی - اور نواب صاحب کے دو دلی دوست شیودت لر
اور فتح گر آئے - دونون گشائین - دونون روپیئے والے
دونون مذاق کے آدمی - دونون رنگین طبع - دونون فیاض
دونون سچے دوست - نواب صاحب کو اطلاع ہوئی فوراً
برامدے تک آئے - خوش آمدی - خوش آمدی - خوش آمدی
دونون سے لپٹ گئے -

نوّاب - لے اب گاڑی تو رخصت کیجئے - اب آپ
کل تک جانے نہ پائینگا -

شیودت - اہا ہا - اور جاتا کون بھکوا ہے -

فتح - رسوئیا کو برتن لیکر بُلا آئے ہین تین بھولی آتے ہین
آدمی آتے ہین جانا کیسا -

نواب۔ وہ ہندو کنچنیان تلنگنین آپکی رسوئی سے کھائین گی اور مسلمان طایفون کا یہان بندوبست ہو جائیگا۔

شیووت۔ ہان بھئی ہمین وہ بہو لون والا بنگلہ دو ہماری ساتھہ ہماری معشوق بہی ہین۔

نواب۔ [مسکراکر] اے تو اِنکے لئے جگہ کی کون کمی ہے تون تو ہمارے دل مین اونکی جگہہ ہے۔ وہ ہماری سونیکے کمرے مین کیون نہین رہین۔

شیووت۔ ہان ہان! ہرج کیا ہے۔ تمہاری بہن ہی ہین۔

فتح گر۔ اور شیووت گر چچازاد بہائی تھے۔ برس سوا برس کی چہوٹائی بڑائی۔ بے تکلف بہائی۔ نواب کے جانی دوست فتح گر کو نواب صاحب دل لگی مین شکست گر کہتے ہین۔

آب بھورسے نواب اور منسارام وکیل آئے اور نوابصاحب سے ملے۔ دونون گسائیون سے ملے۔

بھورسے۔ بھئی طائفہ کون کون سے۔

شیو۔ انکو آتے کے ساتھ ہی طائفے کی ہی پڑی۔ طائفے سب اونچے اونچے ہین۔ دیکھنے سے بھوک پیاس بند ہوجائے۔

بھورسے۔ آخر نام بھی تو سُنین۔

شیو۔ جب ناچنے آئینگی دیکھ لینا۔

مسخرہ۔ معلوم ہوتا ہے کنچنیون کے داروغہ حضور ہی ہین اچھا اپنی چھو کریونکو کہانتک چھپائیگا۔

	کبتک چھپے گی کیری پتّونکی آڑ مین	

آخر ٹکے کو بکنے لگی برزا رمین

گمبر ے مسخرے کے کہنے کا صحبت بہرمین کوئی نہین مانتا تھا

اس فقرے اور بے تکے مگر بامطلب شعر پر زور سے

قہقہہ پڑا اور شیو دت اگر خود بھی ہنس دئے۔

اب دونون گسائین اپنے کھانے اور رسولی وغیرہ کے

انتظام کے لئے گئے منسارام وکیل کھانا گھر سے

کہا آئے تھے۔ جب کھانے پر فاتحہ دے چکے تو نواب صاحب

معہ احباب مصاحبین۔

بھورے۔ بھئی نواب واللہ تمہارا باورچی اُستاد آدمی ہے

مرزا۔ سرکار حقیقت یہ ہے شبدیگ بے مثل پکی ہے۔

نواب۔ (جاگیردار) یہ بڑا مشہور خاص پز ہے۔ کباب تو دیکھئے

واہ واہ واہ ۔

مسخرہ ۔ بس اس سے بڑھ کر اور کیا تعریف ہوگی کہ اِس خاص پز کے دونون ہاتھہ اور کان کاٹ لے ۔

خاص پز ۔ اور تمھاری ناک نہ کاٹ لے ۔

مسخرہ ۔ آئین ! یہ نکٹی کا کہان سے بول اُٹھا ۔

خاص پز ۔ ادب کے ساتھہ دور کھڑا سُنتا تھا کہ دیکھین آپ نمک کی نسبت لوگ کیا کہتے ہین ۔

بھورے نواب نے اپنے دوست سے کہا بھئی اپنا باورچی ایک دن کے لئے کل تو نہین پرسون ہمکو دو ۔ ہمنے ایسی شبدیگ نہین کھائی تھی ۔

خاص پز نے قریب آکر کہا تعریف شبدیگ کی ہی ہے ۔

تقصیر کہ شبلجم اور کباب اور گوشت ایک طرح کے ہون - معروضہ
یہ ہے تقصیر کہ ہمارے مُلک مین شبلجم کی چیز ان لوگان کم کہاتے
ہین میرے شبدیگ پکانا لکھنو کے ایک خاص بیرنے سکھائی
تھی - اِس سے بھی اچھی پکتی - باورچی خانہ مین میرے کو پکا نیکا
جی نہین چاہا اور باورچی دیکھہ سکے ترکیب نہ سیکھہ لین وہ
خالی خولی سالنان جانتے ہین جو ماما پکالیتی ہے کِولو مین
جہان پکانا ہوا دہوان بہت آتی ہے - اِن کھانون کو بہت سیا
دو لتان ہونا - ایک پلہ چاولان کوگھی ہونا دوسوحالی کا جس
رئیس سے ایسا بولو وہ کہنے لگو - اسی باسبب کِولو مین شبدیگ
پکائی کہ کوئی باورچی مارکے سیکھ نجاسے - بند کرکے پکایا ہون

	اب سب بیٹھے منہ دیکھتے رہی	

خاصہ تناول فرما کر بیسن دانی سے ہاتھہ دہوئے ۔

بیڑے چکنے پان کے مزیدار
حقّے پیئے مشکبو دہوان دہار

نوُ بجے محفلِ رقص و سرود آراستہ ہوئی ۵

دل اپنا بتون کا ہوا چاہتا ہی
دل اپنا بنے گا گھر اِک شوخ بت کا
مرے جان جاتی ہی اِک مہ لقا پر
وہ دل جسکو پالا تہا نازو نسے ظالم

پرستان یہ کعبہ ہوا چاہتا ہی
یہ کعبہ کلیسا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہی
شہید اک ادا پر ہوا چاہتا ہی

گواہی یہ دیتا ہی دل اپنا عاشق
کہ عشق سُنو لیُا ہوا چاہتا ہے

محفل رقص و سرود کا ذکر خیر زبان قلم آیا اور ع -

خامہ بل کرنے لگا مثلِ مزاجِ نوجوان

یا خدا وہ کون روکھے پھیکے لوگ ہین جنکو یہ صحبتین پسند نہین -
وہ پیدا ہی کیون ہوئے تھے - زندگی بیکار - اون سے کہو مسجدون
خانقاہون مین جا کے آدمیون سے دور بیٹھین - یا کسی پہاڑ کی
چوٹی یا کسی پہاڑ کی کھوہ مین رام رام کرین - دنیا اور دنیا دارون مین
اونکا کیا کام ہے - مانا کہ کثرت ہر شئے کی بُری مگر ہم کب کہتے ہین
کہ کثرت کرو - لیکن کبھی کبھار جلسہ دیکھنا بھی تفریح طبع کے لئے
ضروری ہے - حکماے فرزانہ تک کا قول ہے -

آب نواب صاحب کے جلسہ طرب انگیز کا حال سنئے آج اس امیر
روشن گہر فرزانہ فریدون فر کا مکان رشک عیدگاہ بنا ہوا ہی
احاطۂ باغ مین ایک شالی شامیانہ کئی چوبا تنا ہوا ہے -

شامیانہ عشرت کا شانہ۔ اور امیر گردون سریر صاحب خانہ۔ نازک مزاج طبیعت شاہانہ۔ خوش لباس وضع مردانہ۔ علم موسیقی اوستاد زمانہ۔ فن سخن مین یکتا و یگانہ۔ اہل آبرو سے یارانہ شمع علم وفضل کا پروانہ۔ بوے عنبر بار زلف قیر آگین کا دیوانہ مگر فسق وفجور سے بیگانہ۔ صاحب دیوان وفسانہ۔ وقت پر تسبیح زمرد ہزار وانہ ہمیشہ محفل سے دور گلابی وپیمانہ۔ دل صفا منزل صوفیان صافی کا کاشانہ۔ شام کو رقص وچنگ وچغانہ۔ مے سے زبان صرف استغفر اللہ۔ لب پر ملامت شیخان گمراہ

	از قول زاہد کردیم توبہ در فعل عابد استغفر اللہ	

فرش مکلف بیش بہا گلکاری کئے ہوے ایرانی غالیچے۔

قیمتی رنگ برنگ قالیچے۔ امراء نامدار کے لئے کئی کاشانی مخمل کے مسند تکئے گاؤ تکئے بہاری کارچوبی سچّا کام۔ جھوٹی چاندی سونے کا لگاؤ نہ نام۔ رات رشک لیلۃ القدر۔ غیرت لیلۃ القدر روشنی کا پورا انتظام۔ شک ہوتا تھا کہ یہ محفل ہے یا شب عروسی کا اہتمام۔ شامیانے کی چوبون مین پھولون کے گجرے۔ بیلے چمیلی کے ہار مثل بندھن وار کے لٹکا ئے تھے۔ لیکن موتیے کی بہار۔ کہین ناگیسر کے پھول خوشبو دار۔ پیچوان گڑگڑی حقّے قطار در قطار۔ لکھنو کا دوسرا تنبا کو مشکبار۔ مگر صحبت رنگین مزاج احباب کی۔ دُم مین نمد الشیخ و شاب کی جب مہمانان ذیشان جمع ہوسے طائفے بُلوائے گئے۔

سب کے پہلے ایک قتالۂ عالم پری جسم برق دم۔ بانئے ستم

ہادم غم۔ قاطع بیخ رنج والم۔ اداگھر کی لونڈی۔ عشوہ خانہ زاد۔ رشک خوبان کشمیر و ناشاد ؎

یہ ناز یہ نگاہ یہ چہل بل یہ شوخیان
تم اُس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہین

محفل نمونہ شہر خموشان۔ نظر اوس جادو نگاہ کی طرف اور لب پر آہ و فغان ؎

مرادین مان رہا ہون قضا کے آنیکی
بُری گھڑی تھی دل مبتلا کے آنیکی

پندرہ برس کا سن۔ مرادون کے دن۔ آتشِ حسن بھڑک رہی تھی۔ بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی۔ جدھر دیکھا کٹاؤ کر دیا۔ صف کی صف کا ستھراؤ کر دیا ؎

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم
اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

پانون مین مہندی ۔ کٹک کے کامل فن سُنارون کی دستکاری کے چھلّے ۔ خالص چاندی ۔ چاندی کے کڑے اور چھڑے آئی تو ؎

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

کڑے کو کڑے سے بجاتی چلی
عجب ناز سے اچپلاتی چلی

اٹھلاتی ہوئی ۔ کمر ہزار جگہہ سے بل کھاتی ہوئی ۔

وہ بن سنور کے ادھر آئے ہین جفا کیلئے
مزے ہین آج دلِ دردآشنا کے لئے

گھٹنا چُست مخمل زرد کاشانی ۔ ازار بند لاہوری دہانی ۔ کرتی اطلس کی

گلابی محرم آبی سینہ صافی دریاے حسن شباب۔ تو ادہر اُدہر کا اُبھار۔ دو حباب۔ ہاے مار ڈالا۔

کیسی محرم آب روان وہ یا دائی
حباب سکے جو برابر کوئی حباب آیا

بلا کی بیباک۔ پری سے زیادہ چالاک مگر بیباکی سے ساتھ حیا پرور۔ چالاکی کے ساتھ پاک نظر۔ ہان الھڑپن کے سبب سے ذرا شوخ اور بے پروا ضرور تھی لیکن ایک بات کا بڑا خیال تہا کہ نارپستان کو جسپر مرد کی پہلے نظر پڑتی اور انہین دو پہلوانون سے اکثر پہلے کشتی لڑتی ہے اسطرح چھپاتی تھی اور دوپٹے کے آنچل کی کلک لاتی تھی جیسے کوئی گھرگرہست اس نوخیز نادان سے کوئی اتنا تو پوچہتا کہ بھلا گلزار شباب کی

یہ بہار اور سینے کا یہ ابھار کہین چھپائے سے چھپتا ہے ۵

کیون رُک نہ سکی اُمنگ دلکی
پستان بنکر شباب نکلا

آنکھین شرمیلی رسیلی [رسیلی نینون والیون نے جادو ڈالا]
گردن فوارۂ نور۔ جمال مبین۔ ۶۔

دیکھے تو غش کرے اَرِنی گوئے اوج طور

زلفِ چلیپا مارِ سیاہ۔ وہ زہریلی ناگن جس کے کاٹے کا منتر ہی نہین۔

گوری گوری گردن کے پاس کالی کالی چوٹی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوہسار کشمیر پر قبلہ رخ سے جھوم کر کالی گھٹا چھائی ہے چوٹی مین خوشبودار پھولون کے ہار لپٹے ہوے تھے۔

چولی مین اپنی پہول جو رکہے ہین یار نے
دکہلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف

کل سراپا کی تعریف شاید کچہ ہوسکے۔ مگر کمر کی تعریف محال ہے۔ کمر مصنوعی نہین جیسے خاتونان فرنگ بناتی ہین۔ قدرتی پتلی کمر۔ اپنے آپ بل پر بل کھائی ہوئی۔

افسانے مین خالی ہی جگہہ چہوڑ دی ہمنے
مضمون یہ باندہا تری نازک کمری کا

توڑے بہرنا اور بہاؤ بتانا۔ اور گانا اور بتانا ابھی بالائے طاق محفل مین آتے ہی رنگ جم گیا۔ در و دیوار تک کو والہ و شیدا بنایا۔ انسان کی کون کہے۔

جسوقت ناچنے کھڑی ہوئی بس اوسوقت کا حال قلمبند کرتے ہوے

تمام عالم کے شعراکو کہنا پڑتا -

یارب مرے خامۂ کو زبان دے
منقار ہزار داستان دے

اورگلاتو وہ نور کا پایا تہاکہ اوسکی خوش گلوئی کی قسم کہائی جیا ہئی گو اسکے بعد اوربھی خوشرو اورخوش گلو آئین مگراسکے پاسنگ کو بھی نہ پہونچین -

اگرچہ شیخ نے ڈاڑہی بڑہائی سن کی سی
مگروہ بات کہان مولوی مدن کی سی

کئی مردانے اور زنانے طائفے تھے صبح تک ناچ ہوتا رہا - اور پہرناشتا کرکے دس بجے سے بہیروین ۱۲ بجے تک رہی بعد ازان جلسہ برخواست - ۲ بجے کے قریب نوابصاحب نے

آرام کیا اور آرام کرنے کے قبل خواص کو بلا کر کہا [جا کے وہان کی

خبر تو لاو -

خورشیدی بیگم سے کہنا اپنی تصویر گھوڑے کی سواری کی کل

ضرور بھیجون گا -

۵ بجے نواب صاحب کی آنکھ کھلی - منہ دہو کر مع رفقا چار پی

کہ اتنے مین خواص آئی -

فرخ مرزا نے کہا حضور شکر بی وہ خرامان خرامان آ رہی ہین -

[اِس خواص کا نام کچھ اور تھا مگر نواب صاحب نے شکر بی نام

رکھا تھا] نواب نے دیکھتے ہی فرط طرب سے کہا ؎

	مرحبا ای پیک مشتاقان بدہ پیغام دوست	
	تا کنم جان از سر رغبت فدای نام دوست	

مگر خواص قریب آئی تو عیش دور ہو گیا۔ دیکھا تو چہرہ اُترا ہوا۔
گالون پر وہ سُرخی نہین۔ وہ چال نہین۔ یہ جوان خواص تیز
چلتی تھی۔ جیسے کڑی کمان کا تیر۔ مگر اب جونکی طرح رنگتی سے آنکر
کھڑی ہو گئی اور دہیمی آواز سے کہا [ہوا آئی سرکار] نواب
اِن سب باتون سے تاڑ گئے کہ کچھہ دال مین کالا کالا ضرور ہی
یہ تو سو قدم سے ڈنکا بجاتی آتی ہے کہ سرکار سے انعام لونگی
خوشخبری لائی ہون اور آج بیمار کی طرح بولتی ہے۔ علیحدہ لیجا کر
اوسنے کہا۔ اے سرکار آج تو نئی بات ہوئی۔ وہان تو کوئی
ہے ہی نہین۔ پھاٹک بند۔ پہرے والے کئی قفل پڑا ہوا۔
ڈولی مین سے جھانک کے دیکھا تو اصطبل مین گھوڑے نہین
آدمی نہ آدم زاد۔ دروازے بند۔ پھاٹک بند۔ بہوئیون کو

بہیجا تو پہرے والے نے کہا وہ سب تو کل ہی چلے گئے تھے۔ سنتے ہی نواب کے ہوش اوڑ گئے سخت افسوس کیا مصاحب سب خاموش۔ تہوڑی دیر مین ایک کارپرداز جو جاگیرسی اُسی روز آیا تہا اور مصاحب اور محرم راز بھی تہا اسکو کہا [صوبہ داریار تم جاکے مفصل خبر لاو] اپنا یابو کسوا کر وہ فوراً گیا وہان سے آکے کہا [خداوند وہان کا پہرے والا ایک پوربھیاّ [پوربیا] میرا پہچانت ہے۔ میرے سنگات اورنگ آباد تک گیا تہا وہ بولتا ہے کہ ہوا کہا نے صاحبزادیان لوگ گئے تہے۔ اُسکی صبح کو بڑی امّان ناراض ہوے اور پوتیان کو لیکر کہین کو چلے گئے۔ میرے کو معلوم نہین کہان گئے کہ۔

نواب کا رنگ فق ہوگیا۔ گاڑی تیار کراکے اور فتح گرکے

ہان سے گئے اور فرخ مرزا سے کہا کہ بہو رسے نواب کو لیکر
وہین آؤ -

آٹھوان برج

ہای اس عشق مین رونا بھی نہ آسان نکلا
جسکو ہم قطرہ سمجھتے تھے وہ طوفان نکلا

یا اللہ مین مجنون جلی اس دنیا مین پیدا کیون ہوئی تھی - اور پیدا ہوئی تھی تو پیدا ہوتے ہی مر کیون نہ گئی - ہائے اجل بھی نہین آتی - ایڑیان رگڑ رگڑ کر زندگی کے دن بسر کرنے سے تو آنکھین موند لینا ہی اچھا - نہین کھٹک سے آشوب چشم کے وقت بیزار ہو کر کسی پریشان حال نے خوب کہا تھا کہ اللہ آنکھہ پھوٹے پیر جاے

سچ ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ مین موت کی میزبانی کے لئے دل وجان سے تیار ہون جسطرح میرے دل کے کاشانے مین غم اور رنج ناخوانده مہمان بن بیٹھے ہین اسیطرح اگر موت آجائے تو اوسکی مین تہِ دل سے عزت کرون کہ وہ خوانده مہمان ہوگی مین نہین جانتی تھی کہ یہ روز بد خدا مجھے دکھاویگا۔

ہاے وہ تالاب کا جانا اور دو گھڑی ہنسی مذاق کرنا میری جان کا گاہک ہوگیا۔ اور وہ جان کا گاہک بھی تو نہین ہوا۔ اسے سب سے زیادہ رونا تو یہی ہے کہ جان کا گاہک بھی نہین۔ یہ ہوتا تو پھر رونا کیا تھا۔ تسلی ہے تو یہ کہ مین خوب جانتی ہون کہ دم جلد نکلے گا۔ کیونکہ مین خوگر راحت تھی جانتی ہی نہ تھی کہ بیقراری اور اشکباری کسے کہتے ہین۔ دیدہ گریان اور سینہ بریان کتابون مین

پڑہا کرتی تھی عشق کے صدمون کا حال فقط واسوختون کے ذریعہ سے سُنتی تھی۔

نہ تھی ہم بیشِ ازین آگاہ حالِ عشقبازی سے
نہ تہا معلوم دل آتا ہی پہلے یا قضا پہلے

مگراب تو پڑہا پڑہا یا اور سُنا سُنایا سب آگے آیا۔ واسوخت خود میرا دل بنا ہوا ہے۔ اشکِ خونی کلیجے کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کے ساتھ لاتے ہین۔ بیقراری کا پہاڑ ایک دم سے مجھپر پھٹ پڑا۔ سینہ بریان کا حال سوزش دل سے کوئی پوچھے معلوم ہوتا ہی بھٹیان سُلگی ہوئی ہین۔

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تہا
کہ جسکے عوض یون رُلایا مجھے

یا خدا مین کیا کرون زہر کھا لون پھانسی دیکے مرجاؤن کنوین مین کود پڑون تو مشکل چٹکیون مین آسان ہو جاے مگر اللہ کو حشر کے روز کیا منہ دکہاؤنگی۔

بتو نکے ہجر مین ہم جانِ زار کہو بیٹھے
عجب امانتِ پروردگار کہو بیٹھے

یہ جان خداے تعالی کی امانت ہی۔ جان آفرین کے حکم سے جان جاے تو انسان گویا جی جائے۔ از سرِ نو زندگی پائے اور زہر کہا کے مرجانا اور خودکشی کرنا مرنے کے بعد اللہ کا عتاب اپنے اوپر نازل کرنا ہے۔ خودکشی کرنے والی عورت کا حشر نیک بی بیون کے ساتھ نہو گا۔ بس اِسکے یہ معنی کہ موت سے بدتر زندگی کے دن بسر کرون اور دل ہی دل مین جلون ہا ے

ہین کیا کرون۔

ناظرین۔ یہ نالۂ دلخراش جس سے پتھر کا کلیجا بھی موم ہو جاے کیسا ہی سنگدل کیون نہو زار زار رونے لگے یہ نالہ کس کا ہے صاف ظاہر ہے کہ خورشید ہی بیچاری پر خدانخواستہ کوئی بڑی مصیبت پڑی ہے۔ خدانخواستہ کا لفظ بے اختیار زبان قلم سے نکل گیا۔ خدانخواستہ کیسا مصیبت سی مصیبت اس بیچاری پر پڑی ہے بس انتہاے مصیبت یہ ہے کہ قضا کو ڈھونڈھ رہی ہی اجل کو دعوت دے رہی ہے کہ میرے گھر مین آکے مہمان ہو۔ اور یہ اوپر کے دل سے نہین سچے دل سے۔ واقعی جو کوہ غم اسپر ٹوٹ پڑا تھا اور جو مصیبت کی بجلی اسکے خرمن صبر پر گر پڑی تھی اور اسکی کشت جمعیت پر جو ژالہ باری ہوئی تھی اوسکا کوئی

ساری خدائی مین متحمل نہین ہو سکتا تھا - کیسا ہی سخت جگر کیون نہوتا اس تیر ناگہانی سے چھد جاتا - اسکے مہمان کون تھے - دیدۂ غمناک گریبان چاک - نومیدی خانہ خراب - دلِ بیتاب -

اب بتائیے یہ قیامت کی حالت کبتک رہ سکتی ہے - ذرا سی چھوکری بھلا یہ بارِ غم کیونکر سہ سکتی ہی - بقول مخفی ؎

عمر شد صرفِ جنون نیست از محمل نشان
چند سرگردان درین وادی سُراغ دل کنم

یہ شہزادیان نواب زادیان بیگم زادیان رئیس زادیان امیر زادیان راحت کی خوگر بھلا رنج و حرمان کیا جانین اور جب یکایک دریای الم مین جہان وسن ہاتھی ڈباؤ ہو پڑ جائین اور رسوار یا بزنجیر ہوا و رہندے ہوا سے اُچھل رہے ہون اور تلاطم آب سے سفینے پر سفینے غرقاب

ہوتے ہین تو یہ خس کس قطار شمار مین ہے کشتی شکستہ۔ مانجھی اناڑی۔ باد مخالف کی گرمی بازار بخت برگشتہ کی سردمہری۔ ساحل دور۔ رات تیرہ دورونون کے دل اور بے ایمانون کی قبر کی طرح تاریک اور ہائل۔ اس مجدھار سے خدا ہی بچاے تو بچے ورنہ بیڑا پار ہونا خدا کا نام ہی۔

ناظرین آپ کو کیا معلوم ہے کہ خورشیدی بیگم پر کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے ذرا دل کو خوب مضبوط کر لیجئے۔

نالۂ بلبل شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

اب سری سے حال سنئے۔ اسٹیمر کی چہل پہل خورشیدی اور اوسکی ہمجولیونکی چہل بل خزانِ غم و الم کی شکست فوج بہار کی فتح اور

عمل - ابرعیش سے کشت مراد جل تھل - عقدۂ مالاینحل حل - خفتگان تالاب مین بوٹ اور ڈونگی کی روانی اور دہما چوکڑی کی ہلچل - پانی صافی گوشون کے دل کی طرح صاف اور نرمل - ہنسی خوشی گھر آئے راستے مین خورشید اور اوسکی ہمجولیون مین دو دو چونچین ہوتی جاتی تہین کسی کے فرشتے خان کو خبر بھی نہ تھی کہ اب کیا ہونیوالا ہو - گھر پہونچے تو پہاٹک بند - پہرے والا دروازہ نہین کھولتا - آدمی کنجیان نہین دیتے - یہانتک معلوم ہوگیا کہ بیگم صاحب نہایت ہی ناراض ہین بہت ہی خفا اور حکم دے دیا ہے کہ خبردار پہاٹک نہ کھولنا - اونکا جہان سینگ سمائے وہان جائین - میرے نزدیک وہ مرگئین اور اونکے نزدیک مین مرگئی یہ خبرین سنکر سب کی سب کانپ اوٹھین - ع -

	کالو تو لہو نہین بدن مین	

بید کی طرح تھرّانے لگین۔ اب جائین تو کہان جائین۔ رات کا وقت۔ بیگم کا غصّہ۔ شتر کینہ۔ حکم نادری۔ قضا چاہے ٹلجاے مگر اِن کا حکم نہ ٹلے۔ کیا مجال کہ کوئی آدمی اندر سے باہر تک عدول حکمی کرسکے۔

خورشیدی۔ اب کیا کرین بہن۔

زینت۔ بڑا غضب ہوگیا۔ اب یہ بات دور دور تک پہونچیگی یہ سب انکی بدمزاجی کا باعث ہے۔ تمکو جو کچھ بُرا بھلا کہنا تھا اندر چاردیواری مین بُلا کے کہو۔ موتی کی طرح آبرو تو نہ اوتارو۔ اندر سے باہر تک ذلیل کرڈالا کہ لڑکیان آئی ہین اور باہر بیوارثون کی طرح پڑی ہین۔ اِس مین اِنکی بڑی عزت

بڑھہا ئیگی - واہ -

پری - میرا تو کئی پل خون خشک ہو گیا آیا - افوہ ! کیا جانے کیا ہو گا - یا اللہ مین تو کہین کی نہ رہی - جو یہ آئی ٹل جاے تو رتجگا کرون - دل کانپ رہا ہے -

بہار - یہ بات کیا ہے - دیر ہو گئی اس سے خفا ہو گئین مگر ذری دیر ہونے مین اتنی خفگی - کچہ ٹھکانا ہے -

زینت - ایسا غصہ آتا ہے کہ جی چاہتا ہے اپنی بوٹیان نوچ لون اور تو کسی پر بس نہین ہے - اپنے اوپر تو ہے -

دولہن - بڑی بری ہوئی - مین بھی گیہون کے ساتہ گھن کی طرح پسونگی - پہر جو ہو -

زینت - تجکو کون پوچہے گا چہوکری - ساری مصیبت تو ہمپر

پڑے گی۔ تو تو چھوکری بنکر چھوٹ جائیگی۔

پری۔ اور نہین تو کیا۔ مُھرے پر تو ہم ہی ہونگے۔ انکو کون پوچھیگا یہ اور اولٹا آپا اور باجی کو دہروادیگی۔ اِن سے تو کوئی باز پرس کرہی نہین سکتا۔

زینت۔ مین جب سے یہی سوچ رہی ہون کہ اب کیا کرین۔

پری۔ کچھ کرتے دہرتے بن نہین پڑتی آپا۔

خورشیدی۔ آؤ سب کی سب مِل کے ایکا ایکی اندر بہٹ پڑین۔

دولہن۔ اور پہاٹک بندی جو ہے۔

خورشید۔ کسی کے پاس کُنجیوں کا گچھّا ہوتا تو ہاتھہ ڈال کر کہول لیتے۔

بھار - لونڈی کے پاس ہے -

یہ کہکر دلبہار پچہا لیکر گاڑی سے اوتری - پہاٹک ویسا نہ تہا کہ بند کرلیا توا دہر کا آدمی ادہر اور ادہر کا آدمی اُدہر نہ جاسکے بانس کا پہاٹک تہا - بڑا مضبوط -

بہار نے ہاتہہ ڈالکر کنجی لگائی - ایک بار فیل ہوئی - کُنجی جہوٹی تھی - پہر ناکام ہوئی - تیسری بار کہٹ سے قفل کُھل گیا - اور بہار نے خوش خوش کہا لیجئے سرکار فتح ہے - کوچوانون سائیسون سپاہیون کو ہٹا کر سب اُترین اور سپاہی کو دور سے چلا کر کہا پہرے والے ہٹ جانا سواریان آتی ہین - پہرے والا کانپ اوٹہا - کہا ای ہجور ہمارے آدہ سیر آٹے کی پہکر رہے ہے - ہمکو بگیم صاحب چہڑا دینگی - ہم تو مرے - بس اب بہار نے ڈانٹ کے کہا ہٹ مُنڈی کاٹے

سامنے سے دور رہو] یہ پوربیا آدمی جھلّا گیا۔ مگر قہر درویش برجان درویش اب بہار کی دانائی دیکھیے گا گاڑدن کو سکھایا کہ دروازہ دھم دہما اوسنے دروازہ پر ہاتھ مارا۔ اندر سے گاردن نے جو پہرے پر تھی کہا [کون] بہار نے گاردن کو سکھایا۔ کہدے منجھلی بیگم کی ڈیوڑہی سے حصّہ آیا ہے۔ اندر والی گاردن نے دروازہ کھول دیا اور یہ سب کی سب بھڑ بھڑا کے گھس گیئن۔ گاردن نے دانتوّن کے تلے اونگلے دبا کر کہا [یہ آپ نے کیا غضب کیا۔ اچھّا اب چُپکے سے اوپر چلی جائیے] خورشیدی بیگم نے گاردن کو اشارے سے چھت پر بُلایا۔

گاردن۔ سرکار کچھ نہ پوچھیئے۔ بڑی سرکار آج بڑے غصّے مین ہین کھانا بھی نہین کھایا۔ بہت روئین۔ گھڑی گھڑی ہم لوگون کو

باہر بیجتی تہین کہ دیکہو سواریان آئین۔کہٹ ہوا اور یہ چوکین۔گاڑی کی گہڑگہڑاہٹ کی آواز آئی اور سمجہین کہ آپ سب آگئین۔بارے آخر کو جہلا کر حکم دیدیا کہ پہاٹک ہرگز نہ کہولنا۔جہان سینگ سماے وہان جائین۔خبردار نہ کہولنا۔ہرگز نہ کہولنا ورنہ ایسی سزا دونگی کہ روتے نہ بنے گی۔یہ آپ چلی کیونکر آئین دروازہ کیونکر کہلا۔

زینت۔توخفا کاہیکو ہین۔قصور ہمارا کیا ہی۔

گارون۔کہین کی عورت آئی تھی۔اوس نے کیا جانے کانین کیا پہونک دیا۔بس اللہ دے اور بندہ لے۔آگ بہبوکا ہوگئین روئین پیٹین۔

خورشیدی۔اِس عورت کا پتا تو بتاو۔جلد بتاؤ۔

کاردن۔ گوری سی ہے۔ کچہ یون ہی سے چیچک کے داغ ہین اوہڑ ہے۔ لانبا قد ہی۔

خورشید۔ مین سمجہ گئی!!۔ اب مین کہین کی نہ رہی بس اب زندگی تلخ ہو گئی۔

راوی۔ خورشید نے گاردن سے اور باتین بھی کہود کہود کے پوچہین اور زینت النسا سے کہا بہن واوہیر چل گیا۔ سارا کہیل مٹیا میل ہو گیا۔ کہین کی نہ رہی۔

پری۔ اِس سے تو تالاب نہ گئی ہوتے تو اچھے رہتے۔

زینت۔ لے اب جو ہوا وہ ہوا اور جو ہونا ہو گا وہ ہو گا۔ بات پیش آنے کی جو ہو گی وہ پیش آئے گی مگر ہم ابھی سمجھے نہین کہ وہ عورت کون تھی جس مین جہنگی ڈال جما لو الگ کہڑی۔

خورشیدی بیگم نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یہ سب
آگ لگائی ہوئی نواب کے رقیب کی ہے جو مجھپر جان دیتا ہے
اور مین نواب کے مقابل مین اوسکو جوتی کی نوک پر مارتی ہون
یہ اسی کمبخت کی کارستانی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ڈیوڑہی کے
کسی آدمی کو اوس نے ملا لیا ہے اور روپیہ کے لالچ سے یہا لگا
کچا چٹہا جان کے کہدیا کرتا ہے۔ غضب ہو گیا۔ مین بے موت
مری۔ زینت۔ پری۔ دولہن۔ بہار۔ سب کو معلوم تہا کہ وہ کون
رئیس زادہ ہے جو خورشیدی پر مرتا ہے اور خورشیدی
اوسکے نام پر تین حرف بہیجتی ہے اور وہ نواب نوشہ کا جانی
دشمن ہے اوسی کے ہان سے یہ عورت آئی تھی۔ کیا جانے
کیا کیا کہہ گئی اور رویہ تو ہو ہی گئی تھی بڑہیا کا ماتہا ٹہنکا کہ وزرا ذرا سی

لڑکیان اور یہ دیدہ دلیل - یہ کوئی نئی بات نہ تھی - بڑی بوڑہی عورتین تو ایسی باتون پر لٹو کاہی چاہین - شریفون کی بہو بیٹیان ہندوستانکی لڑکیان بہلا میمون اور مسون اور برمہہ سماج لیڈیونکی طرح آزاد کب ہو سکتی ہین -

گاردن - دیکھیئے اللہ کو ایک دن مُنہ دکہانا ہے سرکار - آپ نے بڑی زیادتی کی اور ان ضعیفہ کو اس بُڑہاپے مین بڑا صدمہ پہونچایا -

خورشید - کیا جانے اِن لوگون کے کیسے خیالات ہین - یہ سب کو بدہی سمجھتی ہین ذرا ذرا سی بات پر اعتراض - اُٹھتے جوتی بیٹھتے لات واہ وا واہ یہہ بھی کوئی بات ہے کوئی پوچھے بُرائی کیا ہوئی - یا ہم تم جانتے ہین یا ہمارا اللہ -

پری۔ دو گھڑی ہنسنے کی تو قسم نہین کہلتے مگر اسمین بدی کیا ہو۔

زینت۔ ہوئی بُری۔ ہماری کسی کی خبر نہین۔

خورشید۔ یہان جو کبہی بدی بہولے سے پاس بہی بہٹکتی ہو۔ ہمارا دل تو صاف ہے۔ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-7

پری۔ بڑی سرکار بڑی شکّی ہین۔

گلاروں سرکار قصور معاف۔ آپکی جانب سے بہی بڑی زیادتی ہوئی۔

زینت۔ پہر وہی مرغے کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتی ہو۔ اپنے میان سے باتین کرنا کوئی گناہ ہے۔ پہر مین سامنے پری بیگم اور دولہن اور بہار۔

گاردن - اے توجب میاں ہون بھی -
زینت - میاں کے سر پر کیا دو سینگیں ہوتی ہین بیشک ہمارا
دل آئینہ ہے -
گاردن - سرکار اس بات مین حجت نہین چل سکتی - لے جس بھلے مانس
کی کمسن عورتین باقی رات کو باہر رہین گی اور تالاب کی سیر کرینگی
وہ بگڑ جائے گا اور ننگ ہو جائے گا - مگر مین جانتی ہوں بڑے
سرکار سے اس موئی عورت رانڈ نے کچھ بڑھکر لگائی ہے نہین
تو روتین نہین - لے اب خاصہ نکلوائیے -
خورشیدی - اور سبکو کھلوا دو - ہمکو بھوک نہین ہی -
پری - بھوک پیاس سب جاتی رہی - اب تو پھر کہانی کا وقت ہو -
گاردن - اے اللہ نکرے - واہ یہ کیا باتین منہ سے نکالتی ہو

فالِ بد کبھی نہ کہنا چاہیئے۔

زینت۔ سچ کہتے ہین پلیون تو خون خشک ہو گیا اب کہانا کون کھائے اور کہا یا کس سے جائے گا۔ تڑکے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ اُف چار آنکھین کیونکر ہونگی۔

پری۔ چار آنکھین کیون نہونگی۔ کیا مال مارا ہے یا چوری کی ہے۔

گاردن اپنے پہرے پر گئی اور بڑی ماما کو جگا کر کہا کھانا گرم کرکے چُپکے سے خاصہ صاحبزادیون کو کہلا دو۔ ماما خوش ہو گئی کہ خیر گو دیر مین آئین مگر آئین تو۔ جلدی سے اوٹھکر کہانا گرم کیا اور خاصہ اور دو چھوکریون کو دیگچیان اور خوان لیکر اوپر گئی۔ ہاتھ دُھلایا۔ زبردستی دسترخوان پر بٹھایا۔ بھلا کہانا اوسوقت کیا کہایا جاتا۔ توبہ توبہ وہان ہ

	ہین غم کہاتا ہون رد و رنج میر یجان کہاتی ہین	
	سخی ایسے ہی ہوتے ہین کہ کہاتی ہین کہلاتی ہین	

مگر بہزار خرابی نوش جان تو کیا۔ مچھلی پکّی تھی۔ پڑاسٹھے تھے۔ آلو کا سالن امباڑے کی بہاجی خشکا اور مرغ کا قورمہ۔ چٹنی۔ اچار۔ مربا جسمین سے جس قدر کہایا گیا تھوڑا بہت کہایا اور ہاتھ دہوکر گلوریان کہائین نیند کہان مگر جب رات بہیگی تو ذرا پلک لگی ع۔

	مثل سچ ہر کہ جہونکے نیند کے سولی پر آتی ہین	

بڑی سرکار نے خورشیدی کو بلایا اور خورشیدی سے ملین بھی نہین اور حکم دے دیا کہ یہ کارروائی ہونی چاہیئے۔ اسکے بعد زینت النسا کو حکم ہوا کہ تمس پر اپنی سسرال جائین بڑی بیگم اور دولہن بیگم کو بریک گاڑی مین رخصت کیا مگر سلام کا موقع ایک

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

ایک کو بھی نہ دیا۔

زینت النسا اور بڑی بیگم اور دولہن بیگم ادہر اُدہر خورشیدی اور دلبہار کو ڈہونڈہتی پہریں مگر ندارد۔

الغرض زینت النسا الگ گئیں۔ بڑی بیگم اور دولہن بیگم علیحدہ روانہ ہوئیں اور خورشیدی اور بہار ایک زنانی گاڑی پر علیحدہ بیٹھی گئیں۔ اور سب کا حال تو معلوم تہا کہ کون کہاں گئی مگر یہ ابہی تک ظاہر نہ ہوا کہ خورشیدی کا کیا حشر ہوا۔

اب سنئے کہ بڑی بیگم کو رتی رتی حال معلوم ہو گیا تہا۔ یہانتک کہ نواب نوشہ مخمور کی ڈونگی تک کا حال سنا مگر اسٹیمر پر اونکا آنا اور خورشیدی سے دو بدو گفتگو کرنا اور زینت النسا سے دوگانا ہنسنا بولنا اس کا علم نہ تہا نہیں تو یہ بدمزاج عورت زہر کی پڑیا ہی پلا دیتی۔ سڑکے

انکو معلوم ہوا کہ لڑکیان گہین سے گہسن بیٹہہ کے اندر آہی گیئن ۔
زینت النسا اوران دونون بہنون پری اور دولہن کو اوسنکے
اوسنکے ٹہکانے بہیدیا اور خورشیدی کو مع دلہارجوڑی گاڑی
مین سوار کرایا گہر کا ایک سوار اور ایک سپاہی ہمراہ کیا۔
اور ایک مشعلچی دو خواصون دو گاردلون اور ایک پہرے والے
کو ساتھہ کیا اور روانہ باشد ۔
خورشیدی سے ملین بھی نہین بہن بہن نہ مل سکین اور جدائی ہوگئی۔

	غنیمت جان لو مل بیٹہنے کو ؎ جدائی کی گہڑی سر پر کہڑی ہی	

ہاے کیا تفرقہ ہوگیا - ایک کو ایک کی خبر نہین - ایک دوسرے
کو ڈہونڈہ رہی ہے ۔

فرقتمین اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے
دل ہمکو ڈہونڈتا ہے ہم دل کو ڈہونڈہتے ہین

خورشیدی - مصیبت کی ماری ستم رسیدہ آفت زدہ صید محن بہار کو ساتہ لئے ہوے گاڑی پر چلی جارہی ہے - عابد کمپنی کی دوکان کے پاس پہونچی - بہار نے کہا عابد کی دوکان ہے -

آگے بڑہی کہا لال باغمین ہین - یہ رزیڈنسی ہے - یہ انگریزی تہانا ہے - راگہورام کا باغ - افضل گنج کا پل - مغل کا ہوٹل - دیوان کی ڈیوڑہی - مچھلی کمان - چارکمان - گلزار حوض - چارمنارا - مکہ مسجد - [مسجد] پنج محلہ - شادیخانہ کا دروازہ - شاہ جیارڑ د کا تکیہ شالی بنڈہ راجہ راے رایان کی ڈیوڑہی - نانک باؤ - ناگول جیتا - لال دروازہ [یہ کونسا گنج ہے] راجنا کی باوڑی - راجہ راے رایان کا باغ -

یہ سب وہ غمزدہ چُپ چاپ سُناکی جب بہار خاموش ہورہی اور خورشیدی نے جھلملی سے دیکھا تو میدان۔ اب اسکی وحشت کو اور بھی ترقی ہوئی اتبک تو سمجھتی تھی کہ شہر مین کہین جاتی ہون اتو جنگل مین آگئی۔ یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بے گُناہ قتل کیجاتی ہون۔ بہار یہ ہم چل کہان رہے ہین

بہار۔ کوچوان۔ تم ہمکو کہان لئے چلتے ہو۔

کوچمین۔ ہمکو تو کچھ بتایا بھی نہین۔ سواران کو معلوم ہے۔

تقصیر۔ جدہر وہ جاتے ہین ہم بھی جاتے ہین۔ سائیسان کو بھی نہین معلوم۔

بہار۔ یہ رستا کہان کا ہے۔

کوچمین۔ کیا ہے کہ۔ میرے کو نہین معلوم

خورشیدی۔ سوارون سے پوچھہ۔

کو چمپن - تقصیر وہ تہاپ دیتے ہین - تکو پوچہو وہ کہتے ہین -
خورشید - [ایک ٹھنڈی سانس بھرکر] الٰہی یہ خواب دیکھ رہی
ہون کہ سچ مچ جلا وطن کی گئی - ہائے کیا کرون - کو دپڑ دن
ڈوب مرون - کِس سے کہون - کِس سے نہ کہون - دل بُجھا جاتا ہی
اُف یا میرے اللہ یہ دن سا تو ین دشمن کو نہ دکھاتا - نہ گھربار - نہ
بہن نہ مان نہ شہر - اکیلی پٹ پٹ میدان مین چلی جاتی ہون - کہان
جاتی ہون کیون جاتی ہون کچہ خبر ہی نہین - کیسے بھرے پُرے
گھر کی رہنے والی اور کِس بے بسی سے سفر کرتی ہون - کبھی ایسا
اتفاق کا ہیکو ہوا تہا - یہ خیالات اسکے دل مین ایسے جا گزین
ہوے کہ بے اختیار رونا آیا - اور بہوٹ بہوٹ کر روئی - وہان
بجز دلبہار کے سمجہانے والا کون تہا - اور وہ خود کم سن اور

خود تو گرفتار مصیبت۔کون کسکو سمجھاے۔وہ بی بی کی پریشانی سے اور بھی پریشان حال تھی۔خود زار زار روتی تھی۔ہاے یہ گھڑی خدا دشمن کو بھی نہ دکھاے۔تھوڑی دیر کے بعد ایک گانون مین گاڑیان پہونچین اور ایک پتھر کے مکان مین پردہ ہوا اور خورشیدی مع دلبہار کے اُتری۔دیکھا تو دو دالان ہین دو کوٹھریان دو کویلو [کھپریل] اور چھت پر ایک بنگلہ۔معمولی فرش بچھا ہے۔ایک مالن ہی اور بس اِنکے ساتھہ کی گاردنین اور خواصین بھی آئین۔بی بی کا منہ ہاتھہ دُہلایا اور خاصہ چُنا گیا۔

خورشیدی [مین ابھی نہین کھاؤن گی] کہکر علحدہ کونے مین جاکر رونے لگین۔لوگو یہ میری سزا کس جرم مین ہوئی۔کونسا گناہ مین نے کیا کہ جسکے عوض یون زار زار رو رہی ہون۔یہ مکان مجھے

بہاڑ سے کہاتا ہے۔ مین اسمین جبتی کیونکر رہون گی جی لگنے کی کوئی صورت نہین۔ نہ بہن نہ بہائی نہ مان نہ چچا نہ کوئی رشتہ دار یہان ہے۔ ہون کہان۔ یہ بھی نہین جانتی۔ دیر تک اپنی حالت پر تاسف کہاتی رہی۔ بہار کا بھی بُرا حال تہا۔ یہ چہوکری ہنس مکھ ہنسوڑ۔ کہین گاردن سے چہیڑخانی۔ کہین خواصون سے دود د چونچین۔ کہین بی بی سے ہنسی۔ کہین اس سے مذاق کہین اُس سے مذاق اب اس کنج قفس مین جس سے رہائی کی امید نہ تھی گرفتار ہوگئی۔ جس کا نمک کہاتی تھی اوسکی آشفتہ حالی سے اور رنج بڑہتا تہا اپنے دردِ دل کا حال کُھل کے کہہ نہین سکتی تھی۔ بیگم کو سمجہائے تو کیا سمجہائے۔

آتے مین کہپریل پر ایک کوّا بولا۔ بس کوّے کا بولنا تہا کہ غضب ہو گیا۔

خورشیدی کو وہ دن یاد آیا جب کوّا مہتابی پر بولا تھا اور خورشیدی نے کہا تھا کہ کاگا کوئی اچھی خبر لا تو دودہ بہات کھلاؤن اور اسی وقت محبوب مطلوب کی خواص مژدہ لائی تھی اور کوّے کو دودہ بھات کھلایا گیا تھا۔ یہ یاد کر کے خورشیدی کا دل بھر آیا اور اشکون کے طوفان پر طوفان ایسے اُمنڈ اُمنڈ کر آئے تو پندرہ منٹ کامل تک اس بیچاری کو کوئی شئے نہین سوجھتی تھی

ہاے اس عشق مین رونا بھی آسان نکلا
جسکو ہم قطرہ سمجھتے تھے وہ طوفان نکلا

اشک کچھ تو وامن کی خبر لاتے تھے اور کچھ آنکھون ہی مین تہم گئے تھے۔ جس سے آنکھین کرڈی ہو گئین آخر کار ایک گاردن سے اوٹھکر آنکھین دہوئین منہ دہویا۔ تو لئے سے پوچھا اور بہار سے

تم ساتھہ کی رہنے والی ہو - اپنی مالکن کو تسلی دو سمجھاؤ - بہار نے

کچہ جواب نہ دیا - اور دل ہی دل مین کہا کہ اری نادان سمجھاون

کیا اور کس کو سمجھاؤن - سمجھانے کی کوئی بات بھی جب ہو - ہاے

مجکو تو کوئی سمجھاوے تب تو مین انکو سمجھاؤن - انپر غم کا آسمان ٹوٹ پڑا

اور مین سمجھانے جاؤن -

گاردن نے کہا سرکار ذرا دل کو ڈہارس دین - اللہ سب کا مالک

ہے غم کے بعد خوشی ضرور ہے - کوئی بری گھڑی آئی تھی کہ یہ دن

دیکھا - آپ نازونکی پلی ہوئی یہ مصیبت کیا سہ سکین ابھی کھیلنے کودنے

ہنسنے بولنے کے دن ہین ہاے وہ سب تو الگ رہا - آٹھہ آٹھہ آنسو

رو رہی ہو اور رونا بھی تو نہین آتا اللہ کو یاد کرو -

خورشید می نے جواب نہ دیا اور زبان حال سے اوسکے

دل نے کہا اب تو بندی اللہ کی بھی قایل نہین رہی - مجھ بے گناہ پر یہہ قہر - مین پوری قیدی ہو رہی ہون - ہاے یہی میری قسمت مین بدا تھا - اتنا تو عمر بھر ہنسی بھی نہ تھی جتنا آج سویرے سے رو چکی ہون - مین ہون کہان اور جرم کیا ہے خطا کونسی سرزد ہوئی - اور عتاب بھی کیسا کہ دس بارہ آدمیون کو اگر کوئی قتل کرڈالے تو بھی یہ سزا نہ دیجائے - اتنے مین کوئی گاتا ہوا نکلا - آمورا دن دن بڑہت سہاگ سیّان نہین آے رے اتنے مین خورشید نے ایک دوہتڑ مارا اور چیخ کر گر پڑی خواصون نے پنکھا جہلا - کہیت سے ایک پتلا سا کہیرا لائین اوسکو تراش کر سنگھایا وہان جنگل میدان بیابان مین یہی خواصین اور گاردنین اور مالنین اس مصیبت زدہ مریضہ کی حکیم اور دید اور ڈاکٹر تہین -

تہوڑی دیر مین اوٹہین۔ منہ ہاتہہ دہویا۔ سب نے اصرار کیا کہ اب کچہہ تہوڑا کہا لیجیئے مگر کہانے کے نام سے انکو نفرت تھی۔ کہاے کون۔ بہوک کہان یا تو انسان غم کہاے یا کہانا کھاے۔ دو دو چیزین نہین کہاسکتا۔ غم کہاتے کہاتے پیٹ بہر گیا۔ اب کہانے کی گنجایش کہان۔

شام ہوتے ہی دلبہار کو باہر سے آواز آئی [دلبہار تم یہان آؤ۔] دلبہار کا باہر جانا تہا کہ دروازہ کسی نے باہر سے بند کر دیا اور باہر ہی سے قفل پڑ گیا اور دلبہار کے رو رو کر کہنے کی آواز آئی کہ [ارے لوگو یہ کیا ظلم ہے مجھے نکال دیا۔ ایک مین بات کرنیوالی تھی۔ تو پہر اونکو مار ہی کیون نہ ڈالو] پہر آواز نہ آئی۔ ہاے اب بتلائے اِس نوخیز بیگم کا کیا حال ہوا ہوگا کہ اپنا نہ پرایا۔ خویش نہ بیگانہ

ایک بہار درد دُکھہ کی بات سُننے والی وہ بھی جُدا کرلی گئی ۔

جو نوحہ نظم مین ہمنے عنوانین لکھا تہا وہ اسی جیلخانہ اسی حوالات اسی زندان سے خورشیدی کا ترجمان دل تہا ۔

ہاے اس عشق مین رونا بھی نہ آسان نکلا
جسکو ہم قطرہ سمجہتے تھے وہ طوفان نکلا

نواں برج

	الفت کا یہ مزا ہی کہ ہون وہ بھی بیقرار دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی	

نواب نوشہ مجبور از جانان مطلوبہ معشوقہ محبوبہ جور دور از قصور دل خود ز مہجوری بے نظیر وحشت اثر سنکر کہ اونکی پیاری اونکی جان کا کمین تباہین از بس بیتاب و بیقرار پریشان وحیران تھے۔ آنکہین خونچکان۔ دل مثل ماہی بے آب تپان۔

بلبون اُچہلتا ہوا گریان ونالان شیودت گرا ور فتح گرکشائین کے گہر پہونچے۔ ان دونون کو کیا معلوم تہا کہ کیا گل کہلا ہے شیودت گر نے معمول کے موافق زور سے کہا ع۔ بیا برادر آ ورے بہائی اور نواب سے لپٹ گئے۔ نواب اوس تپاک کے ساتہ نہین ملے جس تپاک کے ساتہ ملتے تھے۔ شیودت نے کہا کہو بھی سب ٹہیک ٹہاک ہے دونون فرش پر بیٹھے۔ آب شیودت گر نے جو اُنکی طرف دیکہا تو ع۔

	کچہہ اور ہی گل کہلا ہوا ہی	

نہ وہ رنگ روپ نہ وہ مسکراہٹ چہرہ اُداس مصاحبون مین مسخرہ اور منسارام وکیل ساتہ۔ مگر دونون مغموم اور مثل نواب کے رنجیدہ وملول۔

شیو وت۔ یہ کیا ماجرا ہے بھئی۔ ابھی سویرے دوپہر تک تو فضل آلہی شامل حال تھا یہ دفعتہً خدانخواستہ کایا پلٹ کیا ہو گئی خدا خیر کرے۔

راوی۔ شیو وت گر کچھ کہنے ہی کو تھے کہ نواب کی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی بلکہ آنسوؤں تار بندہ گیا۔

شیو وت گر۔ ارے! یا پرمیشر ہر بلا سے بچانا۔ کوئی ہے پانی اور تولیا لاؤ۔ جلدی لاو۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ اجی منسارام۔ جی یہ کیا بات کیا ہی۔

منسا۔ ارے یار کیا بتائین بھائی نئی بات سنی ہی۔

مسخرہ۔ ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ ہوا کیا۔

منسا۔ ہمارا تو سنتے ہی ماتہا ٹھنکا۔

شیووت ۔ (منسا رام کے پاس بیٹھ کر) کیا بات کیا ہی جی ۔
منسا ۔ ارے بھئی بیگم صاحب اپنی لڑکی اور اونکی بہنون کو لیکر
کہین چلدین ۔ تالاب کا سب حال معلوم ہوتا ہے کہین سے
اونھون نے سُن لیا ۔ ڈیوڑھی بھر مین کو ئی تک نہین بولتا ۔ چو
طرفہ پوربیون کے پہرے ہین ۔ سبکو لیکر خدا جانے کہان
چلدین ۔

شیووت ۔ بُری ہوئی ۔ پھر ۔
منسا ۔ اِن کی کیفیت مین بیان نہین کر سکتا ۔ جیسے مردہ قبر سے
نکل آیا ۔ رنگ زرد ۔ اور آنسو جاری ۔

شیووت ۔ اب کیا کیا جاے بھائی ۔ پرمیشر کو جو اِنکی جان
یون ہی لینی ہے تو اوس کا دُسرا کوئی نہین ۔ ارے کوئی ہے

فتح گر کو بلاؤ۔

فتح گر آے۔ نواب کی طرف دیکھکر کہا آؤ بہئی چڈ اگلنیرو۔ اخّاہ منسارام جی بھی ہین ع

آج کیا آپنے جاتی ہوئی دینا دیکھی

یہ مسخر الدولہ بھی ساتھ ہین۔

مسخرہ۔ جی ہان۔ آداب عرض کرتا ہون۔

فتح۔[متحیر ہوکر] یہ نواب آج کچہ اُداس سے معلوم ہوتے ہین

مسخرا۔ ہان ہین۔

فتح۔ کچہ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔ پرمیشر خیر کرے کیا بات بہائی۔

شیودت۔ ارے بھئی جوڑ توڑ کے آدمی ہو۔ کچہ جوڑ لگاؤ

کل ہم لوگ کیسے خوش تھے -

فتح - پر پیشتر نے چاہا تو تمام عمر ہنسی خوشی ہی مین گذرے گی مگر اب رہا نہین جاتا - اِس اُداسی کا سبب تو بتاؤ میرے کو خلجان ہوتا ہے -

شیوو ت - ارے بھئی تین پہر تک سب کمیر کسل تھا - چار پانچ بجے تک ہم سو یا کئے رات بھر جاگے تھے جب بیدار ہوئے تو خواص کو وہان بھیجا کہ جا کے خبر لاؤ - اس نے آکے کہا وہان کوئی نہین ہے بیگم اپنی لڑکی کو لیکر کہین چلی گئین - وہان اب چوکی پہرا ہے - اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیگم بدظن ہو گئین اور خورشید آرا ہماری مصیبت مین ہین -

فتح - یہ تو بڑی ہوئی بھائی -

منسا۔ یار جب تمکو عیار سمجہین جب اتنا پتا لگا دو کہ کب گیئن۔ کہان گیئن۔ کون کون گیا۔ اور جو جو ہوا ہو سب کچا چہٹا لاؤ۔

فتح۔ ابھی ابھی۔ نواب بہائی غم سے کئے کچہ نہو گا۔ تدبیر مقدم ہے راجہ گاڑی تیار کراؤ جی۔ ابھی جاتا ہون۔

شیودت۔ اللہ کرے فتح تمہارے ہاتہ ہو۔

مسخرا۔ آمین۔ اللہ مالک ہی۔

شیودت۔ ارے گاڑی جلد لاؤ۔

سائیس۔ ابھی حاجر ہوتی ہی۔

نواب۔ اتنا معلوم ہو جاسے راجہ کہ وہ ہین کہان۔

فتح۔ ابی تم دیکھتے جاؤ بہائی کہ تمہارا اشکست گرکس پہونچ کا آدمی ہے۔

مسخرہ۔ آسمان پر تھگلی لگانے والا چڑیا کا دودہ لانیوالا۔

فتح۔ تو اپنے مسخرے پن سے باز نہین آیا۔ تو چڑیا کا تیرا باپ چڑیا کا۔

مسخرا۔ ارے بہائی چڑیا کا دودہ کہا۔ تمکو چڑیا کا نہین بنایا۔

نواب۔ (مسکراکر) اجی وہ تم دونون چڑیا کے سہی۔ ہمارا کام نکلے تو جانین۔

فتح۔ ارے بغل مین لاکے اگر بٹھانہ دون تو سہی۔

ہی کور کے جو نہین رکھتے ہین نظر ہم
اُڑتی ہوئی چڑیا کو بھی گن لیتے ہین پر ہم

مسخرا۔ اب تو چڑیا کے ہوسے۔

نواب اور فتح گرا اور شیودت گرا اور مسخرے صاحب اور

منشا رام ہنس دئے۔

نواب۔ روتے کو ہنساتا ہے ظالم۔

مسخرا۔ اجی روئین تمہارے دشمن۔

فتح گر [جے گرو] کہکر چلے۔ بروہم پر سوار ہوئے۔ عزلی جوڑی جتی ہوئی۔ منزل مقصود پر پہونچے۔ سائیس نے بہرے والے کو بُلایا گسائین جی اُترے۔ بہرے والے سے باتین کرتے کرتے کہا۔ ارے یار تم تو ہماری طرف کے معلوم ہوتے ہو۔ اُسنے کہا ہان۔ مہنت جی تمہاری طرف کے تو ہین ہی۔ پوچہا کہان رہتے ہو۔ کہا اُناؤ چلا۔ [ضلع اوناؤ] فتح گرنے کہا۔ واہ واہ تو تو تم ہمارے پروسی ہو۔ ہمارے باپ دادا بھی رنجیت پورے مین رہتے تھے۔

پوربیا۔ (سنتری) ہمارا جانا ہے گروجی۔ آپ کے دادا کی چہتری رنجیت پور سے دو کوس پر ہی۔

فتح۔ ارے یار بیگم صاحب کے مختار سے ملنا تہا تم کہتے ہو یہان کوئی نہین ہی۔

پوربیا۔ ہنت جی وہ جون بڑہیا ہین بیگم تون اون کو کچہ سک ہو گوا اپنی لڑکی سے۔ تو اونکا ے گیئن سُنت ہے کو نو گاوین مان لے گیئن ہین۔ پہلے چہوٹی بیگم کا گاڑی پر بہیج دہن۔ پہر اور بیگمن کا بیٹہے دہن۔ باچہو سے آپ گیئن۔ کونے گاون مان ہین یو ہمکا نا ہین معلوم۔

فتح۔ تمہارا نام کیا ہے یار۔

پوربیا۔ رام اوتار۔ ہمارا ایک بہائی ہے گروجی۔ بیکار بیٹہا ہی۔

آپ ہمرے دیس کے ہین۔کہین آدہ سیر آٹے کا بند وبس [بندوبست] کرو مہنت جی۔

فتح۔ ڈیوڑہی پر بیٹھے ہو۔ تم تو قنوجیے برہمن ہو نا۔

پوربیا۔ ہان سرکار۔

فتح۔ ارے یار بیگم صاحب کا پتا لگاؤ۔

پوربیا۔ اچھا گرو سام کو گلام سب کا پتا لیکے ہاجر ہوگا۔

فتح۔ اپنے بہائی کو لیتے آؤ۔ اور رسوئین بھی وہین جیمو۔ ماس مچھلی کہاتے ہو کہ نہین۔ قنوجیے تو کہاتے ہین۔

پوربیا۔ [سلام کرکے] اچہا گرو جی۔ ہان ماس مچھلی کھاتے ہین۔

آتنے مین ایک ڈھیٹ سائیس کسی کام کو جاتا تہا۔ پوربئے نے پکارا۔ گنڈوا او گنڈو۔ یہان آؤ۔ ارے آج سویرے چہوٹی بیگم کی سواری

کہان گئی تھی ۔گنڈ و نے تلنگی مین کہا۔ گاؤن گئین ۔وہین رہین گی
کوئی دو مہینے تک ۔گاؤن کا نام میسر آباد ہے ۔بس میسر اباد
سے گولی بھر کے ٹپنے پر ہے ۔میسر اباد مین تو آبادی ہے ۔
جہان ہم پہنچ رہین گے وہان بس دو مکان ہین ایک بڑا سا باغ
ایک پکا تالاب ۔ایک بنیے کی دوکان۔
بس فتح گر نے نوٹ لکھ لیا اور پوربیے سے کہا بھیا رام اوتار
تم ہمسے ضرور ملو اور اپنے بھائی کو لیتے آؤ ۔
یہان سے گستائین فتح گر صاحب خوش خوش ہشاش بشاش
چلے ۔راستے مین ایک سوداگر کی شاپ مین اُترے اور
فوراً برانڈی کھلوائی اور علحدہ کونے مین جا کر خدمتگار سے
اپنا گلاس مانگا اور سوڈا اور برف ملا کر نوش جان ۔یہ دوکان

کے گلاس مین نہین پیتے تھے۔ اپنا چاندی کا گلاس ساتھہ رکھتے
تھے دام بارگی سے تھے۔ گوشت ماس قلیہ سالن۔ کھلے بند ون کھاتی
تھے۔ ولایتی شراب چوری سے۔ دل ہی دل مین سوچتے تھے کہ مارا
چارون شانے جیت سیدہا ڈیوڑہی جا کر کل تڑکے توپ دغ
مشیر آباد پہوچون گا۔ اب نواب ہمین شکست گر نہ کہین گے فتح کا
جہنڈا ہمارے ہاتہہ ہے۔ آدہی بوتل برانڈی پیکر گہر کی جانب
رخ کیا۔

اب یہان کا حال سنئے کہ شیودت گر اور نواب کیا کر رہے تھے۔
فتح گر کے روانہ ہونے کے دس بارہ منٹ بعد بہورے نواب کو
لیکر فرخ مرزا آئے۔

شیودت نے پوچہا [حال سنا] کہا ہان بہائی مرزا صاحب کی

زبانی سُنا۔ وہی معاملہ ہے کوئی گر ویل گئے۔ رنگت پھیکی کر دی مگر اب پتا لگانا چاہئے۔ لڑکی تو وہ بالغ ہے۔ اب یہ موقع ہے کہ اوسکو جس طرح ہو بہگا لائے ورنہ یہ ظاہر ہے کہ اوس غریب کی زندگی تلخ ہو جاوے گی۔

نواب نوشہ صدمے اوٹھا مین بلا سے۔ مرد ہین۔ مگر وہ پری پیکر عیش کے سوا رنج کی صورت نہ دیکھے۔

شیودت فتح گربڑا اوٹھا گئے ہین۔

بھورے۔ بس بس فتح لکھتا ہے۔ وہ بڑا اُلو ہی بڑا کائیان آدمی ہے بہی وہ فیل ہو گا۔ اودہر آسمان اور ادہر پاتال تک کی خبر وہ لانیوالا ہے۔ اس مین ذرا بھی فرق نہین ہو گا اب مین خوش ہو گیا۔ کیا فتح گر کہہ گیا ہی کہ پتا لگا ہی لاے گا۔

منسا۔ ہان وہ تو بڑے دعوے سے گئے ہین۔

بھورے۔ فتح ہے۔ بھئی ہمارا تو دل گواہی دیتا ہی۔

مسخرہ۔ انشاء اللہ۔

فرخ۔ آتے ہی ہونگے۔

مسخرہ۔ اللہ کرے خوشخبری لیکر آئین۔

فرخ۔ آمین۔

بھورے۔ آمین۔

شیودت۔ بھئی وہ تو کچھ کرہی کے آئیگا۔ خالی آئے تو ناک ناک بدتے ہین۔

مسخرہ۔ افسوس مین نکٹا ہوا۔ نہین تو ناک ناک بدلیتا۔

اسپر بڑا قہقہہ پڑا۔ شیودت گرنے کہا افسوس کا ہے کا ہے

آج حجام کو بلا کر ناک کٹوا ڈال -

مسخرہ - آپکی ناک کٹوا ڈالون ؟ ایسی کیا بہادری ہوئی ہی -

اتنے مین منت فتح گر صاحب نشارے مین وہت گاڑی پر تشریف

لاے اور گاڑی سے اُترتے ہی یہ شعر پڑہا -

ہی کور کہے جو نہین رکہتے ہین نظر ہم
اُڑتی ہوئی چڑیا کی بھی گن لیتے ہین پر ہم

مسخرہ - آگئے آگئے - چڑیا والے آگئے - مگر خوش خوش

آتے ہین -

نواب - ہان بشاش ہین -

بہورے - کچہہ ٹوہ لگا کے آتا ہے - ضرور فتح ہی -

مرزا - خوش بھی ہین اور چڑہی بھی ہی -

منسا۔ اب آتے ہو یا نخرے بگھارتے ہو۔

فتح۔ [کوٹھے پر آکر]

ہی کور کسے جو نہین رکھتے ہین نظر ہم
اُڑتی ہوئی چڑیا کے بھی گن لیتے ہین پر ہم

وہ مارا۔ سب حال آئینہ۔ جنیو کی قسم۔ پرمیشر گواہ ہے۔ سے بھائی نواب اب ہمکو شکست گر نہ کہنا۔ ہم فتح گر فتح گر ہین۔ ہم فتح گر ہمارا باپ فتح گر۔ رتّی رتّی حال معلوم ہی۔

نواب۔ وہ ہین کہان؟

فتح۔ [جام لیکر] مشیر آباد۔

بھورسے۔ واللہ! پاس ہی ہین۔ وہان تو میرا ابھی ایک مقطع ہے۔

نواب - بھئی یہ تو خوب خبر لائے شکست گر -

فتح - بھائی صاحب بات یہ ہوئی کہ پہلے تو بیگم صاحب نے حکم دیا کہ لڑکیاں اندر نہ آنے پائین - مگر وہ پرکیخی کر کے چلی گیئن بیگم سو رہی تھین - صبحکو اُٹھتے ہی پہلے خورشیدی بیگم کو روانہ کیا کسی کو کانون کان خبر بھی نہین -

شیودت - خورشیدی کا سلام قبول ہوا -

فتح - نہین بھائی - بس گاڑی پر سوار کرایا - اور روانہ کیا -

بھورے - کہان -

فتح - اب سُنتے جائیے [ایک جام اور پیکر] اسکے بعد وہ جو اور آئی تھین - خلیری بہن یا ماسی کی لڑکیان -

بھورے - خالازاد کہو صاحب -

فتح - پہر وہی بیچ مین کود پڑے - بڑے زباندان کے وہ بنے ہین - خیر - چچازاد بہن اونکو بیگم صاحب نے اونکے ٹہکانے بہیجدیا اور پہر خود سوار ہوکر مشیر اباد گئین - جہان خورشید ی بیگم بھی ہین اب تو رات ہوئی صبحکو بندہ درگاہ مشیر آباد جاتے ہین -

نواب - شکست گر بہئی خدا تیری دلی مراد پوری کرے -

فتح - نواب - میری دلی مراد پرمیشر جانتا ہے وہ یہ کہ تو نواب اسمین کامیاب ہوا اور مین تو بہگوت کی قسم اپنی جان لڑا دونگا -

شیودت - بہئی بڑا کام کیا -

نواب - بہلا اسوقت مین اپنا سانڈنی سوار بہیجدون کہ مشیرا باد سے خبر لاسے -

مرزا - نواب صاحب - سرکار علیل کی عقل علیل - سرکار اس بارہ مین

دخل نہ دین ہم سب کی راے پر چھوڑ دین۔

راوی۔ مرزا سے مراد فرخ مرزا سے ہے۔کہین پر انکو مرزا لکھا ہے اور کہین فرخ۔

فتح گرنے کہا نواب صاحب جلد بازی نکرو۔دیکھو تو مین کیا کیا بند وبست کرتا ہون۔جان لڑا دون گا۔آپنے شتر سوار بھیجا تو اس سے کیا ہوگا۔اب اتنی جلد بازی نہ کیجئے بندہ نواز۔

بس بدنامی۔شہر مین اونٹ بدنام آپ اس غلام کی راے پر چھوڑ دین۔شیودت گر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔بھائی۔ابھی تک تمنے نواب کے خاصے کا بند وبست نہین کیا۔

نواب۔ارے یار خاصہ گیا ایسی تیسی مین۔

فتح۔پاگل ہو تم۔کیا کھانا چھوڑ دو گے۔

نواب۔ نہین بہائی کوئی کہانا چہوڑتا ہے مگر جب دل خوش ہوتا ہے تو سب سوجہتی ہی ورنہ کچہہ بہی نہین سوجہتا۔

شیودت۔ ارے میان ہم لاکہہ عمدہ پکائین اِن مسلمانونکو اچہا نہ معلوم ہوگا۔ ہمارے ایک دوست کے ہان منجملہ اور طائفون کے ایک مسلمان طائفہ بہی تہا۔ اِس طائفہ نے رسوئی سے کہانا نہین لیا۔ دام لئے اور کہانا الگ پکوایا۔ اور کہا سالنان اِنکے ہان اچہے نہین پکتے تقصیر۔

فتح۔ اسمعیل صاحب کو بلاؤ۔

اسمعیل۔ حاضر۔

فتح۔ اسمعیل صاحب بہئی دس حاجیون کے لئے بریانی مرغ پلاؤ متنجن۔ براسٹہے۔ تلی ارویان۔ امباڑے کی بہاجی کا

سالن اور املی کا کھٹایہ دو گھنٹے مین تیار کرو۔

اسمعیل۔ جو حکم ہو تقصیر۔ اور ایک معروضہ سے چاء لون کا کٹ بھی ہو۔

مسخرہ۔ ضرور ہو۔

اسمعیل۔ بہت اچھا۔ دو گھنٹے مین لیجئے۔ مگر سینہ ہی بھی ہونا اور منجل ہونا۔

فتح [پھر جام لیکر]

	مال و زر میرے کونکو ہونا تیری در کی گدائی بس تقصیر	

دس بجے نواب صاحب کو زبردستی کھلایا گیا۔ کھانے کی بڑی تعریف کی۔

بھورے۔ بھئی واہ رے گسائین بے مثل مسلمانی کھانا کھلایا ہے۔

فتح۔ نواب بھورے صاحب ہم سادہون کو کیا سواد۔

مسخرہ۔ مرغ خوب پکّا ہے۔

منسا۔ زیادہ نہ کھا جانا۔ آجکل ہوا خراب ہی۔

مسخرہ۔ اجی اب یہ کھانا تو نہین چھوڑا جاتا۔ چاہے بدہضمی ہو اور چاہے ہیضہ ہو۔

شیو دت۔ یہ سچ مگر۔

نہ چندان بخور کز دہانت بر آید
نہ چندان کہ از ضعف جانت بر آید

شیو دت گرنے منسارام وکیل اور دو ایک اور سندو نکے

ساتہہ کہانا کہایا اور نواب مخمور نے شبکو یہین استراحت فرمائی -

صبحکو چار بجے فتح گر صاحب تشریف لے گئے کسی کو کانون کان خبر بہی نہوئی -

نواب نوشہ مخمور کا ایک سپاہی ساتہہ گیا تہا - وہان سے گیارہ بجے واپس آئے اور کہا بہائی صاحب ہمتو موقع پر پہونچ گئے تھے اور ڈہونڈہ نکالا تہا مگر ہمارے جانے کے تین گہنٹے قبل تارونکی چہانون مین بڑی بیگم صاحب اپنی صاحبزادیکو لیکر کہین اور چلدین - اونسے کسی نے کہدیا کہ ایک گشتائین کو معلوم ہوگیا ہے کہ خورشیدی بیگم کہان ہین -

نواب - غضب ہوگیا -

بہور سے۔ پہر پتا لگایا جاے گا؟

فتح۔ اجی کل۔کل آپ دیکہیئے گا۔

نواب۔ اب انتہا سے زیادہ پریشان ہوے کہ ٹہکانا ملِا بھی اور پہر وہان سے غائب۔ اِسقدر رنج اُنکو عمر بہر نہین ہوا تہا جتنا اب ہوا۔

دسوان برج

رنگیلے شاہ

جاڑے کی رُت۔ دوپہر کا وقت۔ ابھی ابھی گھڑیالی گھڑیال پر موگریان ٹھوک کر بارہ کا گجر بجا چکا ہے۔ خوشنما خوش نوا خوش آواز۔ خوش لہجہ خوش رنگ طیور درختون کی شاخون پر اپنی اپنی پیاری بولیان بول رہے ہین کسی ہری ٹہنی پر مرغ زرین پروبال تولتے جھول رہے ہین کسی اونچے سر بفلک کشیدہ

درخت سے مینا اپنی صدائے دلربا سے لبھاتی ہے ع۔

می فشاند فاختہ دستک زنان بال و پرے

کہین قمری ناشاد سرو آزاد پر چہچہہ زن ہے۔ کہین عرعر بالیدہ پر صلصل شوریدہ سر حق سرہ کی دہوم مچا رہی ہے کسی شاخ گل پر بلبل مست ہو ہو کر چہک رہے ہین۔ اور فاختونکی جانب مخاطب ہو کر زبانِ حال سے یون زبان طعن دراز کرتے ہین ؎

بلبلِ شیراز کے آگے نہ ٹرّا فاختہ
صاف کرلے پہلے اپنا روزمرّا فاختہ

الغرض ہر شاخ اور ہر درخت سے نغمہاے دلکش اور ترانہاے خوش کی صدا بلند۔ پالو جانورون مین کا کاکوا ؎

گریۂ مسکین اگر پر داشتے
تخم کنجشنک از جہان برداشتے

کو دیکھکر کفن پہاڑ کر اس زور سے چیخ اوٹھا کہ بلّی کو بھی سر پہ پانون رکھکر بہاگتے ہی بن پڑی۔ چنڈول اپنے پنجرے سے جو بولی سُنتا ہی اوسکا چہرہ اُتار تا ہے ایک نہایت سجے سجائے بنگلے سے آواز آرہی ہے ؎

بہ گلشن عندلیبان راسحرگہ در فغان آرد
دلِ غمدیدہ ام ہر گہہ کہ ہمراہِ سخن گردد

جو سُنتا سمجھ جاتا کہ کسی مُصیبت زدہ ستم رسیدہ خاتون بلقیس مرتبت شانزدہ ہفت وہ سالہ کی آواز ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک خس پوش خوشنما بنگلہ بنا تہا۔ دیوارین آسمانی

شیشے کی جوڑیان وہالی۔ بیل بوٹے زعفرانی۔ چہت گیریان اندر کے کمرون مین گلابی۔ باہر آبی۔ سامنے خانہ باغ۔ خضارت کا چشم وچراغ۔ اِس باغ کی ایک گھنی ٹٹی مین ایک نواڑ کی پلنگڑی بچھی ہوئی تھی۔ اوسپر ایک قیمتی سوزنی اوسپر سفید چادر۔ شفاف جیسے بگلے کا پر۔ ایک پری دُخت جادو جمال زہرہ تمثال نکیلی سجیلی البیلی چھیل چھبیلی سے

چلتی تو زمین مین سر و گڑتے
باتو نمین مُنہ سے پہول جھڑتے

نازوادا کے ساتھ لیٹی ہوئی۔

لیٹے تھے جو بال کروٹو نمین
بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

ایک نئی خواص سکینہ خانم - ایک ماما مراد بی - ایک چھوکری ڈھیڑنی تین بجے کے وقت خاصہ چنا گیا اسکے ایک روز قبل یہ بیچاری بن بگہاری دال - جواری کی روٹی - موٹا چاول اور امباڑے کی بہاجی کھا چکی تھی جو اِسکے ہان کی لونڈیان بھی نہین کہاتی تہین - مگر قہر درویش برجان درویش آج مُرغ کا قورمہ اور پراٹھے اور جگر قیمے مین پکا ہوا ملا - ہزار غنیمت سمجھکر کہانا کہایا - اللہ کا شکر ادا کیا اور پہر وہی شعر پڑہا ؎

به گلشن عندلیبان را سحر گه در فغان آرد
دلِ غمدیده ام هر گه که همراه سخن گردد

خواص - بی بی اگر برا نہ مانئے تو مین اتنا پوچھون کہ

آپ کون ہین -

بی بی -[آہ سرد بھر کر]

کیستم دل شکستۂ غمزدۂ -

آنکھونمین آنسو بھر آئے -

ماما - کیا جانے اپنر کیا ایسی بپتا ہے -

خواص - ہے ہے ان کی مان باپ کیسی سنگدل ہین -

ماما - بپتا پوری بپتا اسیکا نام ہے -

خواص - اللہ کو کچھ اسی مین اچھا کرنا ہوگا - سائین کے سو کھیل -

ماما - بیگم صاحب اپنے اللہ کو یاد کیجئے -

خواص - وہی بیڑا پار کرنیوالا ہے -

بی بی - اری بہن مین تو اب اللہ کو بھی بھول گئی - ہائی بیگناہ قتل کیجاتی ہون -

خواص - حضور آخر حال تو بتایئے -

ماما - یہ بات کیا ہے -

بی بی - میری قسمت کا پھیر ہے بات وات کچھ بھی نہین ہی -

خواص - سرکار یہ رنگیلے شاہ جو آج آئے تھے بڑے صاحب کمال بڑی رسیدہ فقیر ہین -

بی بی - معلوم تو ہوتے ہین مجھے حکم تو دے گئے ہین کہ تو یہ شعر ورد زبان رکھ - وہی شعر بس ورد زبان ہی ؎

	بہ گلشن عندلیبان را سحر گہ در فغان آرد	
	دل غمدیدہ ام ہر گہہ کہ ہمراہِ سخن گردد	

آب سنئے کہ فتح گڑھ کے جانے اور پوربیے سپاہی ملنے کا سب حال بڑی بیگم کو معلوم ہو گیا گو انہوں نے کوچبیوں کو تاکید کر دی تھی کہ سیدھے راستے سے نہ جانا ذرا پھیر کر کے جانا مگر ؎

جانتے ہیں حال دل عاقل قیافہ دیکھکر
خط کا مضمون بھاپ جاتے ہیں لفافہ دیکھکر

یہ خبر سنکر بڑی بیگم نے کہ اب خورشید کی جانی دشمن ہو گئی تہیں مشیر آباد سے انکا محل استقامت دور کر دیا تہا۔ اور جس مقام پر اب انکو ٹکایا تہا اوسکا نام رنگیلا بنگلہ تہا وجہ تسمیہ یہ تھی کہ رنگیلے شاہ ایک درویش کامل۔ رسیدہ۔ خداشناس وخدا آگاہ۔ عارف باللہ۔ ولی اللہ کا یہان مزار تہا اور سلہرل

شروع فصل بہار مین یہان ایک مہینے تک آٹھوین دن
میلے ہوا کرتے تھے انکے جدّ امجد کئی پشتین ہوئین خواجہ عثمان
ہارونی کی بیعت لائے تھے اور اپنے ولی حق آگاہ قدس سرہٗ الشریف
کی خدمت سے عظمت پائی تھی - ان میلون مین اجمیر شریف
اور دیوا شریف اور رُدولی شریف اور دور دور سے
فقرا اور علما اور مشائخ کبار اور صوفیان صافی اور قوال اور
ارباب نشاط اور اہل دل اور تماش بین جوق جوق جمع ہوتے
تھے اس درویش بزرگ و مقدس کے کمالاتِ ظاہری و باطنی
صوری و معنوی مین سے ایک کمال یہ بھی مشہور رہا کہ وصال
کے دو روز قبل اپنے مریدون سے کہہ گئے تھے اور
وصیت کر گئے تھے کہ میرے مزار کے سرہانے یہ شعر

کندہ ہوے

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

اور بائیتی یہ دو مصرع ہون ے

السلام ای بعد ما آئندگان رفتنی
برشما خوش باد نا خوشہای دنیای دنی

سچ ہی فقرا کا گہر بڑا - وصال یعنے فردوس منزل ہونے کے پہلے ہی معلوم ہو گیا کہ میری قبر پر میلے ہوا کرینگے اسی مزار مطہرہ اور مرقد منورہ کے پاس ایک بنگلے مین خورشیدی کو انکی مادر نامہربان سنگدل نے لٹکایا تہا - شبکو نئی خواص نے خواب دیکہا کہ رنگیلے شاہ نے اوس سے کہا کہ ہم کل تمہاری

بی بی تمہاری بیگم سے ملین گی قبر کا مُنہ شق ہو جاوے گا اور ہم کفن پہنیٹے ہوے باہر نکلین گے۔ اوس نے خورشید ی سے کہا اور وہی ہوا۔ ایک پیر مرد سن کی سی داڑہی سُرخ و سفید بہت بوڑہا۔ بہوین تک سفید کفن پوش آیا اور خورشید ی سے ہمکلام ہوا۔

شاہ۔ بچا تیرا مطلب جلد نکلے گا۔

خورشید [قدمون پر گرکر] شاہ جی تم میرے لئے خضر ہوے۔

شاہ۔ گھبرا مت۔ بس اِس شعر کو ورد زبان کر۔

بہ گلشن عندلیبان را سحر گہ در فغان آرد
دلِ غمدیدہ ام ہر گہہ کہ ہمراہِ سخن گردد

خورشید۔ شاہ جی میرے پاس یہ جڑاؤ کڑے کی جوڑی ہی یہ نذر ہے۔

شاہ۔ کسکو دیتی ہی بجا۔ مُردے کو۔ قبر مین کڑے کی جوڑی لیکے کیا کرون گا۔ ہان وہ لٹیرے وہ ڈاکو۔ وہ ٹھگ وہان ہین۔ وہ لُوٹ لین گے (ہنسکر) وہ کون مُنکر اور نکیر۔ کل ۵ بجے شام کے تو نہا دہوکر صاف پاک ہو کے ایک منظر پر کھڑی ہو جانا ہین تجھے تیرا مخمور دکھا دون گا اوسکا کوئی خط تیرے پاس ہو تو مجھے بطور نشانی کے دیدے اور مین اوسی دکھا دون۔

خورشید۔ بہت اچھا۔

خط دیا۔ شاہ جی رخصت ہوے۔ شاہ جی کے آنے سے خورشید کے دل کو ڈہارس ہوئی اور کہانا کہایا۔

خواص۔ یہ شاہ جی بیشک سرکار کے لئے خضر ہوئے ہیں

ماما۔ اللہ کرے اُنکی مراد پوری ہو۔

خواص۔ ای یہ قبر سے کیونکر نکل آئے۔

ماما۔ سُنا نہین۔ فقیر کا گھر بڑا۔

خواص۔ مگر کیا جانے ہماری چھوٹی بیگم صاحب پر کیون اتنی نظر عنایت ہی۔

ماما۔ اِن کے مزار کے پروس ٹکے ہین نا۔

خواص۔ اہا ہا کیا بات کہی ہی اب مین سمجھ گئی بس۔

ماما۔ یہ تربت والے مردہ نہین ہین۔ یہ مرنے کے بعد جی اوٹھتے ہین۔

خواص۔ سچ ہے اماں سچ ہی۔

خورشید۔ اور کفن تک میلا بھی نہین ہوا۔

ماما۔ اور نہ کبھی ہوگا۔

خواص سے اب نہا دہو کے بیٹھئے۔ طاہر ہوکر۔

خورشیدی نے حمام کیا اور سر سے پاؤن تک سفید جوڑا پہنا سب شالی اور بعد مدت آج عطر ملا۔

اتنے مین خورشیدی نے ایک آواز سُنی۔ کہا یہ تو میری دلبہار کی آواز ہے۔ خواص نے کہا اے حضور بڑی سرکار بھی تو اوس طرف فردکش ہین۔ بہار اونھین کے پاس ہین۔ خورشیدی دیوار کے پاس کھڑی ہوکر باتین سُننے لگین۔

بہار۔ سرکار ابھی بچی ہین صاحبزادیون پر اتنا غصہ نہ چاہیے۔

بیگم۔ دور رہو یہان سے مردار۔ صاجزادیان ہین۔ صاجزادیان ایسی ہی ہوتی ہین۔ یہ صاجزادیان ہین یا رنڈیان کنچنیان ہین بلسوائین ہین۔ مالزادیان ہین۔ یہ تو افضل گنج کے کمرون پر کرسیون پر بیٹھین گی۔ یہ صاجزادیان کہانکی بنی ہین۔

خورشیدی کی آنکھومنین خون اُتر آیا۔ سوچی کہ بس اب یا زہر سے کام لونگی یا نواب کو ڈھونڈھ نکالونگی ورنہ زندگی تلخ ہے اب اس گھرمین رہنا حرام ہے۔

حضرات ناظرین۔ آپ کچہ سمجھے یہ رنگیلے شاہ کون تھے۔

اصل رنگیلے شاہ کی ہڈیون تک کا پتا نہ تہا وہ بہلا کفن پھاڑ کے قبر سے کیا نکلتے۔ یہ رنگیلے شاہ گسائین فتح گرتھے۔ یہ شخص آفت کا پرکالا تہا۔ اِس نے خورشیدی بیگم کو ڈھونڈھہ

نکالا۔ اور کچھ نہین تو مردہ ہی بنگیا۔ نئی خواص کو سو روپیہ اور ماما کو ایک اشرفی دیکر راہ پر لایا تھا۔ بڑی بیگم کے فرشتے خان کو بھی خبر نہین۔ یہان سے کامیاب ہوکر وہی کفن پہنے ہوے آپ گھر گئے۔ وہان مہورسے نواب اور منسارام وکیل اور فرخ مرزا اور کبڑے مسخر الدولہ بیٹھے گا نا سُن رہے تھے۔ پہلی تو فتح گر کو کسی نے پہچانا نہین بلکہ دہک سے رہگئے کہ یہ مُردہ کفن پوش کہان سے آگیا۔ رنڈی تو چیخ کے بھاگی۔ سب کے پہلے مسخرے نے پہچانا۔ اور انہون نے کفن پھیکا ڈاڑہی صاف کی۔ بال وال صاف کئے اور کہا [بیا ر بادہ]

شیو دت۔ حال کہہ چلو۔

فتح۔ بھائی مردہ فقیر بنکے بن گیا۔

شیودت۔ کیا ملاقات ہوئی۔

فتح۔ ارے بہائی پرستان کی پری کی کوئی اصل وحقیقت نہین ہے بہائی وہ کوشش کی کہ باید وشاید اور قسم ہے کہ فتح گرنہین اگر انکی بغل مین نہ بٹہا دی ہو۔

نواب۔ حال کیا ہو۔

فتح۔ مین نے خواص کو توڑا۔ ماما کو اشرفی دی۔ تمہارا مطلب حاصل ہوا۔

نواب۔ یار ہم کیونکر دیکہین۔

فتح۔ پہر وہی پاگل پنے کی باتین۔

بہورے۔ کہتا جاتا ہو کہ بغل مین بٹہا دونگا۔

فتح۔ دیکہو توسہی۔

مسخرہ۔ شکر ہے اللہ کا۔

بھورسے۔ اب ہین کہان۔

فتح۔[جام پکیر] اجی تمہین آم کھانے سے غرض ہو کہ گٹھلیان گننے سے۔

شیودت۔ واہ رے فتح گر۔

نواب۔ بڑا کام کیا میان شکست گر۔

شیودت۔ اِسمین کیا شک ہی۔ بڑا کام کیا۔

مرزا۔ آسمان ہین تھگلی لگاتا ہی یہ شخص۔

شیودت۔ نواب کو کب لیجاوگے۔

فتح۔ جب جی چاہے۔ ذرا پی لون اور کچہ کھا لون۔ بس تم سب کی چلو الگ کھڑے رہنا۔

مرزا۔ ہاں چلیئے ۔

مسخرہ۔ حق تعالے اِن کو کامیاب کرے ۔بس دلی دعا تو یہہ ہے ۔

مرزا۔ آمین ۔

بھورے۔ ثم آمین ۔

منسا۔ بڑا اچا لیا آدمی ہے فتح گر۔ مین دہک سے رہ گیا۔ کہ یہ کفن پوش کون ہی بھئی ۔

فتح۔ [رنڈی سے] لے کوئی غزل تو گاؤ [رنڈی نے غزل گائی]

اِس برق جمال نے جو غزل گائی یہ حضور بندگا نعالی خلداللہ ملکہ کی غزل ہی جسکے ایک ایک مصرع پر سامعین داد دیتے اور

وجد کرتے تھے۔ اور سب پڑے لکھے۔ سب رنگین مزاج رنڈی کا دماغ اُسوقت عرش برین پر تہا۔ کہ اتنے بڑے شاہ خاقان کلاہ کا کلام کلام الملوک نوکِ زبان تہا۔

غزل

سُنکے دردِ دل کہا اچھا ہوا
کیوں مرے جاتے ہو ایسا کیا ہوا

کب یہ دل منت کشِ عیسےٰ ہوا
تو نے جب اچھا کہا اچھا ہوا

خط جو آیا بیگ کر چیکا ہوا
وصل کا قاصد شگون اچھا ہوا

نامہ بر سے بد گمانی مٹ گئی
وہ بُرا ٹہیرا وہاں اچھا ہوا

دردِ دل کہکر جو چُپ ہوتا ہوں میں
پوچھتے ہیں مجھسے وہ پہر کیا ہوا

فتنہ گر تیرے خرامِ ناز سے
فتنہ تا ملکِ عدم برپا ہوا

دیکھتا ہو جو ترے بیمار کو
اپنے گھر جاتا ہے وہ روتا ہوا

شکر ہی خود اُسنے پوچھا مجہسے آج — حال دل کا ہجر مین کیسا ہُوا
منزل مقصود ہاتھ آتی نہین — پہر رہا ہون ہر طرف بہٹکا ہوا
چرخ کی گردش سی پہر ٹکا نہین — دل ہمارا تمپہ اب آیا ہوا
عشق کے نیرنگ ہمسے پوچھیے — عمر بہر کیا کیا کیا کیا ہُوا
ایسے کیون انجان ہوئی ہو کہو — مینے دل تمکو دیا تہا کیا ہوا
دیدۂ ترمین ہی خاک راہ دوست — پہلے یہ دریا تہا اب صحرا ہوا
غیر سے تمنے بنا ہی دوستی — یہ تو فرماؤ نتیجا کیا ہوا
لاکہ دشمن کچہہ کرین پہرتا ہی کب — اب یہ دل جسکا ہوا اُسکا ہوا
جو مقدر مین ہی وہ ہوگا ضرور — حرف مٹتا ہی کوئی لکھا ہوا
کاش آغوش لحد مین چین ہو — مین شب ہجران کا ہون جاگا ہوا
دور اُس ناوک فگن سی پہرتا ہی — میرا مُرغ نامہ بر بہٹکا ہوا

لاکھ تدبیریں کرو آصف تو کیا
کوئی چھٹ سکتا ہی دل اٹکا ہوا

دو گھنٹے کے بعد فتح گران سبکو ہمراہ لیکر رنگیلے شاہ کے مزار پر گئے وہان سُنا کہ بیگم صاحب مع خورشید ی کے کہین اور چلدین چل جلائے۔

گیارہوان برج

فتح گر

گو بڑی بیگم نے لاکہون جتن کئے۔ اور خورشید آرا کو سات پردون مین چہپا کر رکہا۔ مگر واہ رے فتح گر یہہ فتح علی شاہ بنکر گھس پل کے پہونچ ہی جاتے تھے۔ آسمان پر تہگلی لگانا ہاتہیون سے گنّے کہانا۔ شیر کے منہ سے بوٹی چہین لینا ان کے بائین ہاتہہ کا کرتب تھا۔ حق یون ہی کہ نواب نوشہ کا گرتا ہوا گہر انہون نے تہام لیا۔ لکہنو کی ماما سکینہ خانم کو

انہون نے وہ چاٹ دی کہ انکا کلمہ پڑھنے اور دم بھرنے لگی سچ ہے ؎

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

انہون نے بڑی بیگم کی آنکھون مین پٹی باندھ کر خورشید آرا کو پٹی پڑھا دی کہ جو تمہاری امّی جان کہین وہی کرو۔ اگر اسی مہینے کے اندر ہی اندر نواب سے عقد نہو جائے تو اپنا نام بدل ڈالون وہ تدبیر سوجھی ہے کہ ہٹ نہ پڑے انشاء اللہ تعالیٰ ہما و مرزا کو مارون چارون شانے چت سنگ جی فرنگ جی کی ایک نہ چلے۔ بڑی بیگم صاحب نے خورشید آرا کو بلایا وہ حاضر ہوئین۔ اور آداب بجا لائین۔

بڑی بیگم۔ بابا ابھی ناکردہ کار ہو۔ بہادر مرزا کو تمنے ابھی اچھی طرح پہچانا ہی نہین۔

سکینہ۔ سرکار بھلا ان بچون سے یہ باتین آپ کیا کرتی ہین۔

بہار۔ اے حضور یہ بھلا آپکی حکم عدولی کرسکتی ہین۔

بیگم۔ ہان بس یہی تو مین چاہتی ہون۔ ہمنے دہوپ مین چونڈا نہین سفید کیا ہی۔

اتنے مین بڑی بیگم نماز پڑہنے لگین اور ادہر گھوڑونکی ٹاپون کی آواز آئی اور کسی نے زور سے پکارا۔ ادب جھکے والے بازو سے بازو سے یہ سنتے ہی اس مہوش شوخ وشنگ رشک پری رخان فرنگ نے ایک طرارا بھرا اور چق کے پاس جا کھڑی ہوئی چق اوٹھا کر بحجاب برافگندہ نقاب سڑک کی طرف جھانک کر سواری

دیکھنے لگی۔

پہلے ایک سوار حبشی۔ اسکے بعد دو حبشی سوار۔ اسکے بعد جوڑی گاڑی نہایت ہی بیش بہا عربی گھوڑے۔ سُرنگ۔ کنوتیان بدلتے ہوے جاتے تھے۔ سبنے ہوے دونون کے کلغیان لگی ہوئی۔ سائیس بھی زرد از زرد۔ گاڑی کی گدیون کے غلاف بھی زرد مخملی۔ یہ شاہ آصف جاہ ہز ہائینس میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہٗ و دولتہ فرمانروا ے مُلک دکن کی سواری بادبہاری تھی۔ خورشیدی بیگم ڈٹی کھڑی ہی رہی۔ بادشاہ نے ادہر دیکھا تو اس پری نے بصد ناز دلبری جُھک کے سلام کیا۔

حضور بندگان عالی نے بطیب خاطر و کشادہ پیشانی جواب دیا۔

گاڑی کے پیچھے پانچ حبشی سوار اور گاڑیون کا تانتا۔ امرا اور

انڈیکانگ اور سول اور فوجی افسر اور شاگرد پیشے کے لوگ۔
خورشیدی بیگم اِس سواری کو دیر تک دیکھا کی اور جہان بڑی بیگم
صاحب نماز پڑھ رہی تھین وہان کھڑی ہو کر ماما سے کہنے لگی۔
[مین نے تو آج سواری دیکھ لی۔ اللہ چشمِ زخم سے بچاے
کیتی پیاری صورت ہے۔ آنکھون مین موہنی۔ مگر اِن کالے
کلوٹے حبشی دیوزاد سوارونکو دیکھکر مین ڈر گئی۔
اُف جو کہین اندھیرے مین کوئی دیکھے تو غش ہی آجاے]
بڑی بیگم نماز سے فارغ ہو گئین اور وظیفہ ابھی شروع نہین
کیا تھا کہ بیگم نے خورشیدی کی طرف مخاطب ہو کر کہا [واہ بیٹا
واہ۔ اچھے گُن سیکھتی چلی ہو۔ آج یہ بھی پہل ہوئی کہ سڑک
پر جا کے چق اوٹھا کے امیرونکی سواریان دیکھو۔ واہ واہ واہ

یہ باتین اچھی نہین ہین - میری آنکھون مین خون اوتر آیا - نماز پڑہنا اجیرن ہو گیا اور کس ڈہٹائی سے کہتی ہین کہ ہمنے سلام بھی کیا]

خورشیدی بیگم بولی [اے امی جان بادشاہ کی سواری تھی - اب کیا اپنے بادشاہ کو بھی نہ دیکھین - مجھسے تو نہین رہا گیا کار مین نے تو جھک کے سلام کر ہی لیا - اور کسی نے نہین دیکھا بس سواے حضور کے -

اللہ جانتا ہے جی چاہتا تہا کہ کود کے قدم پکڑ لون آج میرا نصیبا جاگا کہ اتنے بڑے بادشاہ کی سواری دیکھی اور سلام قبول ہوا بڑی بیگم نے زبانی تو کچھ نہ کہا مگر دل مین بڑی خوش ہوئین کہ صاحبزادی کو بادشاہ کا اتنا خیال ہے - اِنکی ہمیشہ سے راے تہی کہ جو اپنے بادشاہ کا خیر خواہ ہو گا اوس سے خدا ہمیشہ

خوش رہیگا۔ اتفاقاً۔ نواب مع مصاحب بطبع سیر و تفریح اس سمت آئی ہوی تھی
جب حضور بندگانعالی کی سواری کی آمد ہوی یہہ سب کے سب کبوتر خانہ کے عقب
مین کہڑی ہوکر سواری بادبہاری کی شان و عظمت دیکہنی لگے جسوقت
خورشید آرا بیگم چق اُٹہا کر مجرئی عرض کیا اسوقت دریچہ پر نواب کی نگاہ پڑی
چٹ سی اپنی مصاحبین کو خوشی مین آکر جلدی سی وہ دیکہو خورشیدی دریچہ مین
کہڑی ہی۔ مصاحبون نے خورشیدی کو اسوقت سر سے پانون تک دیکہہ لیا جب
وہ سواری دیکہتی تھی مصاحب کی کہا خانہ زاد تو بس ع گوری گوری گردن مین طوق
سنّت کی دیکہکر کیا عرض کرون سہ ہوش اُڑتی ہین دیکہکر انکو ڈالا ایسی دیکہی پری لقا نہ سُنی
رئیس۔ اب شعر شاعری تو آپ رہنی دیجئے یہ کوشش کرو کہ کسیطرح انجاح مرام ہو
مصاحب کوئی ہے۔ ادہر آؤ۔ کتاب خانے والے سی
ذرا غیاث اللغات تو لاؤ۔ اور جلدی ابہی لاو۔

سرکار نے کیا فرمایا۔(انجاح مرام)میرے تو ابّا جان اور ناناجان اور نانی امّان نے بھی لَعَلق۔لَعلق۔یلقلقاً۔فہولغلقاری۔نہیں سُنا تھا۔غیاث لاؤ۔

رئیس۔اِس مسخرے کو اس وقت بھی دل لگی سوجھتی ہے۔ع۔

	وائے بیدردی کوئی تاپے کسیکا گھر جلے	

خدمتگار نے حاضر ہو کر عرض کی [حضور سبز پوش حاضر ہے] حکم ہوا فوراً بلاؤ۔ایک میانہ قد عورت۔کوئی پچیس چھبیس برس کا سن۔سرخ وسفید۔برقع پوش۔برقع بھی سبز اور لباس بھی سبز اور خود سبزۂ گلگون۔

	حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر دام ہم رنگ زمین بود گرفتار شدیم	

یہ رئیس عالی تبار کی مصاحبہ خاص تہی - بڑی طرار عورت - بڑی
گلرخسار جامہ زیب - زاہد فریب - خوش خرام زیبا اندام -
رئیس نوجوان سے اوسکو ایک دلی الفت تھی مگر پاک -
اس عشق وحسن کے جھگڑے چکانے کے وقت یہی کام
آتی تہین - انہون نے بلا کر کہا (سبزپوش میری سبزپری
اس گاڑہے وقت میرے آڑے آؤ تو مین سمجھون کہ تم
میری ہو) سبزپوش ایک ہی ٹہٹول منہوڑ عورت - بات توسمجھ
گئی کہ میان کی کسی پر جان جاتی ہے - اور چوٹ کہایا ہوا
دل ہے - بڑی مشکل ہے - مگر دیکھا جائیگا -

رئیس - اگر تمنے پوری پوری مدد دی تو جان تک حاضر ہے -

سبز - اے تم تو سڑی سے ننگ ہو - سوت نہ کپاس کو رہی سے

لٹھم لٹھا - آدمی بنو - صاف صاف بتاؤ - کون ہین - کہان رہتی ہین - حیدرآباد مین کس کس سے رشتہ داری ہے - ہندوستان کی ہین یا یہان کی - یون ہی ملنا چاہتی ہو یا عقد ہونا چاہتے ہو - اُنکے عزیز کون کون ہین - عورتون کے بس مین ہین یا مردون کے - مرد بوڑھے ہین یا جوان - تیکھی ہین یا اُلّانے - گھبرائے کیون ہو - مین تو آسمان کے تارے تمہارے لئے اوتار کے لے آؤن - مگر ذری چھری تلے دم تو لو -

رئیس - اللہ جانتا ہے کہ میری نظر سے ایسی پری نہین گذری تھی - مین دل کو کیا کرون -

سبز - میان سچ کہتے ہو - ہاے یہ اندر دالا نہین مانتا - اسکو

کسی کروٹ چین نہین آیا -

رئیس - تم مین ایک وصف یہ ہی کہ تمہارا مرغ دل بھی چوٹ کہایا ہوا ہی - ضرور چوٹ کہائی ہے -

سبز - کیا جانے - ارے ہم سب پاپڑ بیل چکے ہین ؎

تری گلی مین ہم اسطرح سی ہین آئی ہوے
شکار ہو کوئی جسطرح چوٹ کہائی ہوے

رئیس - اچھا لے اب مطلب کی بات سنو دکانین کچھہ کہا ؛

سبز (رئیس کا منہ دہنے ہاتہہ سے بند کر کے) ارے رے رے رے !!! وہان جاکے آنکھہ لڑی - مین وہان جاتی ہون خورشید آرا بیگم کو بھی جانتی ہون - اُفوہ - یہ کہو - دور کی کوڑی لائے مگر اسمین شک نہین کہ سچ مچ پری ہی بلکہ پری سے بھی دو ہاتہہ بڑہ کر

چہرے مہرے سے لیس - عمر ابہی کیا ہی - بالکل بچہ - دودہ کے دانت بہی نہ نکلے ہونگے - ہاتہہ پانون کیسے اچہے نک سُک سے درست - قد نہ ناٹی کہ ہیجڑا معلوم ہوا ور نہ ٹہنگنی کہ بونی کی پہتی ہو -

رئیس - یہ تو سب ہوا مگر کچہہ وعدہ تو دے جاؤ - کچہہ اقرار تو کئے جاؤ - مین بے اس کے جانے نہ دونگا -

سبز - اے ہی تم تو اب بڑی جلد بازی کرنے لگے - میرا ذمہ اگر اسی اٹہوارے مین اسی مسہری اسی سیج پر نہ سوتی ہون اور مین پانون نہ دباتی ہون تو جو چور کی سزا وہ لونڈی کی - لے خدا حافظ - اب سُنئے کہ نواب نوشہ مخمور نے ایک دفعہ آہ سرد بہر کر کُٹرے سے کہا ؎

	اوسکی چتون نظر مین پہرتی ہی	

اک چھری سی جگر مین پھرتی ہی

ہاے اوس جادو نگاہ پرکالہ آتش سحر آفرین کے تیر نگہ کا گھائل ہون اوس عنبر موکی زلف عنبر بیز کے دام مین دل ایسا پھنسا کہ نکلنا دشوار ہی ؎

نکلنا سخت مشکل ہو نہ کیونکر کوے قاتل سے
جہان عاشق ترٹپتے ہون ہزارون غمزۂ بسمل سے

اوس معشوقہ نازنین مہ جبین کی ایک ایک ادا پر دل لوٹ پوٹ ہی تیر عشق دل کے آر پار ؎

یہ ناز یہ نگاہ یہ چھل بل یہ شوخیان
اُس سے بہی تم سوا ہو قیامت سے کم نہین

اسپنے ایک مصاحب خاص سے جو مزاج دان اور رازدار تہا

انہون نے کہا بھتیا یا تو یہ جان لے گی یا تنِ مردہ مین جان ڈالدے گی۔

رئیس یعنے نواب نوشہ مخمور نے ہاتھ پکڑکر کہا مین بے غزل سُنے ہوئے نہ جانے دونگا غزل گا کے جاؤ سبزپوش نے یہ غزل گائی ؎

چُن چُن کے قتل اہلِ وفا بے خطا کیا
اب ہاتھ ملکے کہتے ہو مین نے یہ کیا کیا

نواب۔ بارک اللہ کیا مطلع ہوا ہے ؎

پوچھو یہ کون کیون ستم نا روا کیا
اُس فتنہ گر کے ذہن مین جو آگیا کیا

بھورے۔ بھی بے مثل شعر ہے ؎

قربان سر کو تم پہ کیا دل فدا کیا
جو دوستی کا حق تہا وہ پورا ادا کیا

نواب اور بہورسے دونون نے تعریف کی ؎

تمنے کہا تمہین پہ دل ودین فدا کیا
سُنکر دیا جواب نہایت بُرا کیا

نواب۔ یہ کسکی غزل ہے بہئی ؎

تیری خطا نہین یہ ہمارا قصور ہی
ہمنے ہی جان کہکے تجہے بیوفا کیا

بہورسے۔ بہت ہی خوب ؎

ہو حق کے نعرے تو نے سنی ہونگے زاہدا
مستون نے میکدہ مین بھی ذکر خدا کیا

نواب۔ اہا ہا۔ بارک اللہ ؎

اسکو جواب بن نہ پڑا کچہ بجز سکوت
اُن بہلوؤں نسے ہمنے ستم کا گلا کیا

ہی کام عاشقی کا نرالا جہان سے
کیا پوچہتے ہو کیا نہ کیا اور کیا کیا

نواب۔ رنگ تو حضور کا معلوم ہوتا ہے۔ (بندگان عالی)

بہورے۔ مین کہنے ہی کو تہا ؎

اپنی سے میرے دلکو جدا کرتو ہی کمال
یہ کیا کیا جو تن سے مرا سر جدا کیا

نواب۔ جو شعر ہے چوٹی کا ہی ؎

اس دنکو جان لینگے قیامت کا دن یہی
جسروز تونے ایک بھی وعدہ وفا کیا

بہورے۔ کیا خوب ہے

جب اپنی خاک جمع ہوئی لے اُڑی صبا
بن بنکے یون نشان ہمارا مٹا کیا

نواب۔ اے سبحان اللہ۔

بندی ہی جب ہوئی تو گنہگار کیون نہون
تو بخشدی قصور جو ہمنے کیا کیا

نواب۔ پہر گاؤ ہ

یہ چتونین یہ نوک پلک یہ شرارتین
مین جانتا ہون تو نے مرا فیصلا کیا

نواب۔ کیا قافیہ چمکا ہے ہ

تمنے تو کی ہر ایک زمانے کی پرورش

آصف سلوک کسی زمانے نے کیا کیا

نواب۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔

دوسرے دن سبز پوش پھر آئی۔

نواب۔ آج تو تم قتل ہی پر آمادہ ہو غضب کا جوبن ہی اور کچھ نہین تو
ایک بوسہ ہی دیدو ظالم۔

سبز۔ خبردار بس دور ہی دور سے باتین کیجیے۔ بوسہ دوسہ مین
نہین جانتی یہ ٹھنڈی گرمیان مین نہین جانتی۔

نواب۔ کیا ایک بوسے مین گال گھس جائینگے۔

سبز۔ گال تو نہین گھس جائینگے مگر تم مردون کا اعتبار کسے۔

نواب۔ کھو گئی تھین۔

سبز۔ بیشک گئی تھی۔

نواب فسیح۔
سبز۔ ہان ہان فتح فتح اون کے یہان ایک چھوکری سے دلبہار
اوس سے مین نے جاکے لوٹ لی معاملہ سب لیس ہے تمہاری
طرف سے کوئی فتح علی شاہ جاتے ہین اون کا کہنا سُننا بڑی بیگم
بہت مانتی ہین اور شاہ جی تمہارا جامہ پہنے ہوے ہین سلے
اب کیا پوچھنا ہی پانچون گھی مین۔
نواب۔ ای تمہارے مُنہ مین گھی شکر۔
مسخرہ۔ اور ہمارے منہ مین۔
سبز[آہستہ سے] پ اپ وش۔
آسپر مسخرہ صاحب بہت بگڑے اور جتنے بیٹھے تھے سب نے قہقہہ لگایا اتنی مین
سبز پوش رخصت ہوئی اور ایک درویش نواب صاحب سی ملنے آئی تخلیہ ہوگیا۔

بارہوان برج

چٹتری منگنی اور پٹ ترا بیاہ

مصنفہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام — کہ ہی جشن نوشابہ کی دہوم دہام
دکن سے اُٹھا ابر مشکین پرند — صدا اشربو کی ہے ہرسو بلند
موذن بھی کہتا ہی ہات الصبوح — کہ جان بخش ہی بادۂ راح روح
یہ رندونکی بیٹھی شوا الزمین دہاک — کہ پنڈت بھی پینے لگے جام ہاک

در میکدہ ہی کہ جنت کا باب
لگا ہی کہڑے ٹہٹہ ہین شیخ و شاب

نکہر کرہ آئی عروس بہار
ہی دہانی لباس اور پہولونکے ہار

عروسِ بہاری ہی گل پیرہن
گل اندام گل فام اور گلبدن

خدا پاک کو دل سی مرغوب ہی
کہ قدر انکا رنگ اوسکو مطلوب ہی

وہ رم جہم برستا ہی مینہ ساقیا
ورے منہ سی اکشا کی بوتل لگا

مست ہون ایسی نشاء حمین
ہی جائین جبتک نہ بوندین تہمین

وہ پہر اٹہی ہان کالی کالی گہٹا
ترے در پہ رندونکا ہی جمگہٹا

وناون اڑین کاگ بوتل کی آج
رہی شاہ آصف کا تا حشر راج

لٹا ئینگی خمخانے مین جنس و نقد
کہ ہی آج خورشید آرا کا عقد

ہم بہی کہتے ہئے کہ بار خدایا یہ کس جلوس میمنت مانوس کس جشن

فرخ کی تیاری ہے۔ کس خسروِ گل کی چمنستان جہان مین سواری ہے کہ ماہ سے ماہی تک جسے دیکھو تماشائی ہے روش روش پر نسیم سحر یہ مژدہ طرب انگیز سُنا آئی کہ بُلبُلین کہان ہین خوشی کے شادیانے بجائین۔ شہر بہر کے پیر مغان اپنی اپنی دوکانین سجائین رندان تر دماغ مست ہو ہو کر حافظ شیراز کی غزلین گائین۔

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کارِ جہان شد بکام ما

جس دن کا ذکر خیر ہم زبان قلم معجز رقم پر لاے وہ رشک صبح عید ہے۔ بلاشک اور بلا شُبہ دیدہے نہ شنیدہے۔ اور شب نور افشان ضیا باری مین غیرتِ خورشید ہے۔

سُہانا سماں بادِ نوروزی نکہتِ بیز۔ ہوا کے جھونکے گلریز۔ طرۂ طرارِ مہوشانِ گلعذار رشکِ خوبانِ فرخار ۔ ختن پر طعنہ زن معنبر تر از مشکِ تتار۔ زلف قیر آگین و عطر بیز عود قماری ہے۔ کیون نہو عروس بہاری کی سواری ہے۔ ساری خدائی مست ہی محتسب جام بدست ہی۔

زینت النسا۔ سنبل مو۔ پری بیگم پری رو۔ دولہن بیگم یاسمن لو۔ کوئی شوخ و شنگ۔ کوئی رشکِ گلرخانِ فرنگ۔ کوئی کافر کیش ستم کوش۔ بادۂ مسرت کا ہر طرف جوش ہر خاتونِ مہ جبین ناز آفرین۔ غارت گردین۔

زینت النساکی ہر ادا مین سو سو ادائین۔ جو عاشق مزاج دیکھہ پاتا یہ مطلع زبان پر لاتا ؎

بدام زلف دلم را شکار خود کردی
ترحمے بکن اکنون کہ کار خود کردی

دولھن بیگم - بالکل کم سن مگر پرکالۂ آتش ہے

خدا ترا بت نادان دراز سن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

پری بیگم - اسم با مسمے سچ مچ کی پری - نازک اندام نازک ادا مگر ہے

سادگی سے سخن عشق در گوش نہین
ابھی کم سن ہین کسی بات کا کچھ ہوش نہین

اب سوال یہ ہے کہ عروس مہ لقا خورشید آرا کی کس سے شادی
ہے - کون خوش نصیب اس پرستان کی پری کو عقد نکاح مین
لاے گا - قارون کا خزانہ پاے گا جی تو نہین چاہتا کہ اسقدر

جلد بتا دین۔ مگر خیر ناظرین کی خاطر ہے۔

بہادر مرزا۔ دولہا بنکے آنے والے ہین۔ ارے! یہ کیا غضب کی بات سُننے مین آئی۔ یہ کیا خورشید ی بچاری پر آفت ڈہائی۔ ہمارے نواب نوشہ کا کیا حال ہوگا۔ جینا جنجال دنیا مین رہنا جان کا وبال ہوگا۔

آب سنئے کہ شادی کی تیاریان دہڑے اور دہوم کے ساتھ ہونے لگین۔ یا الٰہی خیر کیجیو۔

گوٹے والے سنہری۔ روپہلی لچکا۔ بنت گوکہرو۔ چمپا۔ چٹکی۔ گوٹا۔ بانکڑی۔ کرن۔ لیس لئے چلے آتے ہین۔ کامدانی کے تہان دوپٹے کُرتیان دکہائی جاتی ہین۔ زربفت کمخواب مشروع۔ گُلبدن۔ اطلس۔ ساسرلیٹ۔ دریائی دکہائی جاتی ہے۔ سُنار

قطار در قطار بیٹھے ہوئے چاندی سونے کے برتن بنا رہے
ہین۔ کہین مینا ہو رہا ہے کہین کُندن۔ باریک چاول دور
دور کے شہرون سے آتا ہے اور ہر قسم کے غلّے اور شکر
اور چینی اور قند اور مسالے اور اعلےٰ سے اعلےٰ درجے کے
گھی کا انبار لگایا جاتا ہے۔ کیوڑے گلاب کے قرابے کے
قرابے بھرے جاتے ہین۔ قنوج۔ جونپور۔ لکھنو سے فرمایشی
عطر بڑا قیمتی چلا آتا ہے۔ بسوان لکھنؤ۔ بنارس۔ فیض آباد سے
تمباکو کے کشیدنی و خوردنی کے پارسل پر پارسل آرہے ہین۔
کٹک کے سُنار چاندی کا کام بنانے کے لئے بُلوائے
گئے ہین۔ غرضکہ شادی کا سامان پورا لیس ہے۔
خورشید آرا کا تو یہ سب سامان دیکھکر ابتک خدا جانے

کیا حال ہوا ہوتا مگر دو باتون سے اسکا دل مضبوط تہا ایک فتح علیشاہ کے عقیدے سے اور دوسرا سبب ہم اس ناول کے آخر مین بتاینگے۔

یہ ہنڈیا سب اندر ہی اندر پک رہی تھی۔ عورتون مین بڑی بیگم اور مردون مین خورشیدی کے چچاؤن کے سوا اور کسی کو کانون کان خبر بھی نہ تھی ع۔

نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

تمام شہر بہر مین دہوم مچگئی۔ مگر نواب مخمور کو مثل خورشید آرا کے اون خبرون اور تیاریون کا ذرا بھی خیال نہ تہا۔ گہر کی باندیون خادماؤن خادمون نوکر چاکرون مین اندر سے باہر تک یہی چرچا تہا۔

مہتاب - بہار یہ تیاریان چھوٹی بیگم کے لیے ہو رہی ہین نا -

بہار - اے نہین بہن - بڑی بیگم اپنا عقد کرنے والی ہین - تو بھی گدہی رہی - اور اِس گھر مین کون بن بیا ہی ہے - تو یا مین -

آب سنئے کہ ایک خواص نے آنکر عرض کیا کہ [سرکار وہ شاہ جی آئے ہین] حکم ہوا پردہ کرا دو اور شہ نشین مین باغ کی طرف بٹھا دو کہ اوس رُخ سے پردہ ہو جاے وہ [مردانہ آتاہے] کہتی ہوئی شاہ جی کو لائی اور جہان حکم ہوا تھا وہان بٹھا دیا -

ناظرین متحیر ہونگے کہ یہ شاہ جی یہان کہان پہونچے - یہ شاہ جی کون ہین - سوا ے شکست گر کے اور کون ہو سکتا تھا - وہی فتح گر - فتح علی شاہ -

اِس گہس پٹہیہ کا آدمی بھی نہین دیکھا۔ بایان قدم ہے اُستاد کا۔ نواب مخمور کا تو دوست اور پیامبر ہی تہا خورشید سے اِس طرح ملا کہ وہ اسکا دم بہرنے لگی۔ گہر کے سب آدمیون کو مِلا لیا اب بڑی بیگم تک رسائی پائی۔ واہ رے شکست گر۔ تو فتح گرِ ستر ابابِ فتح گرِ۔

ہوا یہ کہ بیگم صاحب کے اگلے پچھلے کُل حال اِدہر اُدہر آدمیون نوکردن وغیرہ سے دریافت کر کے کُل امور سے واقف ہو گیا۔

بیگم صاحب کے پاس اونکی ایک آتو جی نے جنہون نے بیگم کی بہنون کو پڑہایا تہا فتح علی شاہ کو سب سکہا دیا۔ شاہ جی سے جو پوچہا فوراً صحیح جواب پایا۔ بس عقیدہ جم گیا۔

شاہ جی نے یہ پٹی پڑھا دی اور کامل یقین دلا دیا کہ فلان تاریخ
کو اگر خورشید آرا بیگم کا عقد ہوگا تو جو بچہ پیدا ہوگا سال بھر کے
اندر دو کرور روپئے کا مالک ہو جاوے گا۔ عقیدہ تو جما ہوا ہی
تھا فوراً یقین کامل آگیا اور ٹھان لی کہ چاہے ادہر کی دینا
اُدہر ہوئے عقد اوسی تاریخ کو ہوگا۔ یہ ساعت ٹل نہین سکتی۔
فتح گر نے یہ بھی یقین دلا دیا تھا کہ اگر نوشہ کو گھوڑے پر سوار
ہونے کے بعد چکر آئے یا غش آئے یا جی مالش کرے یا بخار
معلوم ہو یا کوئی آثار علالت ظاہر ہون تو عقد نہ کرنا۔ ہرگز نکرنا۔
دوسرا نوشہ اوسی وقت تجویز کر لینا۔ اسکا بھی بڑی بیگم کو بدل
خیال تھا۔ غرضکہ جو جو بات فتح علیشاہ نے کہی سب کی تعمیل کو یہ
فرض سمجھین اور بعد خدا و رسولؐ خدا شاہ جی کو تصور کرنے لگین۔

اور اونکی بیعت لانے پر تہ دل سے مستعد ہو گئیں ۔
شاہ جی کو بڑی بیگم نے دس۱۰ سے پوری اشرفیان ایک چاندی کی قیمتی ڈبیا مین بند کرکے دین ۔ فتح علیشاہ نے انکار کیا اور کہا فقیر کا گھر بڑا ہے ۔ یہ کہکر رخصت ہوے ۔
خورشید آرا نے اپنے گوندے لگا رکھے تھے کہ لوٹ لیتے رہین ۔ اور گھر کی عورتین سب ملی ہوئی تہین ۔ شاہ جی کے جاتے ہی بہولی بھولی تو رتی رتی حال کی خبر ہو گئی ۔ طبیعت بشاش ۔ چہرہ گلنار رہا ۔ خوشی کے جامے مین پہولے نہین سماتی تھی ۔ بیگم نے اپنے دیورون سے شاہ جی کے حکم کا حال کہا وہ تو بہارج کے حکم کے مطیع تھے ہی ۔ کہا اب ذرا خورشید آرا کو بلا کر تسلی کی باتین کرو ۔ ڈھارس دو ۔ ہم دونون چپکے چپکے آڑ مین سے سنین گی ۔

بیگم صاحب نے خواص بھیجکر خورشیدی کو بلوایا۔ یہ سُنتے ہی کہ سرکار نے یاد کیا ہے باچھیں کھل گیئں اور جھٹ پٹ دوڑی آئی۔ جُھک کر آداب بجا لائی اور قدموں پر گر کر رونے لگی۔ بڑی بیگم نے گلے سے لگایا پیار کیا اور کہا بیٹا وہ شُبھ گھڑی جلد آنیوالی ہے کہ تم دولہن بنی ہوگی سُکھپال پر سوار ہو کر آگے آگے دولہا کا عربی گھوڑا پیچھے پیچھے تم دولہن بنی ہولی باجا بجتا ہوا سُسرال جاؤ گی۔ خورشیدی نے سر جُھکا لیا۔

بہار۔ اللہ وہ گھڑی دکھاے۔

مہتاب۔ آمین اللہ۔

خواص۔ وہ بہاری تیاری کے جوڑے ہمکو ملین گے کہ جسکا حق ہے۔

اب بڑی بیگم اور منجھلے میان کے دل مین ڈہارس ہوئی اور دیور نے کہا پالا مار لیا بھابی جان۔ انہون نے کہا [مبارک ہو۔ لے اب تیاری جلد کرو] منجھلے میان بولے۔ اب اسمین باقی کیا ہے۔ کپڑا پارچہ زیور جواہرات۔ فرش فروش آدمیون کے جوڑے یہ وہ سب ہمین دم موجود۔ بیگمات اور دامادون اور عزیزون کے جوڑے دیکھنے کے قابل ہین میان شکست گر نے گھر جاتے ہی [فتح علیشاہ کے نام کی فتح ہے بحکم معبود۔ بیار بادہ] کی ہانک لگائی۔

شیودت۔ آگئے آگئے شاہ جی آگئے۔

نواب۔ شاہ جی دعاے خیر دیجئے۔

شاہ۔ اپنے ہاتھ سے جام بھر بھر کر پلا۔

	ہان بھلا کر ترا بھلا ہوگا یہی درویش کی صدا ہی آج	

بھورسے۔ شاہ جی ابے سلام۔

شاہ۔ آباورہ بچآ۔ لا دودہوا پلا دودہوا پلا۔

شیودت۔ ابے تو مسخرے کچھ منہ سے بولتا بھی ہی۔

شاہ۔ ارسے یار۔ یاردن کی پانچون گھی مین اور اس مسخرے گبڑسے مردود کا سر کڑاہائی مین فتح فتح فتح۔

بھورسے۔ آمین۔

نسا۔ کچھ خلاصہ کہہ تو دو۔

فتح۔ سب جام کے نہ کہین گے۔

اتنے مین خدمتگار نے جام دیا۔ پکیر کہا۔ بھئی کُل حال تہ بتاؤنگا

دیوار گوش دارد و فہمیدہ لب بہ جنبان مگر بھگوت کی قسم رقیب کو

مارا چاروں شانے چت ۔

وہ مارا ایسی تیسی بہادر مرزا کی اور اوسکے باپ کی اور دم مین

نمدار نبیر سنگہ اور اوسکے دادا کی پردادا کی ۔

منسا ۔ اے تو جیتا رہ میرے شیر ۔

فرخ ۔ مگر مختصر حال بتایئے تو کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا ۔

شیودت ۔ شکست گرہی کی راے پر رکھو ۔

نواب ۔ یہ بڑا کھوہ ہے ۔

مسخرہ ۔ کھوہ ۔ اے حضور جتنا اوپر اوتنا ہی نیچے اوتنا

ہی اوپر ۔

فرخ ۔ بھئی خدا کرے کوشش مشکور ہو ۔

مسخرہ۔ آمین۔

بھورسے۔ [شیودت گر کو علحدہ لیجاکر] شکست گر سی پوچھو

تو بلا کے بطور خود ذرا۔

شیودت۔ اری بھائی سو دوست سو دشمن۔

بھورسے۔ تو یہان تو کوئی ایسا ہی نہین۔

شیودت۔ اس مسخرے اور ان مرزا صاحب کا اعتبار

آپ کو ہوگا۔ میرے کو تو نہین ہی۔

بھورسے۔ اچھا پوچھین گے۔

شیودت۔ وہ تو خدا ہی نے کہا ہی۔

فتح گر نے اتنی دیر مین آدھی بوتل ختم کی اور کہا بھئی بے

بوسہ لئے نہ مانین گے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب اور شیودت سے

علیحدہ جا کے کچا چٹھا کہہ سُنایا اور نواب نے گلے سے لگا کر
ایک گلاس اپنے ہاتھ سے پلایا اور کہا بس اب تسلّی ہو گئی۔
شیووت گر نے اشارے سے بھورے نواب کو بُلا کر خلاصہ
حال بیان کر دیا سب خوش۔

اب اِن سب دوستون نے شیووت گرہی کے ہان رہنا
شروع کیا۔

بہادر مرزا کو پورا یقین ہو گیا کہ مخمور نکالا گیا۔ اور رقص و سرود
اور ناچ رنگ پانچ مرد اسے نے دوزنا سے طائفے ٹکے ہین۔
دھما چوکڑی مچی ہوئی ہے۔ اب برات کا دن آیا بہادر مرزا
نے دلمین ٹھان لی کہ عقد کے بعد رنبیر سنگہ کے ذریعے
سے مخمور نواب کو قتل کر ڈالونگا ورنہ جبتک یہ رہے گا

میری آنکھ مین کانٹے کی طرح کھٹکتا رہے گا۔ اب ہوتے ہوتے برات کا دن آیا۔ رنبیر سنگھ اوچی سنے ہوے تمنچے کی جوڑی کل پر چڑھی ہوئی عباسی ہاتھ مین۔ بڑے خوش شام کو نوشہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا [آچھین] ارسے اشگون بد ہوا کسی نے چھینک دیا۔ برا ہوا۔ بہادر مرزا نے جھک کے رنبیر سنگھ کے کان مین کہا [یار شگون برا ہوا۔ چھینک پڑی] رنبیر سنگھ نے کہا پاگل ہو ہم جھتری لوگ چھینک سسر کی ناک اوڑا لین۔

باجا بجتا ہوا برات چلی جاتی تھی کہ ایک جوڑی موری آئی اور گھوڑا بھاندا۔ سائیس تو جاگیر کے لالچ سے ملا ہوا تھا ہی اوسنے گھوڑے کی کل دبائی تو گھوڑا اور سوار لدبد سے تلے اوپر شملہ دہ گرا

جیغہ کہین۔ سرپیچ کہین۔ گہوڑا النگڑ دین اور نوشہ گہوڑے کا
زین ضعیف الاعتقاد آدمیونکو تو پورا الیقین ہو گیا کہ چہینکنے کا اثر
تہا اور دل لگی یہ کہ چہینکا فتح گر کے ایک آدمی نے تہا۔ جسکو
نک چہکنی لیکر اوس نے بہیس بدلا کر بہیجا تہا۔ اب نوشہ تو غش ہین
پڑا ہے۔ گہوڑے کی دوا درمن ایک چابک سوار کر رہا ہے
اور سائیس گو خاصہ ہٹا کٹا مگر ٹانگ پکڑ کر روتا ہے کہ ہڈی پر
بڑی چوٹ آئی۔ برات ٹہٹک گئی۔ نپشا خنے والے بہاگے چلے
جاتے ہین۔ جوان جوان نپشاخنے والیون کو یار لوگون نے
چہیڑنا شروع کیا۔ ع۔

واہ بدردی کوئی تاپے کسیکا گہر جلے

بڑی بیگم کو خبر ہوئی۔ یار لوگون نے اور بہی حاشیہ چڑہا یا

کہ نوشہ گر پڑے - ناک اور سر سے دو سیر خون بہا - ٹانگ ٹوٹ گئی - بچنے کی امید نہین - نوشہ کا گھوڑا مردہ پڑا ہے سائیس سسک رہا ہے - آدمی دوڑاے گئے کہ خبر لائین وہ سب گئے ہوے تو تھے ہی - خبر لاے کہ گھوڑا گرتے ہی مرگیا اور نوشہ کی حالت ابتر ہے -

سائیس ایڑیان رگڑ رہا ہے نوشہ کا شملہ تماش بین لوٹ لیگئے -

برات لٹ گئی - جل جلالہٗ -

ادہر تو معاملہ سب لیس تہا ہی - منجھلے میان کے خُسر نے کہا ساعت ٹلی جاتی ہے -

بیگم - پہر اور نوشہ اپنے گھر کا تجویز د -

منجھلے - ہم گھر کے مردون کے ہاتھہ پانون بہولے ہوے ہین -

بیگم - ارے جلدی دولہا لاؤ

بڑی بیگم تو قریب قریب پاگل ہوگئین - اینپر تو فتح علیشاہ کی
قول کا پورا اثر پڑا - یہ تو تہ دل سے چاہتی تھین کہ جھٹ عقد
ہوجاسے - مردون مین مشورہ ہوا کہ نواب نوشہ بُرا لڑکا نہین
ہے خوبصورت ہے حسین ہے تندرست ہے تربیت یافتہ
ہے - روپئے والا ہے - صحبت اچھی ہے - عالی خاندان کیسا کچھ
نجیب الطرفین - بیگم صاحب سے کہا گیا کہ اب آپ جہالت کو چھوڑئیے
اللہ کو یہی منظور ہے کہ نواب نوشہ اور خورشیدی کا بیوہ نہ ہو -
اور لڑکا ہر طرح سے ہونہار سعادتمند - بدوضع نہین - پڑھا لکھا - دو
ایک اور بیگمات نے بھی نواب مخمور کی تعریف کی اور ہر طرح سے
بیگمصاحب کے دل پر رنگ جما دیا - انہون نے فتح علیشاہ سے

تخلیہ مین پوچھا۔ شاہ جی کا توکل کیا دھرا ہی تھا۔ تھوڑی دیر مراقبہ مین گئے اور کہا حکم معبود یہی ہے۔ اُسی وقت پیغام گیا۔ نواب کی والدہ اور بہنون اور پھوپھی نے منظور کیا۔ وقت کم رہگیا تھا مہندی کی رسم اوسی وقت ادا کی گئی۔ ساچق بھی چٹکیون مین گئی دوسرے روز دعوت کے رقعے تقسیم ہوے۔

شیودت گر کے ہان جشن جمشیدی۔ نواب نوشہ مخمور نے چوٹی کے طائفے بلوائے۔ جٹ تری منگنی اور پٹ ترا بیاہ۔ دوسرے روز برات گئی۔

برات بڑے ٹھاٹھہ کے ساتھہ اِس قرینے سے دولہن کے مکان گئی۔ سب کے پہلے نشان کا ہاتھی۔ حضوری فیلخانہ مبارک کا مست کُنجل۔ الدنتا۔ جھومتا جھانی لگا وہ مست کنجل۔ ہاتھی جھومتا

بہلا - اسکا نام نوبت پہاڑ تہا - مستک پر سیندور کا رنگ
اور کچہ نیلا پیلا - جہول زرد - فیلبان زرد از زرد - دوچرکٹے ہمراہ
ایک سونڑ کے ادہر - ایک اودہر - ہاتھی کے ایک پانون مین
بہاری زنجیر - آگے آگے دس بلّم بردار - زردوزی نشان -
پہریرا اوڑرہا تہا جہنڈے پر ع -

	نصرٌ من اللہ فتحٌ قریب	

دور سے پڑہ لیا جاتا تہا - ہاتھی کے بعد نظم جمعیت - راٹہور چہتری
سوار - گہوڑون پر پرانے فیشن کے خوگیر - وردیان معمولی
سفید پٹی دار پگڑی - چہرے سے سپہ گری صاف ظاہر - اور
کیون نہو چہتری ہین - جنکی تعریف مین ٹاڈ صاحب سے باخبر
مورخ نے اپنی مشہور کتاب راجستان مین پُل باندہ دئی ہین -

سب تلوار کے دہنی۔

اسکے بعد سندہی سوار۔ بقاعدہ۔ جرّار و کرار۔ پورے سپاہی اونکے بعد جمعدار پیشہ۔ عمدہ عمدہ گھوڑون پر سوار۔ گھوڑے ہوا سے باتین کرتے ہوے زمین پر قدم رکھنا سیکھا ہی نہ تہا کوئی مہدوی پٹہان۔ کوئی عرب مسالے دار چمکتی ہوئی کلیان سر پر۔ بانکی۔ کوئی دہانی کوئی زعفرانی۔ ناندیڑ کی بنی ہوئی بہت باریک پگڑیان۔ ران پٹری جمائے ہوے پشت توسن پر ڈٹے ہوے۔ انکے بعد عرب۔ پیدلے سوار۔ گھوڑے بادرفتار پہرپیادے۔ عربی مین گاتے بجاتے لٹکیان پیٹتے۔ ناچتے جاتے تھے مگر یہ ناچ بہانڈون یا کتہکون کا ناچ نہ تہا۔ مردانہ ناچ تہا۔ سپاہیون کا ناچ۔ لبعد ازان حبوش آئے۔ یہ پیدل

یہ بھی گاتے بجاتے تھے۔ سب قوی ہیکل۔ سکھون کی جماعت
تھوڑی تھی مگر دس سکھ سو سپاہیون پر بھاری۔ اِسکے بعد باجا
مغلئی طنبور۔ بانسری۔ تاشا۔ مرفا۔ علاقہ صرفخاص کے سترڈ نکے
انگریزی بینڈ کی کئی برادریان۔ باجا بجانے والے سب
ہوشیار۔ دکن کے رئیسون کے ہان کے چوبدار مہر کارسے
آرایش کثرت سے تھی اور اچھی بنی تھی۔ آتشبازی جا بجا
چھوٹتی جاتی تھی۔ ہوائی نشان کے پاس سے چھوٹتی تھی اور
چرخ چنبرین کی خبر لاتی تھی۔ روشنی کا خوب انتظام تھا اگر
رائی یا خشخاش کا دانہ گرتا تو اندھے تک کو سوجھتا۔ نوشہ کے
گلگون صبا رفتار باد پا کے آگے براتی امرا روسا عمائد عزیز
اقربا مصاحب اہلکار۔ یار دوست خرامان خرامان جاتے تھے

نوشہ کا گھوڑا اخاص الخاص عرب ۔زین زردوزی بہار ریں سامان چاندی کا

	تری گھوڑیکی ہیکل کیا بہلی معلوم ہوتی ہی دولہن پہنے ہوے چمپا کلی معلوم ہوتی ہی	

دولہا سرخ وسفید۔نہایت خوشرو۔کلائی شیر نر کی سی۔کمر چیتے کی سی ہاتھہ پانون سڈول۔خوبصورت۔بہاری خلعت۔قیمتی جوڑا زیب تن مقیش کا سہرا۔اوسپر پہولون کا سہرا۔دستِ حنائی مین سروہی جوہر دار۔ایک بات رہی جاتی ہے۔یون تو یہ برات ہرطرح قابل دید تھی اور لایق تعریف۔لیکن پانچ چھہ ہاتھیون پر جو لولیان پری چہرہ جوان نوخاستہ ادا سے دلربا کے ساتھہ متمکن تہین اوس سے بڑی بہار معلوم ہوتی تھی اور جلسے تن

عاشق مزاج تماش بین برات بہر بین ان ہاتہیون ہی کو زیادہ پسند کرتے اور یون چہل مذاق کرتے تھے اور عاشقی کا دم بہرتے تھے۔

ایک۔ بہئی یہ رنگین ہاتھی سب سے اچھے۔

دوسرا۔ ارے یار فوجدار بہتیا فیلبان۔ ذرا ہاتھی بٹہا دو ہم بھی چڑہ جائین۔

تیسرا۔ اللہ کرے ہاتھی کا پانون پہسلے۔

چوتہا۔ بس برات بہر مین اسی کے دم کا جہورا [ظہورہ] ہی۔

پانچوان۔ جی چاہتا ہے ہاتھی پر کود پڑون۔

جو رنڈیان سیدہی یا مہذب یا کم گو یا مغرور تہین وہ تو ان لچّون کا جواب نہین دیتی تہین اور جو طرّار اور حاضر جواب تہین

وہ چونکھی جگت لڑتی تہین ۔ جس تماش بین نے کہا تہا ہا تھی

بٹھا دو ہم بھی آئین ۔ اوسکے جواب مین رنڈی نے کہا [آؤ آؤ

بھائی بہن کے ساتھہ بیٹھو ۔ وہان طبلہ کون بجاے گا ۔

اسپر یار لوگون نے قہقہے لگاے ۔ جس نے کہا تہا اللہ کرے

ہاتھی کا پانون پہسل پڑے ۔ اسکا جواب یون شوخ زبان راز

نے دیا ۔ [اللہ کرے جب ہم ہاتھی سے اوتر جائین تو ہاتھی

تجھپر پہٹ پڑے]

الغرض برات اس عظمت وشان کے ساتھہ دولہن کے مکان

پر پہونچی ۔ اب باجا بہت ہی زور زور سے بجنے لگا ۔ اور

دولہن والون کے کلیجے ہاتہہ بہر کے ہو گئے ۔

برات مستورات نے کوٹھے پر سے دیکھی تھی ۔ جتنی عورتین تہین

سب دولہا کو دیکھکر عش عش کرتی تہین کہ واہ کیا صورت پائی ہی

آنکھوں مین موہنی ہے ۵

	ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ	
	شنیدہ کے بود مانند دیدہ	

جس جس راستے سے برات کرّ و فر کے ساتہہ آئی جس نے دیکھا تعریف کی کہ دولہا ہو تو ایسا۔ یہ معلوم ہوتا تہا کہ شیر نر کے بچّے کو گہوڑے پر سوار کر دیا ہے۔ اور پہر بہد انہین تہلتہل نہین۔ ہاتہہ پانون سانچے کے ڈہلے ہوے سڈول۔

عورتین خصوصاً ٹکٹکی باندہ کر گہورتی تہین اور کہین کہین رنگین مزاج اور بیباک عورتین اپنی ہمجولیون سے باہم چہُل بھی کرتی تہین۔ ا۔ کیون دولہا کمو چومنا چاہے تو چہو موا لو یا نہین۔

۲۔ واہ وا۔ یہ خوب سوال کیا ای وہ نہ چومے تو ہم زبردستی اتنی

مچھیان لین کہ گورے گورے گال اور بھی لال ہو جائین۔

۱۔ اور جو تم کسی کی بہو بیٹی ہوتین اور نکاح ہو گیا ہوتا تو وہ بیچارہ

اپنا سر ہی پیٹ لیتا۔

۲۔ ارے ہم خود اوسکا سر پیٹ لیتے۔

دولہا نے برات کے روز بعد مغرب اصلاح بنوائی تھی۔ یہ سبزہ آغاز

تھے۔ اصلاح کے بعد جوڑا زیب تن ہوا عطر مین ڈوبے

ہوے۔ انکے مامون نے سہرا باندہا جس سے اب یہ پوری

نوشہ بنگئے۔ فرط طرب سے کبھی کبھی آنکھون سے آنسو نکل جاتے

تھے۔ اور یہی بعینہ دولہن کا میکے مین حال تہا مگر دوشیزہ

اور کم سن ہونے کے سبب سے حیا کا تقاضا تہا کہ دل کو

رہتا ہوا اور ضبط شادمانی کرو۔ بہت مصیبتیں سہنے کے بعد یہ دن
اللہ نے دکھایا ہے۔ نوشہ مطلوب پایا ہے۔ آرزوی دلی بر آئی
خدا نے یہ شبھ گھڑی دکھائی کہ دولہن بنی۔

آدہی رات کو یہ برات جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے روانہ ہوئی تھی
جب برات داخلِ منزلِ مقصود ہوئی تو براتی سب علحدہ ہو گئے
صرف دولہا کے قرابتدار قریب رہے۔ دولہا اپنا گھوڑا پھاٹک
کے قریب لے گئے۔ یہاں ایک عورت کی گود مین دولہن
نکیلی مگر شرمیلی دولہن آئی۔

پھاٹک کے پاس دولہن نے پردے کے اندر سے پھول
اور چاول دولہا کے سر پر تین مرتبہ پھینکے اور پھر اسی طرح دولہا
کے ہاتھ سے دولہن کے سر پر پھکوا ئے گئے۔

آب دولہا کو مردانے مکان مین لے گئے - جس کمرے مین دولہا بیٹھنے کو تھے اوسکے دروازے دولہا کے سالون نے بند کرلئے - اور اب سمدہنون مین مذاق کی باتین ہونے لگین - دولہا کے سالے اس مذاق مین چپ رہے اور دولہا نے مجبور ہوکر اونکو کچہ جرمانہ دیا - ع -

	آتش شوق تیز تر گردد	

کا معاملہ تہا - سالے تو جیتے ہوے وہان سے چلدئے - اس رسم کو [ڈہنگانا] کہتے ہین - حیدرآباد کے اہل اسلام کی یہ قدیم رسم ہے -

آب دولہا نے مسند کو زینت بخشی اور برائی پایہ پایہ بیٹھے - نماز صبح کے وقت ایک صاحب دولہن اور ایک صاحب دولہا کیجانب

سے قاضی صاحب کو بُلانے گئے۔ قاضی صاحب بردمیانی وربر
اور شملہ بمقدار حلم پرسر عقیق کا کنٹھا ہاتھہ مین لئے ہوئے سر گھٹا
کفش پانونمین اس قطع سے تشریف لائے مہر کی نسبت گفتگو شروع
ہوی دولہا کی جانب ایک صاحب اور دولہن کی جانب سے دو
صاحب وکالتاً مقرر ہوئے اب مہر کے معاملہ مین بحث پیش ہوئی
پُرانی ایشیائی رسم کے مطابق دولہن والونکی دلی خواہش تھی کہ
مہر زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور دولہا والونکی کوشش کہ مہر کم ہو۔ اور
ادہر دولہا دل مین جہلا جہلا کے رہجاتا تھا کہ اِن بڈہون نے
یہ کہانکا روگ لگا یا ہے۔ مہر کا جھگڑا خواہ مخواہ نکالا ہے۔ اگر میرا
بس چلتا تو مین اِن سے دست بستہ کہتا کہ قبلہ آپ یہان خوب
پیٹ بھر کے لپاڈگی کیجئے۔ بندے کو تو بس جھٹ سے دولہن کے

پلنگ پر بٹھا دیجیئے اور وہان کی رسمین شروع ہو جائین۔
یہان قاضی صاحب قبلہ اور مفتی صاحب مدظلہ العالی اور
شاہ جی صاحب ولی حق آگاہ پُرانے دقیانوسی خیال والے
مہر کی نسبت گھنٹون بحث کر رہے ہین۔
اتنے مین نوشہ کے ایک عزیز نے کان مین جھک کر کہا
[کھو بچہ اب تو سونے کی چڑیا ہاتہہ لگی۔ اب تو چاندسی دلہن بغل
مین آئی] نوشہ نے کہا [ارے یار ع۔

	وعدۂ وصل چون شود نزدیک	

کا نقشہ ہے۔ یہ بڈّہے بڈّہے کیا گورکدھندا لیکر بیٹھے ہین۔]
الغرض بعد خرابی بصرہ مہر کی بحث طے ہوئی۔ الحمد للہ۔ اور
دولہا کی جانب سے ایک کشتی صندل کی کٹوری مین سوت

اور باریک چاول قاضی صاحب کو نیگ کے طریق پر دی گئے
اور کئی اور کشتیون مین مصری خرما بادام کشمش پستہ دولہا پر
نثار کرنے کو قاضی صاحب کو پیش کئے گئے۔ انہون نے
کشتیان کہولین اور کورے کاغذ پر سیاہہ نکاح لکھا یعنے
دولہا کا نام مع ولدیت وسکونت اور دولہن کا نام مع ولدیت
وسکونت وغیرہ وکیلون اور گواہون کے نام مع ولدیت اور
سکونت لکھے اور مقدار مہر کی تشریح کی فاتحہ خیر کے بعد خطبہ۔
اب ایجاب وقبول کا وقت آیا دولہا نے تو جلد جلد تین بار۔
[قبول کیا مین نے] کہکر اتمام حجت کیا۔ دولہن بیچاری شرم و حیا
سے خاموش۔ بڑے اصرار بلیغ پر دولہن نے بہت آہستگی سے
جواب دیا۔ اب دولہا پر سے بادام نثار کئے گئے اور اہل محفل

نے شوق سے لوٹا۔ شربت پلائی ہوئی پہلے دولہن والون نے کشتیون مین چہوٹے گلاس رکھے اور نوشہ کے سامنے پیش کئے اور شربت پیکر دولہا نے ایک اشرفی اوسمین رکھدی اوہر مبارکباد شروع ہوئی مگر دولہا کو ان کل تکلفات سے خفقان ہوتا تہا۔ اب انواع واقسام کے لذیذ کہانے چنے گئے نوشہ کے ایک چہوٹے سالے نے دو نوالے اپنے ہاتہ سے کہلائے ایک مین روپیہ تہا۔ ایک مین ڈلی۔ دیر تک مذاق رہا۔ اور کہانا کھانے کے بعد

	بیڑے چکنے پانکے مزیدار حقّے پئے مشکبو دہوان دہار	

محفل رقص و سرود آراستہ تھی۔ کُل حاضرین ناچ رنگ سی خوش

تھے۔ مگر دولہا کو اور ہی دُھن تھی۔ خدا خدا کرکے دولہا زنانے
مین بلوائے گئے۔ یہ بھی پلنگ پر بیٹھے اور دولہن بھی قریب
جلوہ افگن ہوئین۔ ایک میراثن نے کہا چاند سورج کی جوڑی
مبارک دو تین ملکر بولین آمین اللہ آمین۔ سالیون نے
دولہا کو دولہن کی جھوٹی مصری کئی بار کھلائی اور چہل کرنے لگین
زینت۔ دولہا تو معلوم ہوتا ہی کئی دن کا بھوکا ہی۔
پری۔ اے بہن مصری کھاتے کھاتے کہین تمھاری ایک آدھ
انگلی نہ کترلے۔
زینت۔ معلوم ہوتا ہے گھر مین کھانیکو نہین ملا۔
آرسی مصحف کے رسم مین دولہا نے بڑی کوشش کی کہ عروس
ماہ وش مہ لقا مہ جبین کا جمال مبین آنکھ بھر کے دیکھین اور

گو زینت النسا نے بڑی کوشش کی مگر چونکہ گھر بھر عورتوں سے
بھرا تھا دولھا اسمین کامیاب نہوسے - ڈومنیون نے سمدہیون
کو گالیان سنائین - دولھن کی طرف کی بیگمات اور عورتین
اِن گالیون پر ہنستی کھکھلاتی تہین اور دولھا کی طرف کی جھیپ
جھیپ کر مسکراتی تہین - میراثنون نے بھرپور انعام پایا -
جب میراثنون کا جلوہ ہوچکا تب سلامی کی کشتیان اہل برادری
کو دیگئین - کشتیون مین اشرفیان روپئے پاندان کا مسالا تھا
دولھا سبکو سلام کرکے سالیون سے ہنس بولکر باہر آیا -
عطر پان کے بعد دولھا کی برات دولھن کے ہان سے رخصت
ہوئی - دولھا پشت توسن پر خوش وشاد - فنس مین دولھن
پریزاد رشک شمشاد - غیرت گلرخان نوشاد - دولھن جب دولھا کے

مکان یعنے اول مرتبہ اپنی سسرال پہونچی تو دونون کے پانون دودہ اورمیوے سے دُہلائے گئے اور دونون کے سہرے ملائے گئے شبکو خلوت ہوئی۔

خورشید آرا بیگم اور نواب مخمور ہم بغل اور ہم بستر ہمکنار ۔چاند سورج کی جوڑی۔ پہلی بات جو خلوت کے وقت نوشہ سے نے کی یہ تھی کہ دولہن کے گورے گورے گالون لال لال ہونٹون اور ترک چشم مخمور کی سیکڑون چہتیان لین اور پہلی بات جو بی بی بننے کے وقت دولہن کی زبان سے دولہا کی بغل مین نکلی وہ تھی آ پیارے مین جانتی ہی تہی کہ میری دلی مراد ضرور پوری ہوگی کیونکہ مین نے جمعے کے دن ایک روز اپنے بادشاہ میر محبوب علی خان بہادر نظام کی سواری دیکھی تھی اور سلام

کیا اور سلام قبول ہوا۔ اپنی خوش نصیبی پر تو خدا جانتا ہے اور خدا کا رسول گواہ ہے مجھے اوسی دن سے ناز تہا ؎

جس طرح انہین بہم ملایا
بچھڑے ہوی سب ملین خدایا

گل افشانی خامہ عنبر بیز غالیہ بار بلبل ہندوستان جہان استاد دبیر الدولہ فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی استاد اعلیحضرت حضور شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

اے مہاراجہ بہادر شاد
خوب ناول نیا کہا دلچسپ
نام اسکا ہے مطلع خورشید

شاد آباد تجھکو رکھے خدا
ایسے کہنے کا واہ کیا کہنا
اسکی تاریخ تھی یہی زیبا

داغ نے یہہ کہا ہے مصرع سال
آفتاب سخن بھی اب نکلا
۱۳۱۵ھ

تاریخ طبع نسخہ مطلع خورشید تصنیف راجہ راجگان مہاراجہ کشن پرشاد صاحب بہادر وزیر افواج دکن از نتائج افکار سعدی شیراز جادو بیانی فردوسی طوس نکتہ رانی جناب

راجه درگا پرشاد صاحب بهادر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ
و رئیس اعظم سندیله متخلص به مهر محقق فارسی

زهی کشن پرشاد یکتای دوران | مهاراج ذیجاه و روشن ضمیری
جهان فتوت سپهر فضائل | بدانش جوان و بتدبیر پیری
چو آبا و اجداد خود نام آور | معظم مفخر امیر الامیری
وزیر سر عسکر آصفیه | سپه دار و لشکر کش و ملک گیری
زتو درمل این یافت میراث کامل | زهی مورث و وه چه میراث گیری
گر او بود دستور هندوستان را | سریر دکن راست اینهم وزیری
بمشکل رسی دانش ارسطو نهادی | به بزم معانی نظیری نظیری
بود لطف او مرهم سینه ریشان | بزنجیر خلقش جهانی اسیری
درین وقت فرخنده تصنیف کرده | عجب ناول دلکش و دلپذیری

چو پرسیدم ای مہر تاریخش از دل
بگفتا بمن نسخۂ بے نظیرے
۱۸۹۷ع

درفشانی خامۂ جوہر کان علم رشک مومن و ذوق
رای ٹہاکر پرشاد صاحب شوق سلمہ اللہ تعالے

دل و جان سے ہوی سب اسپہ شیدا
مرتب جب ہوا افسانۂ نغز

بنی ہے اک دولہن اسکی ہر اک بیت
پرستان ہے بنا افسانۂ نغز

نہ کیون عاشق ہو اسپر بلبل ہند
بسان گل کہلا افسانۂ نغز

پڑہے جو اسکو رنج و غم کو بہولے
کہ ہے یہ شاد کا افسانۂ نغز

ہوا تاریخ کا جب شوق کو شوق
کہا دل نے۔ نیا افسانۂ نغز

۱۳۱۵ ہجری

چکیدۂ کلک حضرت مصنف عالی وقار مہاراجہ بہادر پیشکار سرکار عالی

پھلا پھولا ہی افسانے کا گلشن ہی جیسے شیخ سعدی کی گلستان
بہارستان جامی کا ہی رنگ اُر فغانی بھی تھا اک طفلِ دبستان
ہی قصہ یا قرابے ہین لنڈھاے کہ عطر روح پرور کی ہی دُکّان
معانی گل ہین اور الفاظ گلبن ترو تازہ ہی ناول کا یہہ بستان
تعلّی سے نہین مجکو غرض کچھہ مگر ہان کہتے ہین یہہ سب سخندان
کہ ناول ہی ترا اک باغ اے شاد مہکتے اسکے ہین گلہای خندان
یہہ معشوقون کی چوٹی کا بنا ہار ہوا مطبوعِ دلہای حسینان
جگہہ اسکو ملی ہر انجمن مین ہوی پیر و جوان سب اسکے خواہان
بسا ہی عطر و عنبر مین ہر اک حرف خجل ہو کیون نہ اس سے زلفِ خوبان

ہوئی جب دل کو فکر سال ارشاد
ندا ہاتف نے دی - گلزار رضوان
۱۳۱۵ھ

کلیم طور معانی رو کش عسجدی و خاقانی استاد بے بدل نشان مصحفی سرمایۂ ناز اسیر منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی مدظلہ العالی استاد نواب خلد آشیان رامپور

کیا حسین ناول مہاراجہ بہادر نے لکھا — جسکی خوبی ناولسٹوں سے ہی طالب داد کی
مطلع خورشید نے پھیلائی ایسی روشنی — کھل گئیں بے دیکھی آنکھیں کور مادرزاد کی
واہ ری حسن زبان حسن بیان حسن خیال — آنکھ سے ہر اک سطر اسکی ہے خواہاں صاد کی
بانکپن کاغذ پہ حسن و عشق کی باتیں ہیں — اب خدا ہی نوک رکھے خامۂ بہزاد کی
دلمیں کانوں میں صدائیں آرہی ہیں بار بار — آفرین کی بارک اللہ کی مبارکباد کی
کیسے کیسے لوگ کیسی انکی واقعات — قصہ کیا لکھا کہ اک دنیا نئی آباد کی

اسکے آگے رو کہا پہیکا قصہ شیرین کا رنگ
اسکے آگے خاک پتھر داستان فرہاد کی

بیچدار الفاظ مین خمدار معنی کا بناو
سیدہی باتون مین ادامین قامت آزاد کی

عقد دو بچھڑی ہوونکا دی رہا ہی کیا بہار
کسقدر مشکل تھی بندش نکہت برباد کی

حرف نقطہ لفظ سطرین بیل بوٹا پہول پہل
ہر ورق گویا ہی کیاری گلشن شداد کی

اس گلستانمین گل و بلبل ہین ایسے شوخ و شنگ
نوچ لین گلچین کو شکین باندہ لین صیاد کی

خوبیان جتنی تہین اس ناولمین دین کوٹ کر
دیکہئے تل بہر جگہہ چھوڑی نہین ایراد کی

اسکے نظارہ سی ارباب سخن خوش ہوگئے
شاد تو کیا اہل معنی کی طبیعت شاد کی

اول اول قصہ بھی لکھا تو ایسا لاجواب
طبع عالی مین ہین کیسی قوتین ایجاد کی

مینے اس افسانے کی تاریخ لکھی اے امیر
پہلی طباعی ہی مہراجہ کشن پرشاد کی

۱۳۱۵ ہجری

تصنیف لطیف شاعر غرا معدن طبع وقاد رای جگناتہہ پرشاد صاحب۔ سرور

فسانہ ہی یا گلبدن نوعروس	بلاشبہہ خاتون رنگین ہے یہہ
لکہو سال تاریخ یون ای سرور	کہ ایجاد مضمون رنگین سے یہہ

۱۳۱۵ھ

گل فشانی بلبل طبع رشک سلیم وکلیم منشی اسحق بیگ صاحب حکیم علاقہ پیشکار سرکار عالی

یہہ افسانہ خوب و نغز و بدیع	فسانون کا اردو کی سرتاج ہے
بس اب آجکل کشور علم مین	مہاراجہ شاد کا راج ہے
فسانہ ہی یا موج دریاے عشق	فسانہ ہے یا بحر مواج ہے

ز روی ادب لکہدو ساقی یہ سال
فصاحت کا دفتر چھپا آج ہے

شکر افشانی طوطی شکرستان سخنوری ماہر السنہ پہلوی دوری محمد تاج الدین صاحب حیدرآبادی ۔

مطلع خورشید نام ناول نغز و بدیع
جتنے تھے ناول قدیم ہوگئے سب گرد و دور

نثرہ نثار نثر شعر ہیں شعری شعار
اسکا ہر اک باب ہے مثل سنجل کی صاف

تختہ باغ ارم اسکا ہے ہر اک ورق
کیوں نہو مشہور اب چھپکے بہت دور دور

شاد کو تاحشر شاد رکھے خدای غفور
نظم میں ہے رشک سعدی و سحبان وطور

بادہ احمر ہے سین قصہ ہے جام بلور
لفظ معانی جہی بنگئے غلمان و حور

تاج فصیح البیان با دل شاد اسکا سال
لکھہ دو سب اب ۔ لمعہ صبح شبستان نور

ذبحر ادمربع نشین چار بالش فضل و کمال رای ہیرالال صاحب ۔ نشاط

فسانہ کی بہار عنبر آگین | گلستان بوستان پر طعنہ زن ہے
ہر اک تختہ ہے ہر اسکا زعفران زار | گلستانِ ارم پر خندہ زن ہے
وزیر فوج محبوب علی شاہ | مصنف عالم و عالی سخن ہے

نشاط اب ہی سرِ اندیشہ تاریخ
لکھو یون - دل ربا دل کش سخن ہے
۱۵ ۱۳ھ

چکیدۂ کلک جواہر سلک حاجی حرمین شریفین ناظم فرزانہ
استاد یگانہ مولوی محمدؐ مظفر الدین صاحب معلّٰے
صدر مددگار ٹپہ خانہ سرکار عالی

زتصنیف مہاراجہ بہادر | چو شد مطبوع طومار فصاحت

معلّٰے سال طبع او دلم گفت
بہار رنگ گلزار فصاحت
۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکر آسمان پیمای شاعر گرانمایہ ناظم ماہر
پنڈت ہمیشر این صاحب شاکر کانپوری محقق فارسی

مہاراجہ جم حشم پیشکار
شہنشاہ ملک دکن کے وزیر

مصنف ہین افسانۂ تازہ کے
کہ ہی واقعی قصۂ دلپذیر

ہوئی فکر تاریخ شاکر کو جب
کہایون - لکہا ناول بے نظیر
۱۳۱۵ھ

ولہ

قصۂ دلکش مہاراجہ کشن پرشاد کا
واسطے اہل سخن کی دولت جاوید ہے

ناولون مین اسکو یکتائی کا دعوے کیون نہو
جو مصنف اسکا ہی مست مئے توحید ہے

ہین صفامین رو کش آئینہ سکندری
یا ہی گلزار ارم یا ساغر جمشید ہے

ہوچکا جب ختم یہہ افسانۂ ہر دلعزیز
اہل مطبع پر اسی کے طبع کی تاکید ہے

لکھہ قلم کرکے سر طاغی کو ثنا کر سال طبع
طبع موزون کا نتیجہ مطلع خورشید ہی
سمت ۱۹۵۴ بکرمی

رقمزدۂ شاعر رنگین بیان شیرین زبان راے رامچندر پرشاد صاحب عشرت

وزیر فوج نے لکھا فسانۂ نادر
ہین جسکی طرز فصاحت پہ غش سب اہل زبان

لکھا یہہ عشرت رنگین بیان نی اسکا سال
جناب شاد نے ناول لکھی رفیع الشان
۱۳۱۵ھ

رقمزدۂ کلک گوہرین سلک رای سیتل پرشاد صاحب خرم

راجہ مہراجہ بہادر شاد نے
خوب ہی دل چسپ یہہ قصہ لکھا
جب ہوا تیار یہہ نادر کلام
مطلع خورشید نام اسکا رکھا

واسطے تحریر تاریخ کتاب | شاد کا جب حکم خرم کو ہوا

اوسکے چھپنے کا لکھا اوس نے یہ سال

مطلع خورشید یہہ زیبا چھپا

١٣١٥ھ

تراویدۂ خامۂ گہربار جواہر نثار مولوی محمد عبداللہ صاحب

عبد مہتمم تعمیرات وآئینہ خانہ علاقہ پیشکار سرکار عالی

سحرگہ ایک بلبل نے چہک کر	سنایا یہ نوید روح افزا
وزیر فوج سلطان دکن نے	لکہا ہے آجکل نایاب قصا
ہراک مضمون مین اُستاد کی دکہائی	ہے یہہ ناول نویسی اوسکا حصا
ہے روح سعدی شیراز کو وجد	گلستان گفت منت مرخدا را
پری چہم برق دم ہے یہہ فسانہ	پری رو دپری خو دپری زا
پہرا لے قصہ اسنے سب کئی گرد	نہین پڑہتا کوئی یوسف زلیخا

خدا کی دین ہے طبع خداداد نہین عبد اسمین انسان کا اجارا

ہوئی ہے بے سر اندیشہ تاریخ
عدد گن لیجئے - خرشید آرا
۱۳۱۵ھ

معجز طرازی کلک سحر نگار شاعر نغز گفتار سید حسن اعلی صاحب رضوی میر منشی دفتر پیشی پیشکار سرکار عالی -

مہاراجہ کشن پرشاد جمجاہ وزیر فوج سلطان دکن ہے
اونہون نے اک لکہا نایاب ناول جو بیشک ہادم رنج و محن ہے
پرستان کا گمان ہوتا ہی اسپر فسانہ ہی کہ چوتھی کی دولہن ہے
یہہ ناول کیون نہو رشک گلستان پہلا پہولا ہرا اک اسکا چمن ہے

زروی وجد یون لکہو حسن سال
ہوا نادر یہہ روح افزا سخن ہے
۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکر بلند و طبع آسمان پیوند سید ضیاء الدین
صاحب رفاعی تلمیذ حضرت معلی صاحب قبلہ

خوب تر ناول مہاراجہ بہادر نی لکھی
دیکھی پھر ایسے نہ چشم عالم ایجاد نی

ای ضیا ہاتف نی یوں بولا تو سال طبع
کیا لکھی ہی عمدہ تر نایاب ناول شاد نی

ایضاً

مطلع خورشید افسانہ لکھا
میرے آقا صاحب انوار نے

چشم اعدا پھوڑ کر کہہ ای ضیا
خوب یہہ ناول لکھی سرکار نے

تصنیف لطیف ناظم معجز بیان محمد مجاہد الدین مہتمم
کتب خانہ مہاراجہ بہادر تلمیذ حضرت معلی صاحب قبلہ

یہہ مہاراجہ بہادر کا کلام دلکشا دلچسپ اور مرغوب ہی

اے مجاہد عرض کر یون سال طبع
واہ وہ بیمثل ناول خوب ہے

ایضًا

طبع چون گشت مطلع خورشید ای مجاہد دلم چو گل بشگفت

ناول پیشکار شد طبع
۱۳۱۵
مصرع سال انطباعش گفت

تصنیف منیف مرزا عبدالرحمن بیگ صاحب فوق مددگار مہتمم کتب خانہ سرکار ممدوح تلمیذ حضرت محمد عبدالحفیظ خان صاحب قبلہ حیدرآبادی۔

میرے آقا کی دیکھکر تصنیف کہئے تاریخ دل یہہ ہیکل ہے

چشم بد دور عرض کراے فوق
واہ کیا بے نظیر ناول ہے
١٣١٥

جادو طرازی خامہ گوہر نثار عنبر بار راجہ سری رنگ پرشاد صاحب بہادر - بہجت - حیدر آبادی

شاد ذیقدر و سخندان تم نے	واہ کیا مطلع خورشید لکھا
چشم اور گوش فلک نے اب تک	ایسا ناول کبھی دیکھا نہ سنا
بیت بیت اسکی ہے قصر جنت	ہر سطر باغ ارم کا چشما

سال تاریخ کہا بہجت نے
مرحبا نسخۂ رنگین زیبا
١٣١٥ھ

از رشک سعدی شیرازی طوطی شکرستان جادو طرازی مورخ نامی گرامی بلبل باغ رنگین کلامی حضرت

ارشد بلگرامی

راجه نامی گرامی کشن پرشاد اسم اوست
نیک طینت نیک سیرت نیکخو فرخ نهاد

سرور اهل شرف سرتاج ارباب فلک
صاحب اقبال عالی خاندان والا نژاد

نکته رس انجام بین عاقل ذکی دانا ذهین
رحمدل ذی حوصله کرم سخی باذل جواد

شادمی دارد تخلص طرفه این ناول نوشت
طرز خوبش هر که دید انگشت بر دندان نهاد

مصرع تاریخ تحریرش رقم ارشد نمود
شاد از ناول دل ارباب عالم کرده شاد
۱۳۱۵ ھ

ایضا

ناول تازه رقم ساخته شاد آنکه بود
صاحب دانش و ذی جوهر و فهام انام

نام او مطلع خورشید ولی سرتاسر
هست در جلوه نمائی صفت ماه تمام

سال در تعمیه ارشد بقلم می آید

ماہ با مطلع خورشید گرفتہ ست مقام

ایضاً

کرد تصنیف زہے ناول شاد — وصف کردن نتوانم مجمل

ہر کہ پرسد سنہ اش گو ارشد
شاد تحریر نمودہ ناول
۱۳۱۵ ھ

ایضاً

لکہا شاد نے جب یہہ ناول عجیب — ہوئی شاد کیا کیا صغیر و کبیر

دم فکر ارشد یہہ دل نے مری
کہا سال۔ ناول لکہا بے نظیر
۱۳۱۵ ھ

شاد نے ناول لکہا یہہ لاجواب — ہر زبان پر ہی جہان مین واہ واہ
عین زیبا ہے کہوں کحل البصر — اس سے ہوتا ہی فزون نور نگاہ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

نور کا ارشاد مسیحی سال ہے

مطلع خورشید یا روشن ہی ماہ

۱۸۹۷ع

از خامہ مورخ شیرین کلام عالیمقام سید بندہ رضا صاحب

آرزو متوطن بلگرام

چہ دلچسپ ناول کہ بر خوبیش — فدا از دل وجان صغیر و کبیر

ز شادی چنین شاد کن ناولے — بجلوہ در آمد چو بدر منیر

حبیبے کہ سرشار این می بود — طلبگار تاریخ شد از حقیر

عدیم البدل بود گفت آرزو

بتاریخ ہجری - عدیم النظیر

۱۳۱۵

ریختہ کلک ندرت سلک سیّاف عرصۂ سخن نواب

محمد صفدر صاحب صفدر لکھنوی فوٹوگرافر

افضل گنج حیدرآباد

شاد وزیر دکن خسرو ملک سخن | خوب فسانہ لکھا غیرت بستان ہے یہ
باغ فصاحت کا گل گوہر کان خرد | در خوشاب فرات موجۂ عمان ہے یہ
عشق بتان کا ہے حال تذکرہ زلف و خال | ذکر جمیل و جمال کیا ہی ستاپرن ہے یہ

پی کی لبالب کئی جام سے مے خوشگوار
سال لکھا لاجواب بیاغ مستان ہے یہ
۱۳۱۵ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد ناظم بلند پایہ شاعر گرانمایہ بہادر علی مرزا صاحب بدر نبیرہ ظفر الدولہ مبارز الملک بہادر

کس قدر پر نور ہے ناول گلشن پرشاد کا | یہہ ضیائے مہر ہے یا صاف صبح عید ہے

بدر روشن طبع نے جب فکر کی تاریخ کی
چرخ سے آئی ندا۔ کیا مطلع خورشید ہے
۱۵ ۱۳ھ

از نتائج افکار ادیب نکتہ دان سخن سنج معنی اساس
پنڈت سری کشن صاحب کاشمیری یاس لکھنوی۔

مہاراجہ شاد معجز بیان
جو ناول نویسی مین ممتاز ہے

انہون نے لکھا قصۂ دلفریب
ہی قصہ کہ معشوق طنّاز ہے

ہی بے شبہہ اک مہوش دلربا
ز سرتا بہ پا عشوہ و ناز ہے

ہی جادو جمال اور جادو نگاہ
عجب شوخی و طرفہ انداز ہے

مہاراجہ کے دم سے ملکِ دکن
بنا غیرت شہر شیراز ہے

وزیر عساکر ہین اور پیشکار
دکن مین بڑا اون کا اعزاز ہے

لکھا یاس نے مست ہو کر یہ سال
یہہ جام روان بخش اعجاز ہے

۱۳۱۵ھ

از پنڈت رتن ناتھہ صاحب سرشار لکھنوی کاشمیری

مف فسانہ آزاد وغیرہ

مہاراجہ کشن پرشاد صاحب — عجب پائی ہے تمنے طبع وقاد

پر لکھتے خوب ہو گھوڑے کھڑے کر — اس اردو کی زبان کو تم ہو نقاد

لکھا کیا خوب ناول واہ وا واہ — اہاہا جزاک اللہ استاد

نظامی اور سعدی اور حزین کا — دل و جان سے ہے ہر اک حرف پر صاد

ہے ناول یا عروس ماہ پارہ — پری رو پری خود پری زاد

دولہن چوتھی کی ہے یا بن گہاچیا — ہے بیشک رشک خوبان نوشاد

چمن پیرا ہے اس باغ سخن کا — وزیر فوج شاہ حیدر آباد

نی ہے طبلہ عطار تاریخ

معنبر گلستان ناول شاد

۱۳۱۵ھ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

ولہ